مآثر شیر یزدانی

مکتوبات

پیر حضرت سید شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

فتح پور شریف

ترتیب وتدوین

پیر محمد طاہر حسین قادری

منگانی شریف جھنگ

قادریہ آرگنائزیشن

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

MAASIR E SHER E YAZADANI

مآثرِ شیرِ یزدانی

LETTERS:

HAZRAT PIR SYED SHER MUHAMMAD GILANI (R.A)

AND HIS FOLLOWERS OF SILSILA ALIA QADRIA QUTBIA

PRESET & COPILED BY:

ABU ALHASSAN PIR MUHAMMAD TAHIR HUSSAIN QADRI

ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین قادری

قادریہ آرگنائزیشن

آستانہ عالیہ منگانی شریف چک نمبر 171 ڈاکخانہ چک نمبر 214 تحصیل ضلع جھنگ

فون - 0477-011371 - 0477-000754

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یکے از مطبوعات آستانہ عالیہ منگانی شریف

128453

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ⟵ **مآثرِ شیرِ یزدانی**

مکاتیب ⟵ حضرت سائیں پیر سید شیر محمد گیلانی و
خلفائے کرام سلسلہ قادریہ قطبیہ

نظر ثانی و ترتیب ⟵ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین قادری

کمپوزنگ ⟵ وقاص حیدر قادری (راولپنڈی)

کمپیوٹر ڈیزائننگ ⟵ ظفر اقبال ناصر الکرم کمپیوٹرز 46/E.B عارفوالا

منتظمِ اشاعت ⟵ محمد اکرم قادری

اشاعت ⟵ 9 جولائی 2012ء

بر موقع پینتالیسواں عرس مبارک حضرت پیر سید غلام رسول شاہ صاحب گیلانی (کھوہ پاک شریف)

تعداد ⟵ 500

ہدیہ ⟵ 170 روپے

ملنے کے پتے

قادریہ آرگنائزیشن دربارِ کرم طاہر آباد منگانی شریف ڈاکخانہ چک نمبر 214 تحصیل و ضلع جھنگ

0300-6504030/0346-7249750

www.manganishareef.webnode.com

Email: ainaekaram@yahoo.com

مکان نمبر DK-319-A ڈھوک کشمیریاں نزد گورنمنٹ حشمت علی کالج فار بوائز راولپنڈی

0300-9548082/0333-5121200

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	دریچۂ سخن	4
2	پیر سید غلام صمدانی گیلانی	7
3	پیر سید محمد کوثر شاہ بخاری	9
4	پیر سید عمیر محی الدین گیلانی	10
5	پیر انوار حسین جلوآنوی	10
6	ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی (ایران)	12
7	شجرۂ اولاد حضور شیرِ یزدانی فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ	14
8	حضرت پیر سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	15
9	خطوط	25
10	حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	31
11	خطوط	37
12	خطوط منشی اللہ بخش (مختارِ عام دربارِ قطبیہ)	39
13	حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	50
14	خطوط	61
15	حضرت میاں اللہ یار کملانہ رحمۃ اللہ علیہ	70
16	خطوط	72
17	حضرت پیر سید سخی محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	81
18	خط	83
19	حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	85
20	خطوط	89
21	حضرت پیر غلام محمد جلوآنوی رحمۃ اللہ علیہ	92
22	خطوط	96
23	حضرت پیر محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ	101
24	خطوط	103
25	تصاویر (کچھ مناظر، کچھ یادیں)	121
26	دستاویز، خطوط، کتب اور اخبارات	129

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دریچۂ سُخن

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی قادری نوراللہ مرقدہٗ کی ذات والاصفات کسی تعارف کی محتاج نہیں وسطی پنجاب اور خصوصاً رلوی و چناب کے باسیوں کی زبان پر جناب کے پنجابی اشعار آج بھی جاری رہتے ہیں۔ اس طرح جناب کے درد و سوز، عشق و محبت، ہجر و فراق اور جمال و وصال کے دلنشیں اشعار مردہ دلوں کی مسیحائی کا درجہ رکھتے ہیں اور اہلِ دل کا وظیفۂ جان ہیں۔

بہتریں گوہرِ گنجینۂ ہست سُخن
گر سُخن جاں نبود، مردہ چرا خاموش است

(خزانہ (زندگی) کا بہترین موتی شعر ہے۔ اگر سخن (شعر) زندگی نہیں تو مردہ کیوں خاموش ہے؟)

راقم الحروف نے جب سے اپنے پیرانِ عظام اور مشائخ طریقت کی سیرت و سوانح پر کام کا آغاز کیا اُس روز سے بس یہی دُھن سوار رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مواد جسقدر ممکن ہو سکے یارانِ شریعت و طریقت کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ اور یہ علمی و روحانی ورثہ کتب و مجلات کی صورت میں محفوظ کروں۔

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسنِ جمالِ یار کے آثار ہی سہی

اس تحقیقی سفر کے دوران بعض نادر و نایاب تحریریں، کُتب اور قلمی مسودات بھی دریافت ہوئے انہی میں سے ایک یہ مکاتیب بھی ہیں۔ انکی دریافت کا سہرہ ڈاکٹر غلام علی صاحب قادری (سکنہ سندھیلیانوالی شریف) کے سَر ہے۔ انہوں نے مجھے اس بارے میں آگاہ کیا۔ مزید بتایا اس ذخیرہ میں سے حضور شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ اور خاص خاص احباب و خلفاء کے خطوط صاحبزادہ سید نیر دستگیر شاہ صاحب گیلانی کے پاس محفوظ ہیں جبکہ درویشوں کے خطوط کا ذخیرہ حکیم عبدالرحمٰن صاحب ولد حکیم میاں رجب علی صاحب سکنہ خاص گوگیرہ نزد فتحپور شریف کے پاس موجود ہے۔

انہی دنوں مورخہ ۱۷ اپریل 2007ء ساہیوال جاتے ہوئے فتحپور شریف حاضری ہوئی تو جناب سید نیر دستگیر شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ میں نے خطوط کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنے موروثی اخلاق و مروت کے پیشِ نظر فوراً وہ تمام خطوط منگوا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ جنہیں اُسی وقت میں نے شاہ محمد ڈرائیور کے ہاتھ بھیج کر فوٹو سٹیٹ کاپیاں کروالیں۔ بعدازاں ڈاکٹر غلام علی اور اپنی لائبریری کے منتظم حافظ محمد سعید کو مزید خطوط کیلئے حکیم عبدالرحمن [1] کے ہاں بھیجا۔ انہوں نے بھی بڑی محبت کا مظاہرہ کیا اور تمام خطوط کانٹ چھانٹ کیلئے میرے پاس بھیج دیئے۔ جن سے یہ مسودہ تیار کیا گیا۔ مزید تین خطوط کی فوٹو کاپیاں مجھے حاجی محمد رمضان صاحب (منشی دربار سندھیلیانوالی شریف) نے لاکر دیں۔ اِن میں سے اکثر خطوط قدیم رسم الخط میں لکھے گئے تھے۔ بعض کے الفاظ مدھم ہو چکے تھے۔ لہٰذا انہیں پڑھنے اور لکھنے میں کافی وقت صرف ہوا۔ یہ مجموعہ 29 مئی 2010ء کو میں نے مکمل کیا اور مسودہ کمپوز کروانے کے بعد اپنی لائبریری میں رکھوا دیا اور اپنے دیگر علمی و تحقیقی مشاغل میں مصروف ہوگیا۔ تا آنکہ 7 دسمبر 2011ء کو جناب صاحبزادہ سید غلام صمدانی صاحب گیلانی (سجادہ نشین کھوہ پاک شریف) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے یہ مسودہ دیکھا، نہایت پسند کیا اور فرمایا اسے شائع کروادیں بلکہ آئندہ برس عرس مبارک کھوہ پاک پر اس کی تقریب رُونمائی ہونی چاہیے۔ حضرت سجادہ نشین صاحب کی علم دوستی اور اپنے آبائے کرام سے والہانہ لگاؤ دیکھتے ہوئے میں نے ارادہ کرلیا کہ اس مسودہ کو نظر ثانی کے بعد شائع کردوں۔ اس میں بزرگان کے حالات کا کچھ اضافہ کیا اور بطور خاص منشی اللہ بخش صاحب (مختارِ عام دربارِ قطبیہ) کے خطوط شامل کیے گئے کیونکہ حضور سائیں فضل حسین اکثر خط و کتابت اس سے کرواتے تھے۔ اس دوران جناب صاحبزادہ سید غلام صمدانی صاحب سے بوساطت پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب

---

(۱)۔ بوٹا رام دُرویش جو حضور شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کے خادمِ خاص اور منشی تھے۔ انہوں نے باقاعدہ لکڑی کا ایک صندوق بنوا رکھا تھا جس میں وہ حضور کی ڈاک رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی وفات سے پہلے وہ صندوق بطور نگہداشت اپنے مخلص دوست حکیم میاں رجب علی کو دیا اور حکیم صاحب کی وفات کے بعد انکے فرزند حکیم عبدالرحمن صاحب کو ملا۔ جن سے مجھے یہ خطوط دستیاب ہوئے۔

برابر رابطہ رہا۔ انہوں نے نہ صرف اس کتاب پر اپنے تاثرات لکھے بلکہ دو اخباریں اور چند نایاب تصاویر کی سی ڈی بھی ارسال کی۔ علاوہ ازیں اپنے چچازاد بھائی سید عمیر محی الدین شاہ صاحب ولد پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب کے تاثرات بھی ارسال کیے۔ حضرت سید غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور خلیفہ مجاز پیر سید محمد کوثر شاہ صاحب نے بھی اپنی آراء نوازا۔

جناب علامہ پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی کا تعاون مجھے اپنے علمی و تحقیقی سفر میں ہمیشہ حاصل رہا ہے۔ وہ قلمی تعاون سے لے کر پروف ریڈنگ تک ہر ممکن رہنمائی کیلئے پیش پیش رہتے ہیں۔ جس کیلئے میں تہہ دل سے ان کا مشکور ہوں۔

الحمدللہ علٰی ذٰلِکَ میں نے پتی پتی اکٹھی کر کے یارانِ طریقت کے لیے ایک گلدستہ سجایا ہے۔ امید ہے علمی اور تحقیقی ذوق رکھنے والے احباب اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

جناب علامہ پیر سردار احمد صاحب سجادہ نشین کھرپڑ شریف نے مجھے بتایا ہمارے پاس حضور شیرِ یزدانی کے نو (9) مکتوب مبارک موجود ہیں۔ میں ان کی نقول آپ کو ارسال کروں گا۔ کچھ اور کرم فرماؤں نے بھی وعدہ فرمایا ہے۔ امید ہے اگر وہ بھی دستیاب ہو گئے تو انشاءاللہ العزیز کسی اور کتابچہ میں یا اسی مجموعہ کی دوسری اشاعت میں شائع کر دیے جائیں گے۔ آخر میں حضور شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دُعا کے ساتھ اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔

یاری یار والی شالا رہے قائم عمر تیک نہ پوے خطا بیلی
میرے پیر دا سلسلہ رہے قائم منگے ایہہ فقیر دُعا بیلی

اللہ کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے ہمیں حضور کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی محبت و اُلفت کا ایسا پیمانہ نصیب کرے جو ماسوا سے بے نیاز کر دے۔ آمین ثمہ آمین

9 جون 2012ء بروز ہفتہ — ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ

بمطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ منگانی شریف ضلع جھنگ

9-6-2012

جناب پیر سید غلام صمدانی قادری گیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ
کھوہ پاک شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ھدانا الی صراط مستقیم بوسیلۃ الواصلین بحق النبی الکریم الامین الھادی الی معرفۃ رب العالمین۔ اما بعد!

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی آبیاری کیلئے مجاہدین اسلام اور بزرگان دین کی جہد مسلسل سے برصغیر کی سرزمین میں وہ پھول کھلے جن کی مہک سے اسلام کی خوشبو ہر سو پھیل گئی اور اس کو جس فرد نے بھی اپنی روح میں محسوس کیا وہ اس کا اسیر ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ برصغیر جو دارالہند کے نام سے پہچانا جاتا تھا دارالسلام بنتا گیا۔ یہ پھول ان بزرگان دین کی صورت میں ظاہر ہوئے جنہوں نے اپنی قوت عمل سے ہزاروں فرزندان اسلام کے دلوں میں محبت، اسلام اور عشق پیغمبر علیہ السلام کو اجاگر کیا انہی ہستیوں میں سے فتح پور شریف ضلع اوکاڑہ کے سادات گھرانے کے عظیم چشم و چراغ سید شیر محمد گیلانی خطیب ربانی شیر یزدانی بھی ہیں جو اپنے قول و عمل اور عشق مصطفےٰ میں یکتا و بے مثل تھے۔ انہوں نے اپنے عمل اور عشق کی تاثیر سے بے گیاں دلوں میں محبت مصطفےٰ ﷺ کے دیپ روشن کئے جن کی روشنی آج بھی کروڑوں عشاقان رسول ﷺ کے لئے مشعل راہ ہے۔ نہ صرف آپ کے اقوال و اشعار عشق مصطفےٰ کی منہ بولتی تصویر تھے بلکہ آپ نے

وابستگان کو نصائح بھرے خطوط ارسال کیے۔ جن میں طالب حق کیلئے ہدایت و رہنمائی کا سامان میسر تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین قادری و سید رفاقت علی شاہ صاحب جو مرید خاص پیر طاہر حسین قادری مدظلہ کے والد بزرگوار حضرت سائیں پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ انہیں یہ سعادت عطا فرمائی کہ انہوں نے حضور شیر یزدانی کے جملہ خطوط کو "مآثر شیر یزدانی" کے نام سے جمع کر کے قارئین و وابستگان کے لئے ہدایت کا سامان مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوفین کے علم و عمل میں برکت دے اور ہمیں ان خطوط سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیر طریقت رہبر شریعت حضور سائیں شیرن پاک نور اللہ مرقدہ ضلع اوکاڑہ کے وہ عظیم المرتبت ہستی تھے جن کے فیضان نظر سے ہر ملنے والا عشق مصطفیٰ کی خیرات لے کر گیا۔ آپ کے فیضان عشق سے جہاں کئی آستانے آباد ہوئے وہیں آپ کے اکلوتے فرزند مردِ قلندر حضرت پیر سید غلام رسول گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آستانہ عالیہ کھوہ پاک شریف (نزد دستگھرہ) میں جویان عشق و معرفت کیلئے آپ کے فیض کو عام کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی نسل میں آنے والے بچے بچے کی نس نس میں عشق سمایا اور انہوں نے اس کو چہار دانگ عالم میں پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ کھوہ پاک شریف کے فیضان کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ اور قبلہ پیر صاحب آف منگانی شریف کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو اپنی بارگاہِ خاص میں شرف قبولیت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

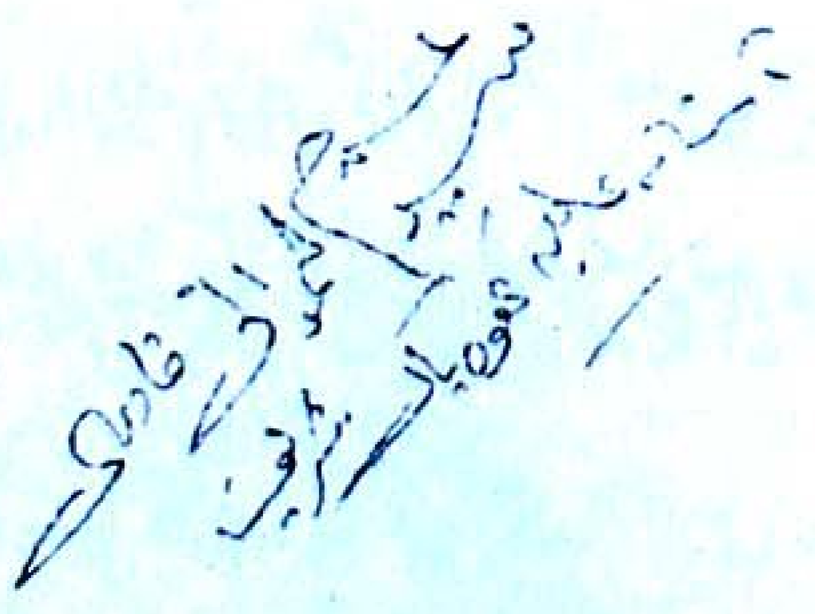

............☆☆............☆☆............

جناب پیر سید محمد کوثر شاہ بخاری قادری

خلیفہ مجاز حضور پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے نہایت قابلِ احترام وعزت جناب پیر طاہر حسین صاحب قادری

السلام علیکم! مزاج شریف ۔آپ کی طرف چند حروف لکھتے ہوئے مجھے انتہائی خوشی و مسرت کے جذبات محسوس ہو رہے ہیں۔آپ نے روحانیت کی تعلیم کے سلسلہ میں جو کوششیں کی ہیں وہ نہایت ہی قابلِ تحسین ہیں ۔میری یہ دعا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ اس بات کی مزید توفیق عطا فرمائے کہ آپ ہر انسان کے دل کو توحیدِ الٰہی کے نور سے روشن کریں کیونکہ ہر تعلیم، تعلیمِ معرفتِ الٰہی کے بغیر نامکمل ہے۔میں اپنا تعارف اس طرح سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے میرے نانا سائیں سید غلام رسول شاہ صاحب کھوہ پاک نے 1963ء میں دستارِ خلافت عطا فرمائی۔اس مجلس میں سائیں سید اسرار حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار حضرت سید قطب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آف سندھیلیانوالی شریف بھی موجود تھے۔

جناب نانا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے روحانی علم سے بھی بہت نوازا۔کافی عرصہ کے بعد میں بحکم سائیں غلام رسول شاہ صاحب آف کھوہ پاک جو کہ مجھے خواب میں ہوا فرمایا کہ اپنا علم لوگوں تک پہنچاؤ۔اس سلسلہ میں بعد سوچ بچار کے اپنی کتاب جو کہ ''روح کیا ہے'' کے عنوان سے لکھ رہا ہوں۔زیرِ تحریر ہے۔اور اس میں جملہ مراحلِ توحید و روحانیت کا ذکر درج ہے۔

آپ کے رسالہ ''مآثرِ شیرِ یزدانی'' کا بخوبی مطالعہ کیا ہے۔جس میں حضرت سائیں قطب پاک رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں شیرن پاک رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے بارے تحریر کیا گیا ہے۔اور ان کے خطوط بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں۔جو کہ نہایت قابلِ تعریف کاوش ہے۔

میں بھی اپنی کتاب کے صفحات جو کہ ابھی زیرِ تحریر ہیں آپ کو ارسال کروں گا تا کہ روحانیت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔سائیں غلام رسول صاحب آف کھوہ پاک جو کہ میرے نانا جی ہیں ان کے تحریر کردہ چند سوالات میں آپ کو پہلے پیش بھی کر چکا ہوں۔یہ سوالات حق تعالیٰ کے متعلق ہیں۔ان الفاظ سے اجازت چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔آمین

دعا گو: سید محمد کوثر

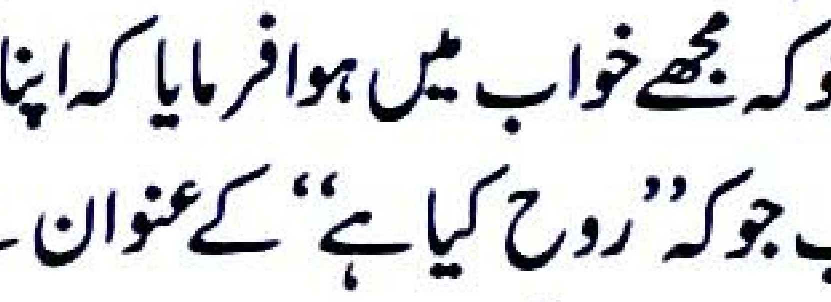

سید عمیر محی الدین گیلانی بن پیر سید غلام محی الدین گیلانی

﴿کھوہ پاک شریف﴾

میں نے صاحبزادہ پیر طاہر حسین صاحب کی کتاب ''مآثرِ شیرِ یزدانی'' پڑھنے کا شرف حاصل کیا جو کہ خاندانِ عالیہ قادریہ، قطبیہ، شیریہ کے متعلق قابلِ تحسین عمل اور ایک انمول تحفہ ہے۔

اللہ کریم انہیں بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

سید عمیر محی الدین گیلانی

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے صاحبزادہ ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری منگانوی کی (مآثرِ شیرِ یزدانیؒ) کو پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ صاحبزادہ صاحب نے سلسلہ عالیہ قطبیہ شیریہ کی خدمت کا جس انداز والہانہ سے بیڑا اُٹھا رکھا ہے اور جس نئے نئے عالمانہ اور عاشقانہ طریقہ سے صبح و مسا مسلسل جدوجہد کو اپنا رکھا ہے قابل و صد تحسین و توصیف اور لائقِ رشک و تائید ہے۔

حضور قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ بخاری قادری پیر محلوی، حضرت سائیں سید شیر محمد شاہ گیلانی قادری فتحپوری، ان کے صاحبزادگان والاشان اور خلفائے کرام جو اپنے مشائخ عظام اور باہم خطوط رقم فرماتے تھے، محنتِ شاقہ سے جمع کئے گئے ہیں۔

اگرچہ یہ خطوط حالات و معاملات کے متعلق مرقومہ ہیں لیکن ان کے لفظ لفظ سے شیخ کامل کی غائت درجہ محبت واحترام اور باہم اخوت و مودت اور ادب کے درس ملتے ہیں۔ اور اُن کے تبحر علمی، بلند نظری، اشتیاق قلبی، ارتقائے روحی اور علوِ مرتبت حقیقی اور علمی کا پتہ چلتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی اور جہان کے رہنے والے تھے۔ جس میں پیار، محبت، ادب، قربانی، وفا، اشتیاق، ذوق، شوق، درد، سوز، گداز، فنا، بقا اور لقا کے کنول کھل کر علم، ایمان، ایقان، وجدان،

عرفان، احسان اور مشاہدۂ جانان کی فضاؤں کو معطر، معنبر، منور اور مطہر کرتے تھے۔

ان خطوط کو پڑھ کر آج بھی اس جہان عشق و مستی کی خوشبو مشامِ جان اور دل و دماغ کو بہجت و تازگی، سکون و اطمینان اور یقین اکمل کی لازوال دولت عطا کرتی ہے۔

دُعا ہے کہ عزیز القدر صاحبزادہ صاحب کو حقیقت مطلقہ ذاتیہ واجب الوجود اپنے ذاتی اسرار و رموز کے انکشافات سے نوازے اور ان پاکباز ہستیوں کے ظہورات کو بصیرت قلبیہ اور روحیہ سے مشاہدہ کرنے کی سعادت عظمیٰ سے بہرہ ور فرمائے اور مزید سلسلہ عالیہ قادریہ قطبیہ شیریہ اور اس کے متعلقین کی خدمت کرنے کی توفیق وافر مرحمت فرمائے۔ آمین

ابوالحقائق صاحبزادہ محمد انوار حسین قادری جلوآنوی

1-5-2012

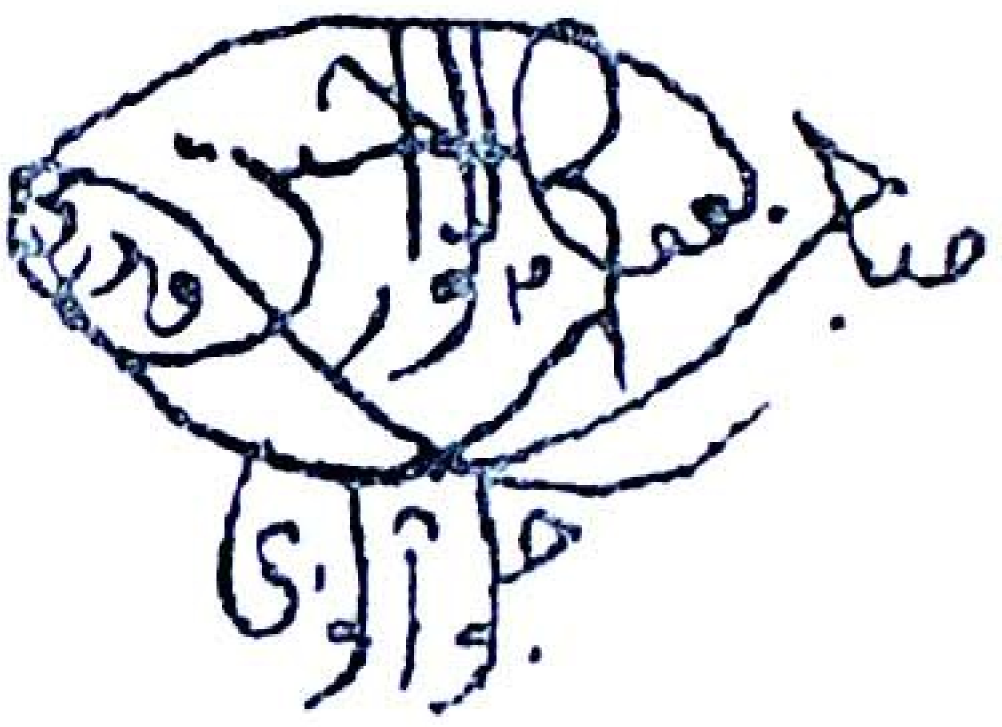

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

شیرِ یزدانی نامه

به مناسبت تألیف و ترتیب و تحقیق کتاب مستطاب مآثر شیر یزدانی مکتوبات طیبات قطب ربّانی شیرِ یزدانی مکتوبات قطب ربّانی شیرِ یزدانی حضرت خواجه سیّد شیر محمد گیلانی قدّس سرّه النورانی مسند آرای فتحپور شریف ضلع آن او کاڑه از حضرت پیر طریقت و گلشن حقیقت و سخنگوی صداقت و محبت جناب آقای پیر ابوالحسن محمد طاهر حسین قادری منگانوی دامت مجده العالیه

طیّبات شیر یزدانی بخوان — طیّبات قطب ربّانی بخوان

جمله مکتوبات او عشق آفرین — سیر و ناز باغ عشق آمنین

جمله مکتوبات او علم الیقین — آن بود گلدستهٔ ماء مَعین

شیر یزدانی امیر عاشقان — طیّباتش عشق حق را ترجمان

از مآثر در دل و جان ها اثر — از مآثر سنّت و دین را خَبَر

شیر محمّد سیّد گیلانیان — شیر محمّد مظهر روحانیان

خواجه سید شیر محمد نام او — شیر یزدانی شده پیغام او

طیّب و طاهر همه مکتوب او — قادری گیلانی شد محبوب او

جام می نوشان همه از لنگرش — فتحپور آمد مقام بهترش

پاک و پاکستان بود روشن از او — فتحپور و اوکاڑه گلشن از او

هم سخن با اولیای قادری — گوهر مهر و وفا را سروری

هر کسی از نام او شادان بود — در سماع عاشقی جوشان بود

آن محمد بوالحسن طاهر حسین — پیر عرفان و کرامت نور عین

کوشش وتحقیق او عشق و سرور — کرد آورده جهان را نورِ نور

نورِ نور این طیّبات عاشقی — طیّبات غذا بود دل وامقی

جمله مکتوبات شده پیک وفا — اولیای دشت پنجابِ صفا

آستان منگانی باشد شریف — در زیارتگاه آن لطف لطیف

فتحپور و منگانی آیات حق / جملہ آیاتش بُوَد درس و سبق
"بوتا رام" دُرویش پاکیزہ صفات / گنج صندوق محبت طیّبات
خادم نیکو سرشت پاکدل / در امانت پاک باز و زندہ دل
جملہ مکتوبات شدہ چون جان او / آن ہمہ گل بودہ درد امان او
حافظ جملہ مآثر یادمان / علم و عرفان و حقیقت را امان
مہربان و باوفا طاہر حسین / پیر تحقیق و تتبع با دو عین
سر بہ سر کارش شدہ جذب قلوب / جملہ تحقیقات او دور از عیوب
پیر کرم را او بُوِد روح الأمان / آفرین طاہر حسین روشن روان
این "رھا" خواند دعای طاہری / معنویّت را بُوَد نی ظاہری

سرودہَ

دکتر محمد حسین تسبیحی "رھا"

طہران، ایران

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

شجرہ اولاد شیرِ یزدانی حضرت پیر سید شیر محمد گیلانی قادری فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
  کھوہ پاک شریف
  - پیر سید محمد عارف گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
    - پیر سید غلام صمدانی
      سجادہ نشین کھوہ پاک شریف
      - سید فرحان
      - سید علی حیدر
      - سید غلام مہر علی
      - سید مروت علی
    - سید غلام فاروق
    - سید غلام عثمان
    - سید شہزاد رسول
    - سید شیر رسول
  - پیر سید غلام دستگیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
    - پیر سید غلام جیلانی
      سجادہ نشین فتح پور شریف
    - سید احمد حقانی
    - سید نیر دستگیر
    - سید فضل دستگیر
  - پیر سید غلام محی الدین گیلانی
    - سید جنید محی الدین
    - سید عمیر محی الدین

شیرِ یزدانی حضرت پیر سید شیر محمد گیلانی قادری

آپکا نام نامی واسمِ گرامی سید شیر محمد شاہ گیلانی عرف عام سائیں شیرن پاک فتحپوری اور والد ماجد کا نام سید موج دریا گیلانی تھا جو کہ ایک مردِ قلندر رسیلانی فقیر تھے۔آپ سادات حسنی، رزاقی اور شجرہ نسب کے لحاظ سے حضرت غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چونتیسویں (۳۴) پشت کے بزرگ تھے[۱]۔آپ کی ولادت 1862ء اور 1870ء کے درمیان کسی سال میں ہوئی[۲]۔

آپ بچپن سے ہی بڑے حسین وجمیل تھے۔پیشانی میں ولایت کا نور ہویدا تھا۔باادب، نیک طبیعت اور بڑے ذہین وفطین تھے۔آپ کو چھوٹی عمر میں ہی مسجد ومکتب بھیجا گیا جہاں عام مروّجہ نصابِ تعلیم خصوصی انہماک سے حاصل کیا۔لکھنے، پڑھنے میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔راقم الحروف کے پاس حضور کی قلمی تحریر کے نمونے موجود ہیں۔آپ قلم اور ہولڈر کے ساتھ بہت خوبصورت لکھتے تھے۔

دیہاتوں میں مروّجہ تعلیمی نصاب تک علم حاصل کیا۔''درس نظامی'' وغیرہ یا کسی مشہور مدرسہ کے فارغ التحصیل نہ تھے۔البتہ مطالعہ سے شغف رکھتے تھے۔باقی جو کچھ آپکی تحریروں میں ہے وہ سب ''علم لدنّی'' ہے۔

حضور شیرِ یزدانی کی 9 مجالس کا ایک مجموعہ ''مرآت العاشقین'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔جس کے پڑھنے سے آپ کے علمی مقام کا پتہ چلتا ہے۔پہلی پانچ مجالس میں حضور نے پیرانِ پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم h کے مواعظ حسنہ پر مشتمل ''الفتح الربانی'' کی تشریح وتوضیح فرمائی ہے اور آخری چار مجالس میں سبطِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین h کی معروف کتاب ''مرآت العارفین'' کی شرح ایسے دلنشین انداز میں فرمائی ہے کہ پڑھ کر دل جھوم جاتا ہے۔مشکل اور ادق کلام کو آسان پیرائے میں بیان کرنا آپ کا خاصہ تھا۔اس رسالہ کو پڑھ کر حضور کے علمی ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔آپ کے منظوم پنجابی افکار ''مکتوباتِ عشق'' کی صورت میں موجود ہیں جو مردہ دِلوں کیلئے

عشق وشوق کا انمول خزانہ ہیں۔

حضور کا بچپن جسطرح نہایت پاکیزہ تھا اسی طرح لڑکپن کا بھی جواب نہیں۔ نماز پنجگانہ اور تہجد سے لگاؤ بچپن سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ بڑے خوبصورت، وجیہ اور مضبوط بدن کے مالک تھے۔

اس دَور میں بھی آپ مرشدِ کامل کے متلاشی رہتے اور اکثر راہِ خدا کی فکر رہتی۔ تفکر کا صوفیاء نے بڑا درجہ بیان کیا ہے۔ میرے پدرومرشد حضور قبلہ عالم منگانوی فرمایا کرتے تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ (ایک گھڑی کی سوچ سال بھر کی عبادت سے افضل ہے)☆۔

عالمِ شباب میں جب مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلے تو اپنے بھائی حضرت ناگ سلطان صاحب سے فرمایا میں کسی کامل پیر کا مرید ہونا چاہتا ہوں کیونکہ ہم میں کوئی کمال اور چیز پیروں والی نہیں [۳]۔ مرید ہونے کیلئے کئی بزرگوں کے پاس گئے مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک روز خواب میں حضرت قطب عالم پیر محلوی کی زیارت ہوئی اور آپ کی کشش پیر محل شریف لے آئی۔ بیعت کیلئے عرض کیا تو حضرت قطب عالم نے فرمایا: ''شاہ صاحب! آپ مرید ہونے نہیں آتے بلکہ پیر بننے آتے ہو''۔ حضور شیر یزدانی نے عرض کی: ''آپ مجھ سے لکھوالیں کہ ساری عمر میں کوئی مرید نہ کروں گا۔ میں صرف اللہ کی خاطر آیا ہوں''۔ یہ اس لیے تھا کہ حضور قطب عالم آپ کے والدِ بزرگوار کی دُعا سے پیدا ہوئے تھے[۴]۔ آپ کا جذبۂ طلبِ حق اور اخلاص دیکھتے ہوئے حضرت قطب عالم نے ۱۰ ماہِ صفر ۱۳۰۸ھ بمطابق 1890ء کو بیعت کر لیا[۵]۔ مرید ہونے کے بعد آپ دربار شریف کی کچی مسجد اور ساتھ والے جنگل میں ذکر اسمِ اعظم اس طرح یاد کرتے کہ لوگوں کو شبہ ہوتا کہ کوئی جنگلی شیر بول رہا ہے۔ جب اس واقعہ کا علم حضرت قطبِ عالم کو ہوا تو آپ نے فرمایا وہ کوئی جنگلی شیر نہیں بلکہ میرا شیر ہے[۶]۔ پھر تقریباً دو سال کے بعد ۱۳۱۰ھ بمطابق 1894ء میں خرقۂ خلافت اور خلیفۂ اعظم کے لقب سے نوازے گئے[۷]۔ محبت وعقیدت کے سلسلے یہاں تک بڑھے کہ حضرت قطبِ عالم نے نہ صرف اپنا تمام گھرانہ ہی حضرت شیر یزدانی کا مرید کروایا[۸] بلکہ آپکا عشق کمال اور آزاد حال دیکھ کر اکثر فرماتے ''شیر محمد! مجھ سے تمہارے کئی افعال اچھے ہیں''[۹]۔

پیر اور مرید میں والہانہ محبت داستانِ عشق بن کر لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی اور ایک ضرب المثل بن گئی۔ لوگ کہتے ''نہ قطب پاک جیسا پیر دیکھا ہے نہ شیرن پاک جیسا مرید'' گویا

''یک جان دو قالب'' کے مصداق تھے☆۔

حضور شیرِ یزدانی فرمایا کرتے وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی عطا ہوئی۔ اب دیکھنا ہے سمجھ کس چیز کی؟ اپنی حقیقت کی، انسان پیدا ہی اس خاطر کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں اپنے آپ کو پالے۔

اکثر فرماتے ہر چیز سے خدا کا پانا آسان ہے۔ نہ کہیں آنا نہ کہیں جانا۔ اگر تو طلبِ صادق رکھ اور اس کا منتظر ہو جا تو خدا کو ضرور پائے گا۔ آپ فرماتے کہ مجھ پر اپنی حقیقت کا انکشاف اس وقت کھلا جب میں نے نماز میں ایک طرف سلام پھیرا، دیکھا تو حضور قطبِ عالم کو پایا۔ خیال آیا کہ حضور تو پیر محل شریف ہیں۔ یہ کون ہے؟ دوسری طرف سلام پھیرا تو خود کو دیکھا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ تو میں ہی ہوں۔

حضور شیرِ یزدانی کو اپنے مرشدِ کامل کے حضور مرتبۂ محبوبی حاصل تھا۔ آپ کو شیخِ کریم نے عشق و معرفت کی تمام منازل طے کروا کر مقامِ محبوبیت پر فائز کر دیا تھا۔ اس لیے آپ نہ صرف جہان بھر کے محبوب تھے بلکہ مرشد کامل کو بھی آپ کی ذات سے والہانہ عشق و محبت تھی۔ گویا حضور شیرِ یزدانی اپنے مرشد کے محبّ بھی تھے اور محبوب بھی۔

حضرت قطب عالم آپ کو اپنے سامنے پلنگ پر بٹھاتے اور درویشوں سے فرماتے یہ تمہارے بھی پیر ہیں اور ہمارے بھی۔

حضور شیرِ یزدانی کو یہ شرف حاصل تھا کہ اپنے مرشد کریم کے سامنے وعظ فرماتے اور حضور قطب عالم آپ کے وعظ سے خوش ہو کر فرماتے کہ ''یہ کلام سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ہے''۔

حضرت قطبِ عالم اور حضور شیرِ یزدانی باکمال صفات کے حامل دو انمول ہیرے تھے جن کی چمک میں امتیاز بھی تھا اور ملاپ بھی۔ پیر و مرید اتحادِ قلبی کے باوجود مختلف اوصاف کے حامل تھے۔ حضرت قطبِ عالم رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں جلال تھا اور شریعتِ مطہرہ کی پابندی میں سختی فرماتے۔ مریدین سے وظائف اور مجاہدات کثرت سے کرواتے۔ لیکن حضور شیرِ یزدانی کی طبیعت

میں جمال ہی جمال تھا۔آپ شریعت مطہرہ کے مسائل نہایت نرمی سے سمجھاتے۔اور انہیں زیادہ مجاہدے نہ کرواتے۔اپنے مریدین کیلئے ماں سے بھی زیادہ شفیق و مہربان تھے۔البتہ خود بھی پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور مریدین کو بھی سختی کے ساتھ نماز کی تاکید کرتے۔ایک دفعہ آپ کو بتایا گیا کہ آستانہ عالیہ پر کچھ درویش نماز نہیں پڑھتے تو آپ نے اُن کو بلا کر فرمایا ''ہمارا اور تمہارا تعلق فقط اللہ کے لیے ہے۔خبردار! ہمارے پاس رہنا ہے تو نماز پڑھو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ''۔

حضرت قطبِ عالم وحدت الوجود کے مسئلے کو عام بیان نہ فرماتے بلکہ عوام الناس کو اس سے منع فرماتے۔لیکن جب آپ کی مجلس میں حضور شیرِ یزدانی آتے تو خود ہی وحدت الوجود پر بحث شروع کر دیتے اور پھر کیا ہوتا طرفین سے ہر دو ناپیدا کنار سمندروں کی ٹھاٹھیں اٹھتیں۔

حضرت قطبِ عالم وجد کے خلاف تھے۔فرماتے اس کیفیت کا اثر اپنے دل پر ڈالو، جسم پر نہیں۔جسم سے تو یہ دکھلاوا اور ریاکاری بن جاتی ہے۔لیکن حضور شیرِ یزدانی جسے مست بھری نظروں سے دیکھتے اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

غرض یہ دو ہستیاں ایسی مختلف اوصاف کی مرقع تھیں کہ جن سے مختلف مزاج کی حامل مخلوقِ خدا نے فیض پایا۔

حضور شیرِ یزدانی راضی بہ رضائے الٰہی تھے۔خود کو یوں اپنے مالک کے سپرد کر رکھا تھا کہ اپنی ذات کیلئے اس کی طلب کے سوا کوئی دُعا نہ مانگتے۔آپ کے اکلوتے فرزند اولادِ نرینہ سے محروم تھے۔لوگ حاضر ہو کر عرض کرتے لیکن آپ نے کبھی اس نعمت کیلئے ہاتھ نہ اُٹھائے۔آپ سراپا تسلیم و رضا اور ہر وقت مشاہدہ الٰہی میں مسرور رہتے۔

ایک روز آپ کا ایک شخص صالح نامی قوم ربیرہ کے ساتھ پانی کی نالی گزارتے ہوئے اختلاف ہو گیا۔آپ نے دُرویشوں سے فرمایا اگر صالح ربیرہ تم کو نالی بنانے سے روکے تو تم اپنی ہی جگہ پر ایک گڑھا کھود لینا تاکہ پانی گڑھے میں گرتا رہے۔ایک مقرب دُرویش نے عرض کی حضور ہم خود اس سے نپٹ لیں گے۔آپ نے فرمایا میاں! تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے؟ عرض کی حضور میرے پیر و مرشد اور ولی اللہ ہیں۔فرمایا اگر ایسا ہے تو کیا میں ایک دنیادار کے ساتھ دنیادار بن کر

مقابلہ پر اُتر آؤں؟ میاں! دنیا مردار ہے اور مردار سے رغبت رکھنے والا تو کتا ہے، اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ (الحدیث)۔ میری نظر اس فعل پر نہیں بلکہ فاعل حقیقی پر ہے۔ اس لیے مجھے اس سے کوئی رنجش نہیں۔ حضرت شیرِ یزدانی کے لنگر میں ''لسی'' صالح ربیرہ کے گھر سے آیا کرتی تھی۔ دُرویشوں کو تنازعہ کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے گھر سے لسی لانا چھوڑ دی چند روز بعد ان دُرویشوں کو معلوم ہوا کہ فلاں فلاں دُرویش اس کے گھر جا کر لسی پیتے ہیں چنانچہ انہوں نے آپکے دربار میں شکایت کر دی۔ آپنے پوچھا تم نے صالح ربیرہ کے گھر سے لسی لانا کیوں چھوڑ دی؟ دُرویشوں کے دل بغض، عناد، کینہ، فساد اور ریا سے پاک ہوتے ہیں ان کے دل میں رنجش قیام نہیں کر سکتی۔ جاؤ جا کر لسی پیا کرو اور دلوں کو ہمیشہ صاف رکھو[11]۔

آپ نہایت کریم النفس تھے۔ بارہا آپکے دُرویشوں کی آپس میں لڑائی ہو جاتی تو بھی آپ انہیں کچھ نہ کہتے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے عرض کی حضور! آپ کی موجودگی میں دُرویش جھگڑنے لگتے ہیں۔ انہیں کچھ نصیحت فرمائیں۔ لیکن آپ نے فرمایا میاں! یہ اسی طرح لڑتے جھگڑتے جنت میں چلے جائیں گے۔

آپ فرمایا کرتے طالب صادق کو چاہیے کہ ظاہر شریعت کا پابند اور باطن معرفت میں خورسند رہے۔ تاکہ ظاہری اور باطنی کمال حاصل ہو[11]۔ آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ'' کامل عارف وہ ہے جو فرائضِ اسلام اور سنت رسول ﷺ ادا کرتا ہے۔ درویش کا ظاہر ایسا ہو جیسے گاؤں میں روٹیاں لینے والا مولوی اور باطن ایسا ہو جیسے ننگا فقیر (مجذوب) جسے اپنی بھی خبر نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں طالب صادق کو چاہیے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں خالق کے ساتھ رہے تاکہ حقیقت و شریعت دونوں جمع ہو جائیں۔ ظاہر سرتاپا سنت اور باطن سربسر توحید ہو۔ یعنی ظاہر شریعت میں شاد اور باطن سب سے آزاد ہو[12]۔

حضرت اقدس دہڑوی لکھتے ہیں'' میرے ہادی رہنما حضور فتحپوری کے گھر سے متصل مسجد کے درمیان دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ساری عمر جناب اسی دروازے کے رستے مسجد میں باجماعت نماز پڑھتے رہے۔ آخر وصال کے قریب وقت میں مسجد نہ آسکے۔ میرے علاوہ چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ ایک حکیم بھی تھا چنانچہ گھر میں پردہ کروانے کے بعد ملاقات کیلئے جب ہم حاضر ہوئے تو حکیم صاحب نے عرض کی جناب! میں دروازے پر بڑی دیر سے خدمت

کیلئے کھڑا تھا۔ حضور نے فرمایا'' مجھے تمہاری خبر ملی تھی لیکن میں نماز میں مشغول تھا۔نماز کے بعد تمہیں بُلایا ہے''۔ پھر تھوڑی دیر بعد حضور کا وصال ہو گیا''۔

حضور شیرِ یزدانی درویشوں کے ہاں دعوتوں پر جانے سے اجتناب کرتے تھے۔درویش آپ کو حضرت قطب عالم کا واسطہ دیتے تو پھر انکار نہ فرماتے۔اکثر درویش گھر کے مال، مویشی اور سامان لنگر میں پیش کرتے تو آپ فرماتے'' ہم نے قبول کیا اور اب یہ سارا مال تمہیں عنایت کرتے ہیں''۔حضور شیرِ یزدانی روزانہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

مانگنے سے سُولی بھلی جو تُرت نکالے جی

جے پت چاہیں اپنی تاں پی وی منگ نہ پی

آپ نرم خُو ، معاف کرنے والے اور پردہ پوشی کرنے والے تھے۔ایک دُرویش نے دو اشخاص کو بدکاری کے جرم میں پکڑ کر حضور کی مجلس میں پیش کیا۔تو آپ نے فرمایا'' مجھے بتاؤ کیا خدا نے نیک اور بدکاروں کی بستیاں الگ الگ بنائی ہیں؟''اس نے عرض کیا نہیں۔فرمایا'' پھر تُو انہیں بھرے دربار میں شرمسار کرنے کیوں لایا ہے؟''اور خطا کے مرتکب اشخاص سے فرمایا'' جاؤ میاں اپنے اللہ سے رجوع کرو''۔

آپ بڑے غریب پرور تھے۔اگر کوئی غریب خدمت شریف میں حاضر ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اُٹھتا۔ایک مرتبہ حضور گھر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا چھپر کے نیچے بہت سے غرباء چارپائیوں پر بیٹھے ہیں۔آپ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا'' یہ اپنا گھر ہی سمجھ کر بیٹھے ہیں''۔آپ فرمایا کرتے'' مخلوقِ خدا کو روٹی کھلانا طریقت کی نشانیوں میں سے ہے''۔

حضور اکثر فرماتے مرشد کو غوث ، قطب اور ولی سمجھنے سے کبھی فیض حاصل نہیں ہوتا۔جب تک کہ اپنے پیر کو مظہر ذات نہ سمجھا جائے۔اگر پیر ہی خدا سے جدا ہے تو وہ تجھے خدا سے کیسے ملائے گا۔جب پیر ہی واصل بالحق نہیں تو وہ مرید کی رہبری کیسے کرے گا۔

اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے آپ کی بے پناہ محبت کے سبب انجان لوگ سمجھتے شاید آپ شیعہ ہیں۔محرم الحرام کے ایام میں حضور اپنی محافل میں امامین کریمین j کے متعلق کتب پڑھایا

کرتے۔ایک مرتبہ حضور کو خواب میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت اس حال میں ہوئی کہ وہ گلاب کے پھولوں کا لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا ''شیر محمد! تیرے اُتے اللہ وی راضی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم وی راضی تے میں حسین وی راضی''۔

حضرت قطبِ عالم کا وصال آپ کے لئے گہرے رنج و غم کا باعث ہوا۔غمِ دوست میں اس قدر مجروح ہوئے کہ رشتۂ زیست برقرار رکھنا مشکل ہو گیا۔یہاں تک کہ ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت پیر سید غلام رسول شاہ کے گھر میں جونہی اپنے شیخ کی تصویر پر نظر پڑی تو غش کھا گئے۔ذرا سنبھلے تو اس قدر درد پیدا ہوا جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔اور نہایت آہ وفغاں کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار زبان پر جاری ہو گئے[۱۳]

سوہنی دلپذیر تصویر ہادی اج چھک لایا مینوں تیر بیلی
ایہہ تیر سریر نوں چیر گیا مثل فصد کھلی دلدی سیر بیلی
دونویں نین بے چین ہو وہن آپے بیوس وہاندے نیر بیلی
اج لطف قطبائیؒ دے یاد آئے لُوں لُوں منگے پیر پیر بیلی

آخر وہ وقتِ سعید یعنی وصالِ دوست کی گھڑیاں قریب تر ہوتی گئیں۔لہٰذا روزِ وصال جبکہ آپ رُو بہ قبلہ لیٹے ہوئے تھے۔فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ۔پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر پیشانی پر رکھے اور فرمایا ''بسم اللہ خضر علیہ السلام ہیں''۔پھر ایسی کلام شروع کی جو کسی کو سمجھ نہ آسکی۔بعد ازاں فرمایا ''بس اب تمہاری ہماری اللہ اللہ۔آج ہم چلے جائیں گے۔جو بات تم نے کرنی ہے کرلو''۔تمام لواحقین اور متوسلین نے معافیاں طلب کیں اور آپ نے ہر ایک کو بتدریج معافی دینے کے بعد بے حد دلجوئی فرمائی اور محبت فی اللہ و توکل علی اللہ و ترک ماسواء اللہ کی ہدایت فرمانے کے بعد بالآخر بروز سوموار بوقت عصر ۱۳ ماہِ ذیقعد ۱۳۵۰ھ بمطابق ۲۱ مارچ 1932ء کو آپ کی روحِ مقدس کا شہباز عالم بالا کی جانب پرواز کر گیا (۱۴)۔آپ کا مزار پُر انوار فتح پور شریف ضلع اوکاڑہ میں مرجع خلائق ہے

آپکا سلسلۂ اولاد آپکے اکلوتے فرزند حضرت سید غلام رسول شاہ سے جاری ہوا۔ تصانیف میں آپکے منظوم مکاتیب وکلام پر مشتمل ایک کتاب ''مکتوباتِ عشق'' اور ملفوظاتِ طیبات پر ایک رسالہ ''مرآۃ العاشقین'' یادگار ہے۔ آپنے گیارہ اشخاص کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا[۱۵]۔ لیکن ان میں سے آپ کے چار خلفائے عظام کا بلسلہ طریقت اپنے عروج کو پہنچا:

اول: آپکے شیخ زادے اور خلیفۂ اعظم عمدۃ الکاملین حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری (سندھیلیانوالی شریف)۔

دوم: قدوۃ السالکین حضرت سید سردار علی شاہ بخاری (دھڑ شریف)

سوم: حجۃ العارفین حضرت مولینا غلام محمد قادری (جلوآنہ شریف)

چہارم: سند العاشقین حضرت مولینا محمد عظیم قادری (کھر پڑ شریف) ہیں۔

حوالہ جات وحواشی:

(۱)۔ حضور شیرِ یزدانی کا مکمل شجرۂ نسب کتاب ''حدائق الانوار'' میں اسطرح لکھا ہے: ۱۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ۲۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳۔ سید حسن مثنّٰی رضی اللہ عنہ ۴۔ سید عبداللہ محض ۵۔ سید موسیٰ الجون ۶۔ سید عبداللہ ثانی ۷۔ سید موسیٰ ثانی ۸۔ سید داؤد ۹۔ سید محمد ۱۰۔ سید یحییٰ زاہد ۱۱۔ سید عبداللہ جیلی ۱۲۔ سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ۱۳۔ حضرت غوث الاعظم محبوبِ سبحانی محی الدّین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۱۴۔ سید تاج الدّین عبدالرّزاق رضی اللہ عنہ ۱۵۔ سید ابوصالح نصر قاضی القضات رضی اللہ عنہ ۱۶۔ سید علاؤ الدین ۱۷۔ سید بدر الدین حسین ۱۸۔ سید صدر الدین نوری ۱۹۔ سید عبداللہ حسن ۲۰۔ سید محمد فضل اللہ ۲۱۔ سید عبدالرحیم ۲۲۔ سید موسیٰ ۲۳۔ سید سید احمد ۲۴۔ سید ابراہیم ۲۵۔ سید ظہور الدین ۲۶۔ سید محمد عیسیٰ ۲۷۔ سید حامد اللہ ۲۸۔ سید نصیر الدین ۲۹۔ سید جلال الدین ۳۰۔ سید خیر بخش ۳۱۔ سید شرف الدین

128453

۳۲۔ سید تاج محمود مدنی ۳۳۔ سید بہاؤالدین بغدادی ۳۴۔ سید عبدالرحمن سیاح ۳۵۔ سید نور احمد گیلانی ۳۶۔ حضرت سید موج دریا ۳۷۔ شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی قادری فتحپوری قدس سرہٗ۔

☆ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت سید سردار علی شاہ دہڑوی)، صفحہ ۵۹-۵۸-۱۵۷ (باہتمام: سید گفتار محمد شاہ بخاری، اکتوبر 2005ء)

☆ اسرار المقطعات، صفحہ ۵۶، رمز الوحدت، صفحہ ۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۱۲۶ (مصنف: حضرت مولینا پیر غلام محمد جلوآنوی)، (باہتمام: انتظامی کمیٹی دربار جلوآنہ شریف)

(۲)۔ میں نے حضور کے پڑپوتے سید نیر دستگیر شاہ صاحب اور پیر انوار حسین جلوآنی سے اس بارے میں تحقیق کی تو انہوں نے بتایا بوقت وصال حضور کی عمر شریف 60 سال سے زیادہ اور 70 سال سے کم تھی۔ یہی حساب لگا کر سن کا اندراج کیا ہے۔ محمد طاہر حسین غفرلہٗ

(۳)۔ اسرارُ التوحید، دفتر دوم، ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی، مجلس نمبر ۱۱۹، صفحہ ۶۹

(۴)۔ اسرارُ التوحید، دفتر دوم، ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی، مجلس نمبر ۱۱۹، صفحہ ۷۰-۶۹

(۵)۔ حضور اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں، مکتوباتِ عشق (قدیم) خط ہفدھم (۱۷)، صفحہ ۵۳

دھویں (۱۰) صفر تے تیرہ سو اٹھ ہجری (۱۳۰۸ھ) ہویا رب دا فضل کمال بیلی
ڈٹھا پیر مَیں پیر محل والا قطب علی ولی، ابدال بیلی

(۶)۔ فیضانِ کرم، ملفوظات حضرت قبلۂ عالم منگانوی، ملفوظ ۹، صفحہ ۲۷ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربار منگانی شریف)

(۷)۔ وصالِ باکمال (حالاتِ وصال حضور شیرِ یزدانی)، مصنف حضرت پیر جلوآنوی صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں: ''حضور نے چالیس (۴۰) برس فتحپور شریف میں طالبانِ حق کو درسِ عرفاں دیا''۔ اس حساب سے مرید ہونے کے صرف دو سال بعد آپ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا

(۸)۔☆ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی) صفحہ ۹۵

☆ اسرار التوحید، دفتر دوم، ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی ، مجلس نمبر ۱۱۹، صفحہ ۷۰

(۹)۔ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی) صفحہ ۹۵

(۱۰)۔ قلبِ سلیم ، ملفوظات حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب قادر بخش شریف ، مجلس نمبر ۳، صفحہ ۹۲-۹۳

(۱۱)۔ مرآۃ العاشقین ، ملفوظات حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری، مجلس اوّل، صفحہ ۵

(۱۲)۔ مرآۃ العاشقین ، ملفوظات حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری، مجلس دوم، صفحہ ۱۰

(۱۳)۔ مکتوباتِ عشق (مصنف: حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری)، خط بست و چہارم (۲۴)، صفحہ ۷۸-۷۹

(۱۴)۔ وصالِ باکمال (حالاتِ وصال حضور شیرِ یزدانی)، (مصنف: حضرت پیر جلوآنوی) صفحہ ۲۸-۳۲

(۱۵)۔ ☆ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی) صفحہ ۵۳-۱۵۲

☆ آفتابِ قادری (مصنف: حضرت مولینا خواجہ محمد عظیم صاحب کھرپڑ شریف) صفحہ ۱۹۵

(☆)۔ جن واقعات کے سامنے سٹار (☆) کا نشان لگایا گیا ہے ان کی تفصیل راقم الحروف کی غیر مطبوعہ کتاب ''تذکارِ شیرِ یزدانی '' میں موجود ہے۔ ہر واقعہ کسی نہ کسی کتاب سے اخذ کیا گیا ہے حوالہ جات کیلئے مجھ سے رابطہ کیا جائے۔ (محمد طاہر حسین غفرلہٗ)

............☆☆............☆☆............

قطب الاقطاب حضرت سید قطب علی شاہ بخاری قادری کی خدمت میں

(1)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب فیض مآب، شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، حضور فیض گنجور، پیر دستگیر روشن ضمیر دام ظلکم بعد از ادائے آداب بصد ہزار تسلیمات و کورنشات بجا آوردہ کے اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔

آنجناب کی صحت و تندرستی از پاک پروردگار سے ہمیشہ نیک خواہاں و جویاں ہوں۔ بعد اس نیاز بے انداز کے عرض بندہ کی یہ ہے کہ نصیحت نامہ فیض شمامہ آنحضور پُر نور ورود لایا۔ جن کے دیکھنے سے دل بہت خوشی میں آیا۔ بوسہ دے کر سر و چشموں پر رکھا۔ بعد اس کے جب کھول کر دیکھا تو اس قدر تنبیہ ہوئی کہ تمام موئے بدن سر سے پاؤں تک کے کھڑے ہو گئے۔ اور تمام جسم پسینہ پسینہ ہو گیا اور دل مارے خوف کے کانپنے لگا۔ اور اس طرح لُکنے چُھپنے لگا کہ جس طرح نزع کے حال پُر ملال سے انسان گھبرا گھبرا کر تڑپنے لگتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جس عاشق زار، جاں نثار کا یار غمخوار اُس پر ناراض ہو کر از روئے عتاب کے کچھ خطاب فرمائے۔ اور پھر وہ اُسکا اُس سے کچھ جواب چاہے۔ تو پھر وہ غریب بے نصیب سوا عجز و نیاز کے اور کیا جواب دے سکتا ہے۔ عاشق معشوق کے مقابلہ میں ہمیشہ عاجز ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہ کسی نے کیا خوب کہا ہے اور موافق حال ہے وہ یہ ہے۔ بیت ۔

عاشق عاجز دا کی مارن معشوقاں دے بھانے
ہکے جھڑک دتیاں مرجاون عاشق درد رنجانے
جے معشوق ذرا ہس ہس کے کرے کلام زبانی
جانو عاشق موئے ہوئے نوں پھر ہووے زندگانی

پس قبلۂ من! جو جو فرمان عالیشان آنجناب فیض مآب سے اس حقیر پُر تقصیر کے حق میں وارد

ہوا ہے واقعی یہ سب صحیح ہے لیکن اے عالی سرکار اس گہنگار نے اپنے اس بد کردار سے کب انکار کیا تھا۔ بلکہ اس احقر نے تو خود بخود اقرار کیا تھا۔ کہ یہ سب سبب جو بندہ کا محروم رہنا شادی سائیں نور سلطان سے ہوا ہے۔ یہ سب میری ہی بدقسمتی کا ہوا ہے۔اور اس میں کسی پر کوئی افسوس نہیں ہے۔

پس قبلۂ من! یہ بندہ پراگندہ تو آیندہ ہی اس شُنید نا سعید پر عمل کرنے سے خود سزا پا رہا تھا کہ ہمیشہ اپنے آپ کو ملامت کرتا رہتا تھا۔اسی افواہ سے کہ جس افواہ سے قبلہ گاہ کو بھی آگاہ کیا گیا تھا۔ کہ شیر محمد میرک شریف اگر گیا تو وہاں سے بہت جھڑک آوے گی۔ پس اسی خوف یعنی جھڑک سے ڈرا۔اور اس جلسہ شادی سے محروم رہا کہ جس میں حاضر ہونا ہر دو جہان کی سعادت تھی۔ پس جس جھڑک کے خوف سے ایسی سعادت سے محروم رہا۔وہی جھڑک دہ چند ہو کر میرے پیش آئی اور یہ بہت ہی اچھا ہوا ہے کہ یہ ناچیز بے تمیز بھی اسی لائق تھا۔جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔ پھر بھی صد ہا آفرین اس عالی سرکار کو ہے کہ جنہوں نے پھر بھی اس گہنگار پر رحم فرما کر اور نہ حاضر ہونے پر خدمت اقدس کا قصور بھی معاف فرما کر ایک ایسا فیض نامہ عطا فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے دل نے ہر غم والم سے آرام پایا۔اور لاکھ در لاکھ شکر بجالائیا۔

اور بعد اس کے کچھ تھوڑے ہی ایام گزرے۔ جو فقیر صاحب میاں مہر علی بھی یہاں تشریف لائے۔اور بصد خوشی آپس میں صفائی کر لی۔اور بہت خوش وشاد ہو کر اس جگہ سے رخصت ہو گئے اور ان تمام حالات سے بطور خوشی کے آنجناب کی خدمت اقدس میں عرض کی گئی تھی۔ کہ آنحضور پُر نور بھی اس مذکوز سے بہت ہی خوش ہوں گے۔ یہ خبر نہ تھی کہ میرا قصور مذکور آنحضور پُر نور کے دل مبارک سے ابھی دور نہیں ہوا کہ جس کا فتور میرے حق پھر ظہور میں آیا۔اب میرے واسطے غم پُر الم کا بحر ایسا اُچھلا کہ جس میں سر تا قدم غرق ہو گیا ہوں۔اور پھر بھی اس بحر بے کنار سے سوا آں سرکار کے دوسرا کون پار کر سکتا ہے۔

اے پیشوائے سالکاں، تکیہ گاہ بیکساں! بندہ کو تو یہ امید تھی کہ خُدا نہ کرے اگر سائیں نُور سلطان اس قصور مذکور کے باعث اس خاکسار پر ناراض ہو بھی گئے تو پھر بھی آنجناب فیض مآب کے وسیلہ سے حیلہ کر کے اُس عالی سرکار کو جا مناؤں گا۔ یہ اُمید تو نہیں تھی کہ میرے بخت ایسے اُلٹے ہو جائیں گے۔

جو میرے سائیں مجھ پر ناراض ہو کر جھڑ کنے لگیں گے اور میرے واسطے قیامت برپا ہو گی۔

قبلۂ من! یہ ایسا صدمہ پہنچا ہے۔ اور اس خطاب کا ایسا عذاب بے حساب پہنچا ہے کہ جس سے تاب آنا بہت مشکل ہے۔

قبلۂ من! دردمند کو خورسند کرنا سوا آنجناب کی ذات کے اور کس کا کام ہے۔ پس جب یہ صفات آنجناب کی ذات بابرکات میں وافر ہیں تو پھر بڑی مہربانی وفیض یزدانی دل پُر درد ونابود کو خوشنود فرمائیں

قبلۂ من! جس قدر درد وغم کا آج دل میں شور ہے۔ زبان کو یہ طاقت نہیں ہے جو بیان کر سکے پس اس تھوڑی تحریر پُر تقصیر کو پذیر فرما کر ایک اصحت نامہ ایسا عطا فرمائیں کہ جس سے غم والم سے نجات پاؤں۔ زیادہ حد آداب وتسلیم۔ نیز از جانب بندہ واہلیہ بندہ واز جانب بھائی صاحب ودیگر برخورداران وہمہ خورد وکلاں کی جانب سے آنجناب فیض مآب کی خدمت اقدس واندرون ڈیوڑھی مبارک کے ہزاراں ہزار سلام ونیاز دست بستہ قبول باد۔ نیز از جانب ہمہ پرسندگان مرد وزنان باشندگان کو بہت بہت دُعا وسلام قبول باد۔ زیادہ حد آداب برخوردار فضل حسین کو بہت بہت پیار سے سرفراز فرمائیں۔

الراقم: فقیر حقیر پُر تقصیر خاکپائے عارفاں سید شیر محمد

از فتح پور مورخہ ۲۷ ماہِ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ ہجری

نیز دست بستہ عرض ہے کہ اگر اس پُر قصور کا یہی حال چند روز رہا۔ جیسا کہ درد وغم کا شور آجکل شروع ہوا ہے تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ پُر ملال کا حال مجنوں کی مثال دیوانہ ہو جائے۔ کیونکہ اب دل ہاتھ میں نہیں رہا۔ بے اختیار و بے قرار ہو کر زار وزار رونا شروع ہے۔

زیادہ حد آداب وتسلیم فقط

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

منشی بُوٹارام کے نام

(2)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برخوردار بُوٹارام دُعا باشد

السلام علیکم کے بعد خیریت طرفین کے واضح ہو کہ اس مرقوم کو غور سے معلوم کر کے عمل کریں وہ چند حروف اس طریق سے ہیں کہ چاند کے اول دہا کے میں وریعنی جمعرات یا جمعہ کی رات کو ایک وقت فراغت کا سمجھ کر ایک پہر اول شب یا پچھلی رات کا ایک پہر مقرر کر لیں۔ نہایت پختہ ارادہ سے کہ وقت مذکور پہر میں ہرگز ہرگز تبدیلی نہ ہو اور مکان کی بھی ایک ہی جگہ مقرر ہو۔ پھر مکان میں اس طریقہ سے پڑھ کر عمل کریں کہ اول ضروریات سے فارغ ہو کر ہر طرف سے غیر خیال کو بند کر کے اول بڑی عاجزی سے ذاتِ حق پاک کو تصور اس طرح کریں کہ گو میں حاضر حضور ہوں۔ نہایت متوجہ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر بڑی عاجزی سے بار بار دُعا مانگیں۔ بعد کچھ عرصہ کے سر اُٹھا کر یا شمال کی طرف ہو کر پھر اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیں۔ پھر زبان سے دل سے اسم پاک معلومہ کو اس طریق سے شروع کریں کہ دم گھٹ کر اسم مذکور کو تعداد (۱۱) گیاراں مرتبہ یا (۲۱) مرتبہ یا (۳۰) مرتبہ کر کے دم آہستگی سے اس کو باہر نکال لیں۔ پھر دم کو بدستور مذکور بند کر کے تعداد مذکور جو سہولت سے ادا ہو سکے پورا کریں۔ لیکن اس دستور سے کریں کہ اسم مذکور کو گو میں دیکھ رہا ہوں۔ نہایت پختگی سے اس کا تصور کر لیں۔ پس اس دستور سے شروع کر دیں

نیز ان باتوں سے پرہیز ضروری ہے کہ باتوں سے گفتار سے اور بد صحبت سے بُودار چیزوں کے کھانے سے یعنی تھوم، گنڈھا وغیرہ سے اور کپڑے خوب صفائی سے پاک صاف رکھیں۔ کوئی خوشبودار چیز پھول وغیرہ ضرور پاس رکھیں اور ہر وقت نام کا تصور جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مراد بھی حاصل ہو جاویگی۔ ہر طرح سے تسلی رکھیں پھر اپنی اطلاع کرتے رہنا کہ جو غلطی ہو دُور ہو جو صحیح ہو موجود رہے۔

زیادہ دُعا دار

سید شیر محمد از فتح پور شریف

☆ بھائی بُوٹا رام حضور شیر یزدانی کا خادمِ خاص اور منشی تھا۔ جب دست بیعت سے مشرف ہوا تو حضور نے پاس انفاس کرنے کا طریقہ خود سمجھایا۔ بوٹا رام نے ذکر کرتے وقت جیسا کہ طریقہ ہے سر کو ہلایا تو حضور نے فرمایا خبردار کسی کو پتہ نہ چلے (یعنی حرکت نہیں ہونی چاہیے) ہاں البتہ اگر عشقِ الٰہی غالب آجائے تو پھر ظاہر ہو جاؤ۔ کیونکہ اگر زیادہ سے زیادہ تمھارے ہندو اقارب کچھ کریں گے تو سر ہی لیں گے۔ اس وقت یہ ایک سر تو بجائے خود رہا ہزار جان قربان کر دے تو پھر بھی تھوڑی ہے۔

ایک مرتبہ حضور کی مجلس میں بوٹا رام کتاب ''فیض سبحانی'' پڑھ رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے اس بات کی غیرت کی۔ حضور نے فرمایا تجھ میں اور اس میں کیا فرق ہے؟ اس کا ہندو پن نکال دے اور اپنا مسلمان پن نکال دے باقی تم دونوں میں کیا فرق ہے؟ میں سید ہوں اور اس کا پیر ہوں اور یہ بوٹا رام ہے اور میرا مرید ہے اس میں اور مجھ میں کیا فرق ہے؟ مسلمانی صورت سے نہیں بلکہ قلب و نیت سے ہے۔ حدیث پاک میں بھی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاِلٰى نِيَّاتِكُمْ '' اور اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمھاری صورتوں کو اور نہ ہی تمھارے اعمال کو بلکہ وہ تو تمھارے دلوں کو اور نیتوں کو دیکھتا ہے''۔

مولانا روم بھی فرماتے ہیں:

گر بصورت آدمی اِنسان بُدے
احمد و بو جہل ہم یکساں بُدے

ڈاکٹر علی محمد سندھی حضرت اعلیٰ دہڑوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بُوٹا رام حضور شیر یزدانی کا ابدال تھا۔ حضور کے بعد از وصال میاں نور الصمد اور دیگر دُرویشوں نے مل کر بُوٹا رام سے کہا تو اقارب سے ڈرتا ہے۔ اور اپنا نام وغیرہ تبدیل نہیں کرتا۔ اُس نے کہا میں نے ہندوؤں کا رنگ بدلنے کے واسطے حضور کی خدمت میں عرض کی مگر حضور نے فرمایا ہمیں حضرت خضر علیہ السلام نے مشورہ دیا ہے کہ تو ابھی اسی حال میں رہ لیکن بھائی بُوٹا رام جب انتقال کرنے لگا تو اس نے اعلان کر دیا کہ میں بہت دنوں کا مسلمان ہوں۔ میرا نام عبداللہ ہے۔ میرا سارا مال میرے پیر کا ہے۔ اور اپنی ساری جائیداد لکھ کر دربار شریف کے حوالے کر دی۔ اور کہا کہ میری لاش کو میرے پیر کے دربار پر لے جانا جہاں وہ فرمائیں مجھے دفن کر دینا (۱)۔
بھائی بُوٹا رام آج بھی فتح پور شریف کے قبرستان میں آسودہ خاک ہیں۔

حوالہ جات:

(۱)۔ اسرار التوحید (ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی)، مجلس نمبر ۱۶۲، صفحہ ۸۹-۲۸۸ (باہتمام انتظامیہ کمیٹی دربار جلوآنہ شریف)

منشی اللہ دِتہ خان کے نام رقعات

(3)

عزیز القدر عزیز از جان میاں اللہ دِتہ خان سلم اللہ تعالےٰ

بعد دعا خیریت طرفین کے واضح ہو کہ حامل کاغذ ہذا کے ہاتھ مبلغ یک صد روپیہ نقد ارسال کر دیں۔ جو بطور امانت آپ کے پاس رکھا ہوا ہے زیادہ حد دُعا۔ برخوردار کو پیار۔

فقط الراقم

سید شیر محمد از فتح پور بقلم خود

مورخہ ۲۳ ساون ۱۹۸۵ بکرمی

........☆☆☆........☆☆☆........☆☆☆........

(4)

عزیز القدر برخوردار منشی اللہ دتہ خان دُعا باشد

بعد دعا و خیریت طرفین کے واضح ہو کہ حامل کاغذ ہذا مسمی فتح الدین کے ہاتھ مبلغ ایک (۱۰۰) صد بیس (۲۰) روپیہ نقد باقی ماندہ بھیج دیویں۔ زیادہ حد دُعا۔ برخوردار کو پیار۔

فقط الراقم

سید شیر محمد از فتح پور

مورخہ ۱۱۔ اسوج ۱۹۸۵ بکرمی

........☆☆☆........☆☆☆........☆☆☆........

(5) عزیز القدر برخوردار بابو اللہ دتہ دُعا باشد

بعد دعا و خیریت طرفین کے واضح کہ مبلغ یک صد روپیہ نقد حامل کاغذ ہذا کے ہاتھ ارسال کریں۔ زیادہ حد دُعا۔ برخوردار کو پیار۔

فقط الراقم سید شیر محمد از فتح پور مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۸ء

حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری قادری قدس سرہٗ

(سندھیلیانوالی شریف)

آپ حضرت قطب عالم کے فرزندِ اکبر اور جانشینِ صادق تھے۔ایک اندازے کے مطابق آپکی ولادت باسعادت ۱۳۰۷ھ بمطابق 1889ء کوسندیلیانوالی شریف میں ہوئی[1]۔آپ کی پیدائش پر نہ صرف درویشوں بلکہ آپ کی رعایا نے بھی خوشیاں منائیں اور حضرت قطب عالم کی خدمت میں ہر طرف سے مبارکیں آئیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر ہی ہوئی۔پھر مسجد و مدرسہ میں بھیجا گیا۔اُس دور میں مروّج دینی تعلیم کا ابتدائی نصاب جومساجد میں علماء بچوں کو پڑھایا کرتے تھے آپ نے بھی حاصل کیا۔چونکہ اکلوتے فرزند تھے اِس لیے دور دراز مدارس میں نہ بھیجے گئے۔جو کچھ اپنے ہاں مدرس رکھ کر پڑھا جاسکتا تھا اس سے استفادہ کیا۔یوں آپ کا لکھنا، پڑھنا، ساری تعلیم گھر میں مدرس کے ذریعے مکمل ہوئی۔میرے جمع کردہ تبرکات میں آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دو تحریریں موجود ہیں۔آپ کی تحریر میں خوش خطی کے علاوہ رَوانی بھی تھی۔اس کے علاوہ اپنے دستخط ہمیشہ پھول کی شکل میں اکٹھا نام لکھتے جو اُس دور میں اساتذہ بطورِ خاص اا اپنے تلامذہ کو سکھایا کرتے تھے۔

آپ نوجوانی میں اس طریقہ یعنی دُرویشی کی طرف مائل نہ تھے۔بلکہ جاگیرداروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا تھا اور انہی صحبتوں کی وجہ سے درویشوں سے رغبت نہیں رکھتے تھے۔حضرت قطب عالم کے پاس ہر وقت ڈیڑھ دوسو آدمی مجلس میں موجود رہتے تھے۔وہ اکثر عرض کرتے ابا جی! ان لوگوں کو اپنے پاس نہ بٹھایا کریں۔ہم جاگیرداروں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔وہ ہمیں غریب لوگوں کے پاس بیٹھنے کے طعنے دیتے ہیں اور آپ بھی ہر وقت انہیں اپنے پاس بٹھائے رکھتے ہیں۔مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے۔ایک روز حضور قطب عالم نے ان کی روز روز کی باتوں سے تنگ آکر اپنے نائب مکرم و خلیفۂ اعظم شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی سے فرمایا: ''شیر محمد! ہم نے اپنا سب کچھ تمہیں دے دیا اور تم ایک فضل حسین کو نہیں سمجھا سکتے کہ ہماری راہ پر آجائے''۔حضور شیرِ یزدانی

حرم سرائے کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے۔ جب سائیں فضل حسین گھر سے باہر نکلے تو آپ نے عرض کیا میرا سائیں! کبھی ہماری طرف بھی نظرِ کرم فرمالیا کریں۔ اُنہوں نے دیکھا تو آپ نے ایسی توجہ فرمائی کہ وہیں گر پڑے۔ قلب جاری ہوگیا اور وجدانی کیفیت میں تڑپنے لگے۔ نگاہِ ولایت کا یہ اثر ہوا کہ عشق و مستی کی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ تہبند گر پڑا اور وجد میں تڑپنے لگے الغرض سائیں فضل حسین پھر ساری عمر ایسی کیفیت میں رہے۔ نہ صرف خود حضور شیرِ یزدانی کے مرید ہوئے بلکہ بازو سے پکڑ کر گھر لے گئے اور تمام اہلِ خانہ کو آپ کا مرید کروایا جب ہر طرف سے "ہُو ہُو" کی صدائے کیف حضرت قطبِ عالم نے سماعت فرمائی تو آپ بوہڑ کے نیچے فرطِ مسرت سے جھومنے لگے اور فرمایا: "واہ شیر محمد! آج تو سندھیلیانوالی کے در و دیوار سے بھی ہُو ہُو کی آواز آرہی ہے"[۲]۔

حضور شیرِ یزدانی سے منقول ہے "جب ہم محل شریف اندر جاتے تو فضل پاک اور اندر کے سائیں پاؤں پر گرتے۔ مجھے شرم و حیا آتی کہ میرا پیر خانہ ہے۔ کچھ عرصہ تک مجھے بڑی تکلیف اور اضطراب رہا بعد میں سمجھ آگئی کہ یہ پاؤں انہی کے پاؤں ہیں۔ یہ عزت سب اُنہی کی ہے اور اُنہی کی بخشی ہوئی ہے"[۳]۔

حضرت قطب عالم کے بعد از وصال جب آپکی تدفین ہو چکی تو حضور شیرِ یزدانی نے روضہ مبارک میں ہی خاص خاص احباب اور مریدین کو طلب فرمایا اور دستارِ خلافت و سجادگی سائیں فضل حسین کے سرِ انور پر باندھی۔ پھر مُنادی کروائی کہ ہر مرید صادق الیقین حضرت سجادہ نشین کے ہاتھ پر بمطابق سُنتِ سید المرسلین ﷺ و خلفائے راشدین از سرِ نو بیعت کرے۔ سب سے پہلے خلیفۂ خاص میاں اللہ یار صاحب نے دستِ ارادت دراز کیا۔ آپنے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ "یہ ہاتھ اپنے پیر کا ہاتھ سمجھو اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اُس پر عمل کرو۔ اور میں نے تمہارا ہاتھ اُنہیں جناب کو سونپا"۔ پھر مہر نور محمد و غلام محمد ہراج و پیر قادر بخش صاحب بغدادی اور ہر دو خلیفہ میاں محمد فاضل سہو و پیر سخی محمد شاہ دستِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر تو ہر طرف سے صدق ارادت کی آواز جاری ہوئی۔ اور بفرمان حضرت شیر یزدانی باہر چبوترہ پر جلوس مقرر ہوا۔ اور تمام

مریدین یکے بعد دیگرے دستِ بیعت سے مشرف ہوئے۔آخر میں سائیں فضل پاک نے حضور شیر یزدانی کی خدمت میں عرض کیا'' آپ تمام ارادت مندوں کو فرما دیں کہ لنگر حضور کا بدستور جاری رہے گا۔اور درس بھی اُسی طرح قائم رہے گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ تادمِ زیست اس عالی دربار کا خدمتگار رہوں گا۔اور جناب دُعا فرمائیں۔میری دو بیوہ مائیں ہیں۔خداوند کریم مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اُنکی خدمت اچھی طرح سے ادا کرسکوں۔اور میری رہائش کے دو مقام ہیں: ایک یہ دربارِ معلیٰ، دوسرا فتحپور شریف۔ میں ہمیشہ اس دربار کا خادم رہوں گا اور جب اُداس ہونگا جناب کے پاس فتحپور شریف چلا آؤں گا''۔حضور شیر یزدانی آپ کی یہ گفتگو سُن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا'' فضلایا! آج آپ سے وہی قطبائے (حضرت قطبِ عالم) کے آثار نمودار ہو رہے ہیں اور بہت عمدہ خوشبو آرہی ہے۔خداوند کریم آپ کو ایسی توفیق عطا فرمائے اور یہ نُورِ ظہور تا قیامت سلامت رہے آپ کوئی فکر نہ کریں''۔اور دعائے خیر فرمائی۔رات کو بعد فراغت نماز سائیں فضل پاک مراقب بیٹھے تو اچانک دل کی آنکھیں کُھل گئیں۔کیا دیکھتے ہیں حضرت قطب عالم آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں'' فضل! جو آپ کے ظاہری قصور تھے وہ ہم نے خود معاف کر دیئے تھے اور باطنی قصور تمہارے پیر (شیر یزدانی) نے بخشوا لئے ہیں اور یہ سب فیض اپنے پیر کا سمجھنا۔کسی اور کی طرف سے مت خیال کرنا اور جو تم نے اپنے پیر کے ساتھ عہد کیئے ہیں اُن پر قائم رہنا۔تمہیں کسی قسم کی لوائی (ہار) نہ ہوگی۔(سبحان اللہ)''۔

حضور شیرِ یزدانی کے آخری ایام میں جب سائیں فضل حسین حاضرِ خدمت ہوئے تو وہ فرماتے ہیں'' حضور نے میری جانب کروٹ بدل کر تین بار فرمایا کہ'' مجھے معاف کرنا'' (چونکہ آپ اُٹھ نہیں سکتے تھے)۔ میں نے آپ کے اصرار پر کہا معافی تو حضور نے تین بار فرمایا'' آمین، آمین، آمین''۔حضور (شیرِ یزدانی) نے میرا ہاتھ پکڑا۔میں نے (سائیں فضل حسین) عرض کیا اِس ہاتھ پکڑے کی حضور کو لاج ہے۔فرمایا'' تمام شر میں بخاری (قطبِ عالم) کو ہیں''۔پھر فرمایا'' ہر ایک سے کہہ دو جس کسی سے کوئی قصور عمداً یا سہواً ہوا ہو ہم نے اسے معاف کیا۔اگر ہماری طرف سے کسی پر زیادتی ہوئی ہو تو وہ معاف کر دے''۔سائیں فضل حسین فرماتے ہیں میں نے بار بار

عرض کیا کہ حضور کے واسطے (تدفین کیلئے) کونسی جگہ مقرر کی جاوے۔آپ خاموش رہے۔آخر فرمایا ''جہاں خدا کو منظور ہوگا'' کیونکہ آپ یہ تمام کام ذاتِ خدا کو سونپ چکے تھے[۵]۔

آپ کے مرشد کریم حضور شیرِ یزدانی کا وصال آپ پر کوہِ گراں تھا۔آپ اپنے مرشد کے وصال کے بے حد مغموم رہتے۔اپنے مرشد کریم کے داغِ مفارقت پر پنجابی زبان میں بارہ ماہ فراق کے عنوان سے بیت منظوم فرمائے جو آپ کے دردوسوز کا منہ بولتا ثبوت ہے۔یہاں پر صرف آخری بیت نقل کیا جاتا ہے۔

چڑھیا ماہ پھگن ، واؤں سخت وگن ، گھر آ سجن ، پُورا سال ہویا
مولا رُت گھولی ، سڈن لوک بھولی ، ڈاڈھی میں ڈولی ، مندا حال ہویا
پایا دَرد گھیرا ، جُھل سیک تیرا ، دُکھاں نال میرا ، وال ، وال ہویا
فضل ، شاہ شیرا آ ، کدے پا پھیرا ، رنگ زرد میرا ، غماں نال ہویا (۶)

آپ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کیلئے ایک مرتبہ ''دہلی'' تشریف لے گئے اور تمام معروف خانقاہوں پر حاضری دی۔دہلی میں ایک مجذوب فقیر تھا جو ہمیشہ خاموش رہتا۔لوگ سمجھتے اس نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے لیکن جب اُس مجذوب نے سائیں فضل حسین کو دیکھا تو زور، زور سے کہنے لگا لوگو! کسی نے خدا کو دیکھنا ہے تو اسے دیکھ لو (یعنی یہ شخص فنافی اللہ کے مرتبہ پر فائز ہے)۔بس پھر کیا تھا اسقدر لوگ آپ کے گرویدہ ہوئے کہ جیسے سارا شہر ہی اُمڈ آیا ہو۔

دہلی میں ایک نواب ''لوہارو'' نامی جو میاں نظام الدین ہندوستانی کا معتقد تھا، دہلی کا پٹر پر آیا تا کہ اولادِ نرینہ کیلئے آپ سے دُعا کروائے لیکن حضور اسوقت عالمِ مستی میں بیٹھے تھے۔کسی کو جرأت نہ تھی کہ کچھ کہہ سکے یا قدمبوسی کر سکے۔نواب صاحب دُور ہی بیٹھ گئے۔کچھ دیر بعد میاں نظام الدین نے حضرت سے عرض کیا کہ اسکی اولاد نہیں ہے۔دُعا کیلئے حاضر ہوا ہے۔حضور توجہ فرمائی اور دُعا کی۔نواب صاحب واپس گھر پہنچے تو عجب ماجرہ تھا۔جس کمرہ میں جاتے وہاں حضور کو موجود پاتے۔دوبارہ حاضرِ خدمت ہوئے اور دل وجان سے نیاز مندی اختیار کی۔حضور نے فرمایا ہم نے

تیرے لیے دُعا کر دی ہے اور آئندہ سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

دہلی کے مقابر اولیاء کی زیارت کے بعد سائیں فضل حسین اجمیر شریف گئے اور وہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار پر حاضری دی۔ حضور کا ہندوستان کا سفر فقط مزاراتِ اولیاءاللہ کی زیارت کیلئے تھا[۷]۔

ایک مرتبہ آپ دریائے راوی پر شام تک کھڑے رہے مگر کوئی کشتی نہ آئی۔ ایک بلوچ نے طنزاً کہا اگر میں حضرت قطب عالم کا بیٹا ہوتا تو سینکڑوں کشتیاں یہاں موجود ہوتیں۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمایا" نالائق! تو نے مجھے طعنہ دیا ہے۔ اب دیکھنا۔ درویشوں سے فرمایا میرے پیچھے، پیچھے چلتے آؤ۔ آپ دریا میں اُتر گئے۔ پانی اسطرح جم گیا جیسے پختہ سڑک ہوتی ہے۔ آپ نے بمع دُرویشاں دریا اسطرح عبور کیا کہ کسی ہمراہی پر پانی کی ایک چھینٹ بھی نہ پڑی۔ آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جناب کے مرید تین بھائیوں سے اپنی مخالف برادری کے چند آدمی قتل ہو گئے۔ لہٰذا اُن کو پھانسی کی سزا سُنائی گئی۔ انکی عورتیں دربار شریف پر آئیں اور حضور کے قدموں پر گر پڑیں کہ ہمارا اُن کے سوا کوئی اور نہیں۔ آپ دُعا فرمائیں تا کہ وہ رہا ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں اب کیا کروں انہیں تو پھانسی کی سزا بھی سُنا دی گئی ہے۔ لیکن وہ عورتیں قرآن شریف بطور سفارش اُٹھا کر لائیں اور آپ کی جھولی میں ڈال دیا۔ مزید اپنی چادریں سروں سے اُتار کر آپ کے قدموں پر ڈال دیں۔ آخر آپ نے مجبور ہو کر فرمایا" خیر وہ تو رہا ہو جائیں گے چلو ہم نہ سہی"۔ آپ کا انہی دنوں وصال ہو گیا اور وہ تینوں بھائی حضور کی کرامت سے رہا ہو کر آپ کے نمازِ جنازہ میں شامل ہوئے"[۸]۔

سائیں فضل پاک نے ۲۶ جمادی الاوّل ۱۳۵۸ھ بمطابق 15 جولائی 1939ء شام پانچ بجے ساہیوال میں وصال فرمایا اور دوسرے روز دن ۱۱ بجے بروز اتوار حضرت قطب عالم کے روضہ میں مغربی جانب تدفین ہوئی[۹]۔

حوالہ جات

(۱)۔ میں نے آپ کے سنِ ولادت اور عمر کے بارے میں معتبر لوگوں سے جب تحقیق کی تو پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی اور دیگر حضرات کا یہی خیال تھا کہ بوقت وصال 1939ء میں آپ کی عمر شریف تخمیناً ۵۰ برس تھی۔ یہی حساب لگا کر سنِ ولادت لکھی گئی۔

(۲)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضور قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۳۲، صفحہ ۵۴-۱۵۳ (جون 2004ء)

(۳)۔ اسرارالتوحید (ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی) مجلس نمبر ۱۱۹، صفحہ ۷۰، (باہتمام انتظامیہ کمیٹی دربار جلوآنہ شریف)

(۴)۔ ☆ وصال نامہ (حالاتِ وصال حضرت قطبِ عالم)، صفحہ ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱ (مصنف: حضرت پیر جلوآنوی)

☆ وفات نامہ (منظوم پنجابی احوالِ وصال حضرت قطبِ عالم)، صفحہ ۲۳، ۲۲، ۲۱ (مصنف قاضی الٰہی بخش حاضر)

(۵)۔ وصال باکمال حضور شیرِ یزدانی فتحپوری، صفحہ 29-18، (مصنف حضرت جلوآنوی)

(۶)۔ دیوانِ قطبیہ، منظوم کلام حضرت قطبِ عالم پیر مکلوی، صفحہ 94، مرتب راقم الحروف (محمد طاہر حسین غفرلہٗ)

(۷)۔ لمعاتِ قطبیہ (غیر مطبوعہ سوانح حیات حضرت قطبِ عالم) مصنف راقم الحروف (محمد طاہر حسین غفرلہٗ)

(۸)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضرت قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۳۲، صفحہ ۱۵۴ (جون 2004ء)

(۹)۔ وصال نامہ (منظوم پنجابی احوالِ وصال حضرت سائیں فضل پاک)، صفحہ ۲۵-۱۷ (مصنف: خلیفہ مولینا نور محمد صاحب قادری، ۱۳۵۸ھ)

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

خطوط حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری

(مسند آرائے سندھیلیانوالی شریف)

(6)

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد شاہ گیلانی کی خدمت میں

۷۸۶

بحضور والا شانِ معلّٰے القاب، قبلہ و کعبہ ام حضرت پیر سید شیر محمد صاحب مدظلہٗ

بعد تسلیماتِ غلامانہ کے بعد یہ غلام تا ایں دم بخیریت ہے۔ اور خیر و عافیت آنجناب از درگاہ خدائے عزوجل مدام خیر خواہ ہوں ۔

معروض آنکہ نوازش نامہ جناب کا پہنچ کر کاشف حال باعث فرحت ہوا ہے۔ شکریہ خدا کا ہے کہ خیریت کی خبر پہنچ گئی ہے۔ یہاں کی تشریف آوری کی تاریخ ۱۸ کاتک بروز منگل قرار پائی ہے۔ اور براستہ اسٹیشن درکھانہ اندراج فرمایا ہے۔ چونکہ اسٹیشن پیرمحل سے یہاں دربار شریف تک پہنچنے کا راستہ نہیں۔ نیز موسم سرما کی وجہ سے دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اسٹیشن درکھانہ تو شام تک گاڑی پہنچتی ہے۔ وہاں سے بوجہ شام ہو جانے کے تکلیف ہوگی۔ اس لیے التماس ہے کہ آپ تاریخ مذکورہ یعنی ۱۸ کاتک ۱۹۸۷ بکرمی بروز منگل وہاں سے نہایت سویرے روانہ ہو کر دوپہر دن والی گاڑی پر سوار ہو کر چار بجے شام اسٹیشن پیرمحل پہنچ جاویں۔ تا کہ شام تک آرام سے دربار شریف پر پہنچ جاویں گے۔ حسب تحریر جناب کے شتران کجاوہ دار (پانچ)، شتران سامان کجاوے دار (ایک)، گھوڑیاں (چار) و موٹر، قبل از رسیدگی ریل گاڑی اسٹیشن پیرمحل پر موجود ہونگی

اگر اسٹیشن پیرمحل پر اُترنے کا منشاء نہ ہووے، اور بہر حال اسٹیشن درکھانہ پر اُترنے کا خیال ہو تو عریضہ ھٰذا کے پہنچنے پر بذریعہ حاضر درویش مجھ کو حکم فرماویں تا کہ سواریاں اسٹیشن پیرمحل نہ بھیجی جاویں۔ نیز یہ بھی عرض ہے کہ اگر موٹر پر چڑھنے کی سواریاں اسٹیشن شورکوٹ پر اتار دیویں تو موٹر اسٹیشن شورکوٹ پر قبل از وقت گاڑی بھیجی جاوے گی۔ اور دیگر سواریاں شتران و گھوڑیاں اسٹیشن

درکھانہ بھیجی جاویں۔ اسٹیشن شورکوٹ پر اُترنے سے بھی آپ جلدی دربار شریف پر پہنچ سکتے ہیں۔

عریضہ ھٰذا کا جواب بذریعہ حاضر درویش سوموار تک بھیج دیویں۔ بصورت نہ پہنچنے جواب کے اسٹیشن پیر محل پر سواریاں متعلقہ بھیجی جاویں گی۔

بخدمت برادرم سید غلام رسول شاہ صاحب السلام علیکم۔

درویش معرکہ، ومیاں نور الصمد السلام علیکم۔

اندرون ڈیوڑھی مبارک سب پردہ داران کو از اندرون دعوت، تسلیم، دعا سلام ہوں۔

فقط والسلام

مورخہ ۱۹-اکتوبر ۱۹۳۱ء

از سند یلیانوالی۔ سید فضل حسین شاہ سجادہ نشین دربار قطبیہ

..............☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆..............

(7)

مولوی وریام الدین صاحب کے نام

از سند یلیانوالی 10 /3/29

محبِ دلنواز، راسخ الاعتقاد مولوی صاحب مولوی وریام الدین صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد از دعوات وخیریت طرفین کے واضح ہو کہ خط آپ کا پہنچا۔ حال سے آگاہی ہوئی۔ اُس مرنے والے مولوی صاحب کا عجب حال ہے۔ یکم ماہِ رمضان بعد از نماز تراویح میرے ساتھ در ڈیوڑھی تک آیا۔ میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب کوئی کام ہے؟ کہنے لگا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں کہ شاید کل تک وفا کرے یا نہ کرے اس لیے خدمت حضور میں آیا ہوں کہ میرے ضامن روز حشر کے ہو اور جس وقت میں نے اندر قدم رکھا تو کہنے لگے کہ دعا خیر فرمائی جاوے۔ چونکہ میں نے دُعا خیر کہی۔ دن صبح کو میں ڈیرے آیا تو معلوم ہوا کہ مولوی محمد سلیمان بعارضہ ذات الجنب بیمار ہے۔ چونکہ علاج معالجہ شروع کرایا۔ فصد وغیرہ کرائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ کہانی ہے مولوی سلیمان کی اور پھر وہ بولا تک ہی نہیں۔ اپنے گھر تمامی خورد وکلاں کو بہت بہت شوق سے دعائیں۔ اپنی خیریت خبر ہمیشہ لکھتے رہا کرو۔

فقط سید فضل حسین شاہ بقلم خود

(8)

خطوط منشی اللہ بخش صاحب (مختارِ عام دربارِ قطبیہ سندھیلیانوالی شریف)

بخدمت مکرم معظم آقائے نامدار جناب پیر فضل حسین شاہ صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ بعد از مطلوب خیریت طرفین آنکہ آج آپ کی روانگی سے بعد ایک گھنٹہ پہنچے مولوی صاحب۔ مولوی عبدالعزیز یہاں آگئے ہیں۔ ان کو دو (۲) دِن کیلئے روکا گیا ہے۔ ان کا ایک مقدمہ دیوانی ہے۔ ۱۴ نومبر تاریخ مقرر ہے اس پر انہوں نے ضرور پہونچنا ہے۔ اسلئے ۱۲ نومبر شام تک یہاں رہ سکیں گے۔ ۱۳ تاریخ کو ضرور روانہ ہو جانا ہے۔ ساتھ میں ان کا یہ خیال بھی ہے کہ اگر ۱۴ تاریخ کو پہلے مجھے دوبارہ بلایا گیا بندہ حاضر ہو جاوے گا۔ مگر ڈیوڑھی مبارک سے اطلاع ملی کہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو یہاں پہنچنے پر روک لیا جاوے ہم جلد ہی دوسرا انتظام کرینگے۔

اس لئے ۱۵ تاریخ تک مولوی صاحب کو یہاں ٹھہرایا گیا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے اگر جواب واپسی دینا مناسب ہو تو حکم فرماویں۔

بخدمت جناب پیر صاحب حضرت شیر محمد صاحب و پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیمات دیگر جو حاضر مجلس درویشان السلام علیکم

از سندیلیانوالی

تابعدار خادم اللہ بخش مختارِ عام پیر صاحب

بقلم خود

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۰ء

(۱)۔ یہ خط حضور پیر سید فضل حسین شاہ صاحب کو فتحپور شریف بھیجا گیا کیونکہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایڈریس اسطرح لکھا ہے ''ضلع منٹگمری بمقام فتح پور گوگیرہ المعروف فتح پور شریف، بگرامی خدمت مکرم و معظم جناب پیر شیر محمد صاحب مدظلہ، بملاحظہ جناب پیر فضل حسین شاہ صاحب دام اقبالہ''

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(9)

بگرامی خدمت مکرم معظم جناب پیر شیر محمد صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ۔ بعد از خیریت مزاج مبارک آنکہ جناب کا عرس مبارک پر تشریف نہ لانا از حد افسوس ہے۔ خداوند کریم آپ کو صحت کاملہ عطا فرماوے۔ حالت مزاج مبارک سے مطلع فرماویں کہ دِل کو تسلی پہنچے۔

ایک دُرویش کے ذریعے زبانی سارا حال واحوال عرض کیا گیا تھا۔ اُمید ہے کہ گوش گزار ہو گیا ہوگا۔ چند معروضات زبانی عرض کرنے کے لائق ہیں جو حسب موقعۂ ملاقات عرض خدمت کی جاویں گی۔ مولوی صاحب مدرس عربی مسجد پیر صاحب کی تنخواہ دو (۲) ماہ اکتوبر ونومبر کی مبلغ پانچ روپیہ جناب کے ذمہ ہیں۔ مہربانی فرما کر حسب دستور سابق بذریعہ منی آرڈر عنایت فرما کر مشکور فرماویں۔ از ماہ جون تا ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء چھ (۶) ماہ کی تنخواہ مولوی صاحب کی پندرہ (۱۵) روپے جناب کے دربار سے دس (۱۰) روپیہ وصول ہوئی ہے۔ باقی پانچ روپیہ عنایت فرماویں۔

بخدمت مخدومی ام پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیمات۔ دُرویش، حاضرین مجلس السلام علیکم اور لالہ بوٹا رام تسلیم

از سندیلیانوالی

غلام تابعدار اللہ بخش مختارِ عام پیر صاحب

بقلم خود

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(10)

نحمدهٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

بگرامی خدمت حضور پُر نور مکرم و معظم جناب پیر شیر محمد صاحب دام ظلکم

بصد تسلیمات غلامانہ کے بعد یہ تابعدار تا ایں دم بخیریت ہے اور خیریت آنجناب از درگاہ رب العالمین خیر خواہاں ! معروض آنکہ نوازش نامہ مرقومہ بقلم لالہ بوٹا رام پہنچ کر باعث فرحت و تسلی ہوا یاد آوری کی مہربانی کا از حد مشکور ہوں۔ صحتِ بدنی آنحضور کا حال پڑھ کر شکریۂ خدا ادا کیا۔ صاحبزادہ پیر صاحب کو کارڈ مذکور ملاحظہ کروایا گیا۔

جودھان وہیں چک لکانوالہ میں پچھتر (۷۵) روپیہ سے فروخت کروایا تھا اسکی قیمت کا روپیہ سالم وصول ہو چکا ہے۔ اطلاعاً و جواباً عرض ہے۔ بہت دِنوں سے حاضرِ خدمت ہونے کا منتظر رہتا ہوں خدا جانے کیوں وقفہ ہو رہا ہے۔ کشش قلبی سے یاد فرماویں تب زیارت جلدی نصیب ہوگی۔ یہاں دربار شریف پر ہر طرح خیریت ہے۔ پیر صاحب کے ڈیوڑھی مبارک پر ہر طرح خیریت ہے۔ ماہِ شعبان شریف خیر و خوبی سے گزر رہا ہے۔ مسجد شریف میں ورد درود شریف ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ آجکل وصولی معاملہ سرکاری کا روزمرّہ رش سے فارغ ہو کر قدمبوسی کروں گا۔

بخدمت مکرمی صاحبزادہ پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیم۔ اندرون عصمت سرائے نیاز قبول باد۔ خلیفہ صاحبان و مریدان خاص و حاضر مجلس کو السلام علیکم۔ لالہ بوٹا رام صاحب تسلیم۔ میاں فتح دین خادم و صالح محمد ربیرہ السلام علیکم

از سند یلیانوالی

الراقم نیاز مند تابعدار اللہ بخش مختار عام پیر صاحب

بقلم خود

مورخہ یکم فروری ۱۹۳۱ء

(11)

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

بگرامی خدمت مکرم و معظم مہربان پیر شیر محمد صاحب مدظلہ

تسلیمات نیاز مندانہ یہ غلام تا ایں دم بخیریت ہے اور خیریت مزاج مبارک آنحضور ہر دم خیر خواہاں! محرری آنکہ حاضر خدمت ہونے کا مصمم ارادہ تھا مگر آخیر ماہ رمضان شریف میں پیر صاحب کو بمعہ اہل وعیال ملتان جانا پڑا۔ وہاں چار پانچ روز رہ کر واپس تشریف لے آئے۔ عید الفطر بروز جمعہ پڑھی گئی ہے۔ جناب کا ارادہ بنا کہ بعداز عید مبارک پیر محل شریف آویں گے۔ آپ کا کب تک یہاں تشریف لانے کا ارادہ ہے۔ پرسوں تک تحریر کبیر والہ پہنچ کر داخل کرنے کا ارادہ ہے آمدن بعداز فراغت ہوگی۔ اگر حضور انور کا ارادہ تشریف آوری ایں جانب جلدی کا نہ ہوا تو پھر حاضر خدمت ہوسکوں گا۔ بصورت دیگر خط خیریت! اسی جگہ قدمبوسی کرنے کا موقع ملے گا۔ آج حسب مزاج جواب عرضی سے مطلع فرماویں۔

بخدمت مکرم جناب پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیمات۔ بخدمت خلفاء و مریدان غیر حاضر و حاضرین مجلس السلام علیکم۔ میاں فتح دین خادم و لالہ بوٹا رام صاحب تسلیم۔ حافظ سید محمد صاحب اور سید غلام علی شاہ صاحب اگر وہاں ہوں تو السلام علیکم

از سند یلیانوالی

تابعدار اللہ بخش مختار عام پیر صاحب

مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(12)

بحضور والاشان مکرم و معظم پیر شیر محمد صاحب مدظلہ

السلام علیکم وتسلیمات غلامانہ کے بعد یہ غلام تا ایں دم بخیریت ہے اور خیریت مزاج مبارک آنحضور از خدائے عز وجل مدام خیر خواہاں ہوں۔ محرری آنکہ بذریعہ نوازش نامہ وزبانی نور محمد واحمد زرگر آں جناب کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ حالت بیماری سُن کر و پڑھ کر دِل مغموم ہوا ہے۔

دربار شریف پر دُعائے صحت کی گئی ہے کہ خداوند کریم رحم فرمائے (آمین ثم آمین)۔ ہر عام علاقہ میں جناب کی آمد کی از حد انتظار ہو رہی ہے بلکہ دُور دُور سے میرے پاس بذریعہ خطوط دریافت ہوتی ہے کہ پیر صاحب تشریف لائے ہیں یا نہ اور کب تشریف لاویں گے اور کتنے روز قیام فرماویں گے۔ چوہدری فضل الٰہی صاحب انسپکٹر نے دریافت کی ہے۔ اب تمام صاحبان کو جواب تحریر دیتا رہتا ہوں تا کہ جس وقت آپ تشریف لاویں تو اطلاع دی جاوے گی۔ آپ مہربانی فرما کر تشریف آوری کا اندراج مستقل رکھیں۔

خداوند کریم کے فضل سے جلدی آرام ہو جاوے گا۔ پیر صاحب و ڈیوڑھی مبارک پیر صاحب خیریت ہے۔

بخدمت مخدومی ام پیر غلام رسول شاہ صاحب کو تسلیم۔ خلفاء صاحبان و مریدان خاص و لالہ بوٹا رام کو السلام علیکم۔ جواب کا منتظر۔

تابعدار غلام اللہ بخش مختار عام پیر صاحب

مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(13)

بحضور والاشان مکرم و معظم حضرت صاحب جناب پیر شیر محمد صاحب مدظلہ

تسلیمات نیاز مندانہ۔ یہ غلام بخیریت ہے اور خیریت مزاج شریف آں حضور ہر دم خیر خواہ ہوں۔ محرری آنکہ کارڈ بمعہ منی آرڈر دس (۱۰) روپیہ پہنچ کر باعث فرحت ہوا ہے۔ روپیہ وصول کر کے حوالہ مولوی صاحب کر دیا گیا ہے۔ باعث مشکوریت ہوا ہے۔ مولوی صاحب شب وروز دست بہ دُعا ہیں کہ خداوندِ کریم صحتِ کُلی آں حضور کو عنایت فرماوے اور جلدی دربار شریف تشریف لے آویں (آمین ثم آمین)۔

نیز ایک عرض مزید بھی ہے کہ بندہ پرور کی سندیلیانوالی میں چٹھی رساں مسمی اللہ بخش سے مجرت سدا ہے جو کہ آدمی نیک چلن اور کارکن میرا ہے۔ پہلے محکمہ ڈاک سے یہی چٹھی رساں گشتی حالت رہتا تھا۔ اُس کی شرافت و نیک چلنی کا خیال کر کے پیر صاحب نے افسران سے کہہ کر اس چٹھی رساں کو اپنے ذاتی حلقہ میں لگوایا تھا۔ اب اس کو حکم افسران سے آیا ہے کہ ملتان پہنچ کر صحت کی خرابی وغیرہ کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے اُس سے کچھ دیر ہوگئی۔ اب تو وہ کاروائی مطابق حکم افسران کر آیا ہے تاہم اُس وقفہ کی وجہ سے اسکی تبدیلی افسران نے کر دی ہے۔ اسکی تبدیلی کا ہم کو رنج ہوا کہ ایسے آدمی کا چلا جانا مناسب نہیں ہوتا۔ تاحال چارج وغیرہ نہیں دیا ہے اور وہ خواہش مند ہے کہ تبدیلی رُک جاوے ہماری بھی یہی مرضی ہے۔ اِس واسطہ التماس ہے کہ آپ محررہ بند لفافہ چوہدری فضل الٰہی صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات میاں چنوں اشارہ فرماویں کہ تبدیلی نہ کی جاوے تو مطلب براری ہو جاوے گی۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ یہاں دربار شریف پر اور مریدان، محرری، پیر صاحب پر بفضل خدا ہر طرح سے خیریت ہے از پیر صاحب و درویشان مبارک تسلیمات۔ بخدمت مکرم معظم پیر غلام رسول صاحب تسلیمات۔ خلیفہ صاحبان و درویش جو کہ وہاں حاضر مجلس السلام علیکم میاں فتح دین و لالہ بوٹا رام صاحب السلام علیکم۔ از جانب حافظ سید محمد و میاں اللہ بخش و دیگر درویشان تسلیم وصول پاویں۔

نیز زبانی میاں اللہ بخش مزاج جناب کے صحت یاب و آرام طبع مبارک سُن کر شکریہ ادا کیا الحمدللہ خداوند کریم آنحضور کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے (آمین ثم آمین)۔

از سند یلیانوالی

تابعدار غلام اللہ بخش مختار عام پیر صاحب بقلم خود

مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۳۱ء

..................☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆..................

(14)

بحضور والاشان مکرم و معظم جناب پیر شیر محمد صاحب دام ظلکم

تسلیمات غلامانہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ! غلام تادم بخیریت ہے اور خیریت و عافیت مزاج مبارک بہ حضور خدائے عزوجل سے مدام خیرخواہاں!

اُمید ہے کہ مکرم مہربان پیر غلام رسول شاہ صاحب بخیریت تمام پہنچ گئے ہوں گے اُن کی یہاں سے روانگی کے زیارت سے محروم رہا ہوں دِل بہت غمگین ہوا۔

نہ تو ان کی ملاقات ہوئی اور نہ ہی تسلیم و نیاز کہلا بھیجی۔ دِل کی آشا تو ہمیشہ آپ کی یاد میں رہ جاتی ہے۔ خداوند کریم آپ کا سایہ ہم گنہگاروں پر مدت مزید تک قائم رکھے (آمین ثم آمین)۔ یہاں دربار شریف پر ہر طرح خیریت ہے۔ میرے آقائے نامدار پیر فضل حسین شاہ صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔ اُن کے اہل پردہ قتال پور ہیں جب واپسی کی آمادگی یا ان کی واپسی پر آپ بروز جمعہ یہاں سے روانہ ہونے کا خیال رکھتے ہیں وغیرہ جو مشورہ ہووے۔ مولوی صاحب مدرس عربی مسجد پیر صاحب کی تنخواہ دو ماہ جون، جولائی مبلغ پانچ روپیہ بھیج دیں از جانب مولوی صاحب السلام علیکم۔

بخدمت گرامی قدر پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیمات۔ تمام درویشان و میاں فتح دین خادم ولالہ بوٹا رام السلام علیکم۔

از سند یلیانوالی

تابعدار غلام اللہ بخش مختار عام پیر صاحب

مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء

(15)

بگرامی خدمت مکرم معظم مہربان والاشان جناب پیر شیر محمد صاحب مدظلہ

تسلیمات غلامانہ کے بعد یہ غلام تا ایں دم بخیریت ہے اور خیریت مزاج مبارک آں حضور خدائے عزوجل سے خیرخواہاں ہے۔

محرری آنکہ بہت دِنوں سے اطلاع خیریت نہیں پہنچی ہے شب وروز انتظار رہتا ہے۔ میرے دِل میں جناب کی مہربانی وتوجہ دِلی کی انتظار رہ جاتی ہے۔ ہر وقت دُعا سے یاد فرمایا کریں۔ جو کہ باعث تسلی رہے۔ مولوی غلام مجتبےٰ صاحب مدرس عربی کی تنخواہ دو ماہ اگست، ستمبر ۱۹۳۱ء کی پانچ روپیہ بھی حسب دستور سابق بذریعہ منی آرڈر بھجوادیں تا کہ حساب ساتھ کے ساتھ بے باق ہوتا رہے۔ پیشتر ازیں کسی قسم کا بقایا مولوی صاحب کا جناب کے ذمہ نہیں ہے۔ جناب پیر صاحب وڈیوڑھی مبارک پر ہمہ وقت تفصیل وار خیریت ہے اور خود صاحبزادہ صاحب بھی راضی خوش ہیں۔ ارادہ رکھتے ہیں کہ ۲۰ ماہ اسوج ۱۹۸۸ء بکرمی کے بعد دعوتوں پر علاقہ گنجی بار کی طرف جاویں گے۔

از جملہ درویشان ایں جا تسلیمات۔ بخدمت پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیم۔ جو درویشان حضور کے میاں فتح دین صاحب ولالہ بوٹارام صاحب وسید غلام علی شاہ صاحب ومیاں سلطان محمود صاحب ودیگر مردمان موجودہ مجلس السلام علیکم۔

از سند یلیانوالی

تابعدار خادم اللہ بخش مختارِ عام پیر صاحب بقلم خود

مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۳۱ء

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(16)

بگرامی خدمت مکرم و معظم و مہربان من جناب حضرت پیر شیر محمد صاحب مدظلہ

تسلیمات نیازمندانہ بعد از اشتیاق زیارت و خیریت مزاج مبارک آنکہ۔ایک کارڈ پیشتر ازیں ارسال خدمت کیا گیا ہے۔اس میں میں نے کچھ کام یاددہانی میاں نور الصمد خاں صاحب کے بارے میں تحریر کیا ہے۔اس کے ساتھ مہربانی فرماویں۔

اور عریضہ از جانب مولوی غلام مجتبےٰ صاحب مدرس عربی ارسال خدمت ہے۔ بعد از السلام علیکم مولوی صاحب کی تنخواہ ماہ اگست وستمبر کے روپے پہنچ چکے ہیں۔اب تنخواہ ماہ اکتوبر و نومبر مبلغ پانچ روپیہ جناب کے ذمہ ہیں۔مہربانی فرما کر بذریعۂ منی آرڈر بھجوادیں۔

بخدمت مخدومی ام پیر سید غلام رسول شاہ صاحب السلام علیکم ۔ خلفاء و صاحبان و درویشان جو کہ حاضر سایہ ہیں و میاں فتح دین و حافظ سید محمد صاحب و سید غلام علی شاہ صاحب و لالہ بوٹا رام صاحب السلام علیکم۔میاں صاحب میاں نور الصمد خاں صاحب السلام علیکم۔

از سند یلیانوالی

تابعدار غلام اللہ بخش مختارِ عام پیر صاحب بقلم خود

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(17)

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور خداوند نعمت ابر کرامت ہادی راہنما جناب پیر شیر محمد صاحب دام ظلکم

بعد تسلیمات و تعظیمات غلامانہ کے بعد یہ تابعدار تا این دم بخیریت ہے اور خیریت و عافیت مزاج مبارک آن حضور خدائے عزوجل سے مدام خیرخواہاں ہوں۔

محرری آنکہ آج واپسی پر میاں الٰہی بخش ہراج نے زبانی خیریت آنجناب کی بیان کی

اور آنحضور کے دُعا سلام سے بھی مشکور فرمایا۔ یہ لفافہ دو تین دِن سے لیکر رکھ دیا تھا کہ میاں الٰہی بخش کی واپسی پر تحریر کیا جاوے گا۔ نیز یہاں سے روانگی کے وقت میاں الٰہی بخش مجھ سے مِل کر نہیں گیا تھا۔

آج اس کی زبانی دریافت پر حضور کے بخار کی حالت واب آرام آ جانے کا معلوم ہوا ہے۔ دِل کو وہم بھی ہوا۔ مگر پھر آرام کا سُن کر تسلی ہو گئی ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آپ کو تندرستی و عافیت سے رکھے (آمین ثم آمین)۔ ماہ رمضان شریف خیر سے اب گزر گیا ہے عید کی مبارک ہو۔

اِس دفعہ یہاں دربار شریف پر بہ ماہِ رمضان ختم قرآن شریف سنا گیا ہے الحمدللہ۔ مکرم معظم پیر غلام رسول شاہ صاحب کی شادی ثانی کی اطلاع پہنچ کر فرحتِ قلبی ہوئی۔ خداوند کریم منزلِ مقصود پر پہنچاوے کہ فرزند نرینہ عطا فرماوے جو آپ کی خوشنودیٔ دل کا موجب ہو (آمین ثم آمین)

از جانب میاں کرم علی چڑیانہ دستْ بستہ نیاز قبول باد۔ نیز میرے آقائے نامدار پیر فضل حسین شاہ صاحب کی ایزادیٔ نسل کے لئے یہاں دربار شریف پر تمام مخلوق شب و روز دست بہ دُعا ہیں خدا جانے کیا وقفہ ہو رہا ہے۔ جناب بھی پچھلی رات خاص وقت میں دُعا طلب فرمایا کریں کہ خداوند کریم ہر دو صاحبزادگان (پیر فضل حسین و پیر غلام رسول) کو اولاد نرینہ نصیب کرے (آمین ثم آمین)۔ اب موسم سردی کی آخیر آ گئی ہے اور آن حضور کو یہاں دربار شریف پر آئے بہت دِن گزر گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر جلدی تشریف لاویں اور اِن کا خیال فرماویں تا کہ دِلوں کی آرزوئیں پوری ہوں۔

چند عرائض ایسے ہیں جو قابل تحریر نہیں ہیں بلکہ زبانی کرنے کے لائق ہیں۔ وہ حسب موقع زیارت کے عرض کیے جاویں گے۔ تمام اہل پردہ ڈیوڑھی و پیر صاحب بھی آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں ہیں۔

بخدمت مکرم و معظم و مہربان پیر غلام رسول شاہ صاحب تسلیمات۔ میاں نور الصمد خاں

صاحب اگر وہاں رہائش پذیر ہوں تو انکی خدمت میں السلام علیکم ۔ لالہ بوٹا رام صاحب تسلیم ۔ میاں فتح الدین، حافظ سید محمد، سید غلام علی شاہ، میاں عبداللہ درزی وسید احمد شاہ صاحب ودیگر تمام درویشوں کو السلام علیکم ۔

بابا مولا بخش ودیگر درویشان ایں جا کی جانب سے تسلیمات اور صاحبزادہ صاحب واز اندرون ڈیوڑھی مبارک پیر صاحب تسلیم وعافیت عرضداشت!

از سند یلیانوالی

تابعدار غلام اللہ بخش مختارِ عام پیر صاحب بقلم خود

مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(18)

بگرامی خدمت مکرم ومعظم مہربان من جناب پیر سید غلام رسول شاہ صاحب مدظلہٗ

تسلیمات نیازمندانہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ! بعد از خیریت مزاج مبارک وشوقِ زیارت کے التماس ہے کہ جناب حضرت صاحب کے رخصت فرما جانے کے بعد عریضہ ارسال خدمت کیا گیا تھا اور منتظر رہا ہوں کہ موقع دستار بندی پر حاضر خدمت ہوں گا۔

مگر اچانک وہ کام تو مکمل ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہ موقع چہلم حاضر خدمت ہوں گا۔ براہِ مہربانی حسب سفارش جناب حضرت صاحب کے اِس غلام پر نظر شفقت فرماتے رہیں۔

نیز جناب نے ۸ ماہوار تنخواہ مدرس عربی مولوی غلام مجتبےٰ صاحب مسجد پیر صاحب سند یلیانوالی کی مقرر فرمائی تھی۔ جس کا حال لالہ بوٹا رام صاحب کو معلوم ہے۔ ماہ نومبر ۱۹۳۱ء تک حساب تنخواہ کا تصفیہ ہو چکا ہے۔ بقایا تنخواہ ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء، ماہ جنوری، فروری، مارچ ۱۹۳۲ء ۴ ماہ کے ۱۰ روپے واجب الادا ہیں۔ اگر عنایت فرما کر بذریعہ منی آرڈر بھجوادیں تو مہربانی ہوگی۔

بخدمت میاں صاحب میاں نور الصمد صاحب ومیاں فتح شیر مجاور وتمام درویشان

السلام علیکم۔ لالہ بوٹا رام صاحب تسلیم۔ جناب سجادہ نشین صاحب معہ عیال ڈیوڑھی مبارک خیریت سے ہیں۔

از سندیلیانوالی

تابعدار اللہ بخش بقلم خود

مختارِ عام پیر صاحب

مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۲ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی قدس سرہٗ

(کھوہ پاک شریف)

آپ شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی فتحپوری کے اکلوتے فرزندِ ارجمند اور اپنے عہد کے مردِ قلندر ہوئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳۰۶ھ بمطابق 1887ء میں ہوئی[1]۔ اکلوتے بیٹے ہونے کے ناطے والد بزرگوار کی پیار و محبت اور تمام روحانی توجہات کا مرکز تھے۔ انہیں کی تعلیم کا اثر تھا۔ کہ بچپن ہی سے خلوت کو پسند فرمانے لگے۔ لوگوں کو دیکھتے تو علیحدگی اختیار فرماتے۔ رات کو چپکے سے شہر سے باہر اکثر ایک مسجد میں شب بھر قیام فرماتے۔ لڑکپن میں گھوڑوں کا شوق پیدا ہوا☆۔ لوگون سے میل جول بہت کم رکھتے تھے[2]۔ میرے قبلہ گاہی حضور قبلہ عالم منگانوی سے منقول ہے "سائیں غلام رسول اپنی زندگی کا بیشتر حصہ پردہ میں رہے کیونکہ لوگوں کی حقیقت اُن پر ظاہر تھی"[3]۔

حضرت سیدی وسندی قلندر پاک سید غلام رسول شاہ صاحب گیلانی قادری کی ظاہری زندگی مبارک کی بود و باش اور انداز نرالا انوکھا اور عجیب سا تھا۔ گوشۂ تنہائی، اپنا ہو یا بیگانہ کسی سے کوئی سرو کار نہ تھا۔ رات ہو یا دن عالمِ محویت و استغراق، رونا، آہیں بھرنا اور پھر اس قدر سسکیاں کہ بے سدھ ہو جانا اور ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک خود را ترکِ ترک۔ بلکہ حیرت اندر حیرت

است ۔ کیا کوئی جانے اور کیا کوئی سمجھے ۔ جہاں علم و دانش فہم و فراست ادراک کی گنجائش نہ ہو۔ جہاں ہاء وہو بھی نہ سما سکے ۔ جہاں ذکر و فکر تک نہ رہے ۔محویّت ہی محویّت ہو بلکہ محویت کا بھی احساس نہ ہو کونسا مقام ہوگا۔

چونکہ حضورؒ سائیں پاک ابتداء ہی سے تنہائی پسند تھے ۔ اور فتحپور شریف میں عقیدتمندوں کا ہر وقت جم غفیر اور انبوہِ کثیر رہتا تھا۔ اس لئے یہ ماحول آپ کی طبع نازک کے سازگا رنہ تھا ایک دن آپ نے اچانک رختِ سفر باندھا اور فتحپور شریف اور گھر بار اور اہل وعیال کو خیر باد کہتے ہوئے یہاں سے کم وبیش دس (10) کوس کے فاصلہ پر بجید سائیں جہاں بہت بڑا قبرستان تھا۔ اپنا ٹھکانا بنالیا اور یہاں کنجِ تنہائی میں اپنے حال میں محو ومستغرق قیام پذیر ہو گئے ۔ اور آخری دم تک اس کے ہو کر رہ گئے ۔ یہ جگہ بعد میں کھوہ پاک شریف کے نام سے مشہور ہوئی ۔ یہیں آپ کے دادا بزرگوار حضرت سیّد موج دریا رحمتہ اللہ علیہ کا مزارِ پُر انوار ہے ۔ اور کچھ کھوہ یعنی کنوئیں کے ساتھ زمین بھی۔

جسے آپ نے رَیڑ شریف یعنی بے آب وگیاہ زمین کو گرمیوں اور بجید سائیں کو سردیوں کے لئے مختص فرمالیا۔ اور عمر بھر کوئی پختہ مکان نہ بنایا کہیں خام بارہ دریوں اور کہیں سر کنڈوں، چھپروں کے پردوں میں چھپ کر تشریف فرما رہے اور محو جمالِ ذات رہے ۔ میاں سَید کی زبان سے میں نے سنا کہ مجھے پندرہ سال آپ کی خدمتِ خاص میں رہتے ہوئے ہو رہے ہیں ۔ میں نے اس سارے عرصہ میں آپ کو سوتے ہوئے نہ دیکھا ہے اور نہ ہی محسوس کیا ہے کہ آپ سوئے ہیں ☆۔

علامہ اقبال آپ سے بڑا لگاؤ رکھتے تھے جن دنوں آپ میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج رہے، علامہ اکثر نیاز حاصل کرنے کیلئے آیا کرتے ۔ بعض دفعہ کھانا بھی اپنے گھر سے آپ کیلئے لایا کرتے ۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس دہڑوی سے علامہ نے اس اَمر کا اظہار بھی کیا کہ ”جناب کے شیخ زادے واقعی مردِ قلندر ہیں“ [؎]۔

راقم الحروف نے مولانا غلام حیدر حیدری مدرس قادر بخش شریف کی زبانی سُنا حضرت قطب عالم پیر محلوی کی بارگاہِ اقدس میں ایک مرتبہ کچھ دُرویشوں نے بطور شکایت عرض کی کہ سائیں غلام

رسول صاحب، حضرت سائیں شیر محمد فتحپوری کے ایک ہی بیٹے ہیں۔لاڈلے ہونے کی وجہ سے بڑی بے نیاز طبیعت ہے۔ دُرویشوں پر کچھ الطاف نہیں فرماتے۔حضور اُن کے حال پر کچھ مہربانی فرمائیں۔اُن کی شکایت سُن کر حضرت قطبِ عالم ہنس پڑے اور فرمایا ''تم لوگ غلام رسول شاہ کو کیا سمجھتے ہو۔اُس جیسا بیٹا ہر ماں پیدا نہیں کر سکتی''۔

آپکی بیعت و خلافت حضرت پیر سید فضل حسین شاہ صاحب سے تھی۔اپنے والدِ ماجد سے بھی اجازت رکھتے تھے۔حضور شیرِ یزدانی کے آخری ایام میں جب پیر احمد شاہ صاحب نے حضور شیرِ یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اپنے صاحبزادہ کو بیعت لینے کی اجازت فرمائیں تو ارشاد ہوا ''بڑی خوشی سے اجازت ہے''۔باقاعدہ خرقۂ خلافت آپ کو حضور شیرِ یزدانی کے قل شریف (تیسرے روز کا ختم) پر آپ کے پیرو مرشد سائیں فضل پاک نے عطا فرمایا۔وہ اسطرح کہ ختم قُل خوانی کے بعد سائیں فضل پاک مجمع میں کھڑے ہو گئے اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''چونکہ ہمارا اور اس خاندان کا باہمی عاشق و معشوق کا سا تعلق ہے۔اس لیے میں حاضرین، مریدین سے عرض کرتا ہوں جس قدر جناب مرشدی و مخدومی حضرت سید شیر محمد صاحب کے خلفاء و مریدین ہیں وہ سب حضرت صاحبزادہ صاحب سے ازسرِ نو بیعت کریں اور صدق و یقین سے جان لیں کہ آج تم میں یہ صاحبزادہ صاحب ہی حضور مرشدی و مخدومی موجود ہیں اور میں جنابِ الٰہی میں دُعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم اس خاندان کو بڑھائے اور صاحبزادہ صاحب کو اولادِ صالح عطا فرمائے۔اور یہ سلسلۂ فیضان تا ابدالآباد جاری رہے''۔تمام مجلس سے آمین ثمہ آمین کی آواز بلند ہوئی۔پھر سب نے مل کر حضرت سید فضل حسین شاہ صاحب کے واسطے بھی دُعا مانگی کہ اللہ پاک ان کی جھولی بھی آباد کرے اور جنابِ قطبِ عالم کا باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہے۔ اس کے بعد سائیں فضل پاک نے دستارِ خلافت و سجادگی سائیں غلام رسول کے سرِ انور پر باندھی اور دعائے خیر فرمائی۔بعدہٗ سلسلۂ بیعت شروع ہوا۔سب سے پہلے میاں نور الصمد و پیر سردار شاہ و میاں سلطان محمود و مولوی محمد عظیم و سید ولی محمد شاہ اور اس ناچیز (پیر جلو آنوی) نے دستِ ارادت دراز کیا۔حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر نہایت شفقت و مہربانی سے اپنے گلے لگا

لیا۔ پھر تو ہر طرف سے صدق ارادت کی آواز پیدا ہوئی اور تمام مریدین یکے بعد دیگرے دوبارہ بیعت سے مشرف ہوئے[5]۔

حضرت پیر جلو آنوی سے منقول ہے۔ بعض بزرگ جلوت پسند ہوتے ہیں اور بعض خلوت پسند۔ بعض اسم باطن کے مظہر ہوتے ہیں اور بعض اسم ظاہر کے۔ اسمِ باطن کے مظہر چھپ کر رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسمِ ظاہر کے مظہر، ظاہر رہتے ہیں۔ اسمِ باطن کے مظہر اپنے حال سے لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں۔ یہ عرفاء کی قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جس نے خُدا کو پالیا تو اُس کی زبان گنگ ہوگئی۔ ایک وہ ہے جس نے خدا کو پالیا تو اس کی زبان دراز ہوگئی۔ چنانچہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "عارف تو ہزاروں ہوتے ہیں مگر متکلم کوئی ایک ہوتا ہے"۔ ایک مرتبہ حضرت سائیں غلام رسول نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "بابا سائیں تو متکلم تھے مَیں کوئی متکلم ہوں"۔ گویا جناب نے اعتراف فرمایا جو ایک قسم کا انکسار ظاہر کرتا ہے۔ ایک دن فرمایا "لوگ کہتے ہیں کہ میں بات نہیں کرتا۔ بتاؤ جہان میں کون ہے جس کے پاس میں یہ بات کروں اور وہ سمجھے"۔ مگر حضور شیرِ یزدانی فرمایا کرتے تھے کہ "کوئی ہماری بات سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہ ہمارا اپنا ذوق ہے"[6]۔ سائیں غلام رسول اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

جے توں چاہیں میں سُکھ پاواں ، چھڈ دے دنیا ساری
جے توں چاہیں فخر ہزاراں ، چاخو دیوں بیزاری[7]

ایک دفعہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ ابتداء میں کشف کونی کا اس قدر انکشاف ہوا کہ زمین کے نیچے چھپے ہوئے خزانے نظر آتے آسمان کی طرف دیکھوں تو فرشتے تسبیح وتہلیل میں مصروف نظر آتے دائیں بائیں آگے پیچھے سب کچھ شمال وجنوب ومشرق ومغرب یوں نظر آتا جیسے ہتھیلی پہ سرسوں کا دانہ۔ جہاں نیکوکاروں کے حسنات نظر آتے وہاں بدکاروں کے سئیات نظر آتے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر کسی کے سامنے کوئی ظلماً قتل ہو رہا ہو کوئی مظلوم خاک وخون میں غلطیدہ ہو تو طبیعت پہ کیسے گراں گزرے گا فرمایا میں بیحد پریشان اور تنگ ہونے لگا۔ چنانچہ میں نے عرض کیا خدایا مجھے یہ کشف کونی نہیں چاہیے۔ مجھے کشف ذاتی چاہیئے تا کہ ہر وقت تیری ذات

میں محو و مستغرق رہوں۔اور بس۔

صاحبزادہ سائیں محمد عارف حسین شاہ گیلانی آپ کے پسر کلاں کی شادی خانہ آبادی تھی۔ براتی آئے ہوئے تھے۔آپ کے رشتہ دار اور پیران عظام مشائخ کرام اور درویشوں عقیدتمندوں کا ایک وسیع تر حلقہ بھی موجود تھا۔ جہاں آج کل جناب کا روضۂ مبارکہ ہے اس حویلی میں ایک جم غفیر انبوہ کثیر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجود تھا کہ حضرت سیّد اسرار حسین شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار قطبیہ بمعیت اپنے سسر سیّد محمد رمضان شاہ صاحب ایس ایس پی کے ان کی گاڑی پر حضور کو لینے کے لئے ریڑپاک تشریف لے گئے اتفاقاً راقم الحروف حضور کے پاس موجود تھا۔ جب سائیں اسرار حسین شاہ صاحب آپ کے سامنے آئے تو سبحان اللہ سائیں اسرار حسین احتراماً لرزہ براندام تھے شدت سے کانپ رہے تھے جیسے آپ کے دانت بج رہے ہوں۔آپ گاڑی پہ سوار ہو کر حویلی کی طرف روانہ ہوئے میں بھی پیچھے پیچھے جب حویلی کے اندر داخل ہوا تو عجیب سماں تھا۔حضور کی آرام کرسی درمیان میں تھی جس پر آپ تشریف فرما تھے ایک طرف سادات کرام مہمانان گرامی کرسیوں پہ براجماں تھے اور آگے سب عقیدتمند بیٹھے ہوئے تھے لیکن ایک ہو کا عالم تھا۔کسی کی کیا مجال کہ دم بھرے ہر ایک دم بخود اپنی خوش قسمتی پہ نازاں تھا۔کہ حضور سائیں پاک کی زیارت فیض بشارت حاصل ہو رہی ہے۔اتنے میں سائیں اسرار حسین نے دور سے مجھے اشارہ فرمایا کہ میں آگے بڑھوں۔ چنانچہ میں پھونک پھونک کر آہستہ آہستہ حضور کی طرف سیدھا قدم بڑھانے لگا حضور سائیں پاک نے جونہی مجھے قریب دیکھا تو ہاتھ پھیلا دیئے اور فرمایا آجاؤ مل لو۔اور فرمایا انوار حسین کیا تمہیں وہ آیت کریمہ یاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے متعلق فرمایا ہے کہ انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب عرض کیا تو فرمایا پڑھیئے۔میں نے لحن کے ساتھ کھڑے ہو کر دست بستہ حضورؒ کے سامنے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ آپ نے سبحان اللہ پڑھا اور معاً فرمایا اب اس کا ترجمہ کیجئے۔ میں نے ترجمہ کیا۔جو اللہ کی راہ میں قتل

کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں ۔تو فرمایا اب اس کی تفسیر بیان کیجئے میں نے تفسیر شروع کی تو آپ بار بار اپنی برادری اور سادات کرام کی طرف دیکھتے جس سے مجھے آپ کے ہی تصرف سے یہ احساس ہوا کہ ان میں سے جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں ۔آپ ان کو سمجھانا چاہتے ہیں ۔ چنانچہ میں نے شیعہ کے رد میں کھُل کر بیان کرنا مناسب سمجھا جس پر آپ کبھی کبھی مسکرا دیتے ۔کم وبیش پندرہ منٹ بیان ہوا۔آپ کی طبع نازک بھی ملحوظ خاطر تھی جب میں بیٹھ گیا۔تو حضورؒ کے داماد سید محمد اقبال حسین شاہ صاحب نے حضورؒ کے فرزند ارجمند سید غلام دستگیرؒ شاہد صاحب جو کہ حضورؒ کے پاس ہی فرش پہ بیٹھے تھے ۔ اٹھایا اور بے ساختہ روتے ہوئے حضورؒ کے آگے کھڑے کئے تو حضورؒ نے نظر بھر کر انہیں دیکھتے ہوئے فرمایا یہ کون ہے۔ اس وقت سید اقبال حسین شاہ صاحب نے اپنے والہانہ جذبات پہ قابو پاتے ہوئے عرض کیا آپ کا بیٹا غلام دستگیر ہے تو حضورؒ نے متبسمانہ انداز سے فرمایا ماشاللہ اب تو جوان ہو گیا ہے ۔(حضور دس (10) سال کے بعد اپنے بیٹوں سے مل رہے تھے ۔) پھر سید اقبال حسین شاہ صاحب نے پھر رو کر عرض کیا حضورؒ یہ آپ کا بیٹا غلام محی الدین ہے ۔تو مسکرا کر فرمانے لگے میں پہلے سوچ رہا تھا۔ کہ میرے آگے یہ سوہنا سالڑ کا کون بیٹھا ہوا ہے ۔ پھر ہر دو (2) صاجزادگان والا شان سے یکے بعد دیگرے گود مبارک میں لے کر پیار فرماتے رہے اور بار بار دیدہ بوسی فرماتے رہے ۔اتنے میں فرمایا مجھے بخار ہو رہا ہے ۔ میں واپس اپنے ٹھکانے (ریڑ پاک) پہ جانا چاہتا ہوں ۔سیّد اقبال حسین شاہ صاحب نے عرض کیا حضور سائیں محمد عارف کو کھارے پہ چڑھانا ہے تو فرمایا یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں ۔جنہیں تم نے اپنا رکھا ہے وضو کرے اور کپڑے تبدیل کر لے ۔اللہ اللہ خیر سلّا اور بارات لے جاؤ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے ۔سائیں اسرار حسین گاڑی لائے اور ریڑ پاک پر تشریف لے گئے ۔

حضور سائیں سیّدی وسندی ومولائی حضرت فرد الافراد قلندر وقت سید غلام رسول شاہ صاحب گیلانی قادری قدس سرہ المعوی کی دنیا سے بے نیازی اور انداز زندگی کا کچھ عالم ہی نرالا

تھا انوکھا تھا۔لباس میں رہن سہن میں بودو باش میں جدت اور اچھوتا پن تھا چار پائی پہ بستر نہ بچھانے دیتے۔روئی سے کانوں کو بند کر کے اوپر پٹی باندھے رکھتے جس سے آپ کی پیشانی مبارک پر کھلا سفید نشان پڑ گیا تھا اور پوہ کی سردی میں بھی سر اقدس پر تولیہ میں برف لپیٹ کر رکھتے تھے۔اور اس تولیہ کی برف پگھل کر قطرات کی صورت میں آپ کے کندھوں اور جسم اقدس پر پڑتی رہتی تھی۔سینۂ اقدس پر سخت سردی میں بھی برف میں بھگویا ہوا موٹا کپڑا جیسے تولیہ بندھا ہوتا تھا۔جس طرح چھوٹے بچوں کے گلے میں ببّ باندھ دی جاتی ہے۔اور یہ سینہ بے کینہ کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے تھا۔اور طرفہ تماشہ کہ حضورؒ کے ہاتھوں اور پاؤں میں گرم دستانے اور گرم جرابیں ہوتیں۔یعنی آپ کا جسم اطہر وانور جامع الاضداد تھا۔یعنی آپ کی ذات ستودہ صفات میں سردی و گرمی جمال وجلال اور صفات متضادہ کا امتزاج تھا☆۔

پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ باتوں ہی باتوں میں میری زباں سے یہ شعر نکل گیا

بے فائدہ اس کا مرنا جس کو قضا نے مارا
مرنا اسی کا جانو جس کو ادا نے مارا

تو پھر کیا تھا آپ پر اس قدر درد و سوز و گداز کا غلبہ ہوا کہ مسلسل روئے جا رہے تھے۔ آپ کی آرام کرسی ایسے ہل رہی تھی جیسے ساری موجودات کانپ رہی ہو۔ایسی سسکیاں تھیں کہ بے حال ہوئے جا رہے تھے۔اسی عالم میں دُرویش مجھے لنگر خانہ میں لے آئے۔دوسرے دن پھر حضورؒ کا بلاوا آ گیا۔جب حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی آپ پر وہی کل گذشتہ کی کیفیت جاری و ساری ہوگئی۔فرمایا تو نے وہ کونسا شعر پڑھا تھا۔جب میں نے پھر پڑھا

بے فائدہ اس کا مرنا جس کو قضا نے مارا
مرنا اسی کا جانو جس کو ادا نے مارا

تو بس پھر وہی گریہ وزاری بیقراری اور آہیں اور سسکیاں۔اسی طرح تین روز تک مجھے بلا کر

وہی شعر سنتے اور سرُ دھنتے رہے سبحان اللہ کیا سراپا سوز و گداز اور عشق و مستی با کمال تھی۔

جب حضرت سائیں شیر محمد علیہ رحمتہ کا وصال ہوا تو آستانہ عالیہ کا سارا بوجھ دفعتاً آپ کے کندھوں پر آپڑا۔ لیکن آپ کی خلوت پسندی میں پھر بھی فرق نہ آیا۔ مگر جب قیام پاکستان کا وقت آیا تو خلوتوں کے اس شہنشاہ نے یکا یک میدان جلوت میں قدم رکھا۔ اور پاکستان کی معاونت کا علم سنبھالا۔ تمام عقیدت مندوں کو بلا کر حکم دیا۔ کہ اگر تم میرے اور میرے والد ماجد کے ساتھ منسلک ہو تو جس قدر ہو سکے پاکستان کی امداد کرو۔ چنانچہ ارادتمندوں نے پروانوں کی مانند بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔ پھر جب مہاجرین آئے تو آپ نے اپنا سارا اثاثہ راہِ حق میں دے دیا۔ جب اور کوئی چیز نہ رہی تو اپنے دو صاجزادگان کو بھی خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔ جنہیں مریدین نے بیش بہا ہدیہ دے کر واپس حاصل کیا آپ جب مہاجرین کو دیکھتے تو آپ پر عجیب رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور اُن کی حاجت روائی کے لیے ہر ایثار کرنے پر تل جاتے تھے۔ چونکہ فتحپور شریف اوکاڑہ ماڑی پتن روڈ پہ واقع ہے۔ ہندوستان سے پاکستان میں آنے والے مہاجرین کی گذرگاہ تھا آپ لٹے پٹے مہاجرین کا حال دیکھتے تو بے حد پریشان ہوتے روتے روتے بے حال ہو جاتے اور مقدور بھر ان کی مہمان نوازی فرماتے اور ان کی ضروریات پوری فرماتے یہاں تک کہ آپ نے گھر کی ہر ایک چیز زیورات کپڑے برتن انہیں دے دیئے لنگر پاک کی ہانڈی تک انہیں عطا فرمادی☆۔

قیامِ پاکستان کے دنوں میں ایک مہاجرہ عورت خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اپنی دکھ بھری کہانی کچھ اس طرح سنائی کہ سب کچھ ہندوؤں اور سکھوں نے چھین لیا۔ ایک بیٹا تھا اسے بھی شہید کر دیا۔ آپ اس کی بپتا سے اسقدر متاثر ہوئے کہ فرمایا ''بی بی! تمہارا بچہ تو آنے سے رہا۔ یہ میرا عارف حسین شاہ لے جاؤ''۔ وہ لیکر باہر نکلی تو دُرویشوں نے شور مچایا، یہ کیا ہو گیا۔ اُس عورت سے کہا جو کچھ لینا ہے لے لو۔ ہمارا پیر زادہ واپس کر دو۔ ہزار منت و سماجت سے وہ راضی ہوئی۔ اُسے منہ مانگی رقم دے کر دُرویشوں نے اپنے پیر و مرشد کا شہزادہ واپس لیا۔ آپ کی بے نیازی اور سخاوت کے چرچے سن کر اسوقت کے صدرِ مملکت ایوب خان کی بیوی اور بیٹی زیارت و

ملاقات کیلئے کھوہ پاک حاضر ہوئیں مگر آپ نے ان سے ملاقات کرنا گوارا نہ کیا۔ انہوں نے کہلا بھیجا پھر کسی روز اجازت ہو تو دوبارہ حاضر ہوں؟ فرمایا انہیں کہہ دو کہ ہمارے پاس اسقدر فارغ وقت نہیں کہ ایسے لوگوں سے منہ لگاتے پھریں اور دنیاداروں سے ملاقات کرنا اپنی توہین سمجھی۔

ایک دفعہ حضور نے کھوہ پاک شریف پر لنگر کی ایک بھینس فروخت فرمائی۔ اور خریدار سے طے شدہ قیمت وصول فرمالی خریدار اس بھینس کو لیے جا رہا تھا۔ کہ حضور کے داماد سید اقبال حسین شاہ صاحب نے لنگر کی بھینس کو پہچان کر خریدار سے اس کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا واپس چلو تو نے بھینس کو غائت درجہ کم قیمت پر خریدا ہے۔ چنانچہ خریدار کو بمع بھینس حضورؒ کی خدمت میں لا کر عرض پرداز ہوئے۔ حضورؒ بھینس کو نہایت سستے داموں بیچا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب بیچ دی تو بس بیچ دی اس لیے اس نے خریدی ہے کہ اُسے نفع ہو۔ جب سید اقبال حسین شاہ صاحب نے بھینس کو سستے داموں بیچنے کی تکرار کی تو حضورؒ نے جو رقم خریدار سے وصول فرمائی تھی اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا جا میں نے تجھے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محض خوشنودی کے لئے یہ بھینس بخش دی اسے لے جائیے اور یہ پیسے بھی

پھر سید اقبال حسین شاہ صاحب کو فرمایا۔ اب تو مہنگی گئی ہے۔

آپ دنیا سے نرالے سخی داتا تھے۔ جناب کا آستانہ عالیہ صدہا مساکین وغرباء کا ملجاء، ماویٰ تھا اور آپ ہی اُن کے خرچ واخراجات کے کفیل تھے۔ اور اکثر اس موقعہ کی تلاش میں رہا کرتے تھے کہ راہِ حق میں خرچ کیا جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ اوکاڑہ والی مسجد کے منتظمین نے آ کر عرض کی کہ قربانی کی کھالوں سے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جائے کیونکہ قربانی کے موقعہ پر لنگر پاک میں جس قدر کھالیں ہوتیں آپ مسجد ومدرسہ کو عنایت فرماتے تھے۔ جناب کی فیاضی موج میں آ گئی چنانچہ جناب نے ایک سو دس تولے سونا اور اپنے تمام گھوڑے جو آپ کے نہایت محبوب تھے معہ زین دستگار بنا کر جن کی نیلامی مالیت اٹھہتر ہزار (78000) روپے ہوئی عنایت فرمائے ہر وقت نہایت عجز وانکسار فرماتے۔ گویا مال وزر کو منظور خداوندی کرتے وقت صدیقین اور شہداء کا عجز و انکسار یاد آ جاتا۔ جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ اور وجد کی کیفیت سی طاری ہو جاتی بلکہ ہر وقت

جناب سوز و گداز۔ عشق و مستی محویت و استغراق، بے خودی و انہماک میں رہا کرتے۔ نیز جناب رسم و رواج کو ہرگز پسند نہ فرماتے۔ حتیٰ کہ لباس میں بھی جدت ہوا کرتی۔ جس کا کوئی ڈھنگ ہی نرالا تھا۔ جو آپ کی طبع لطیف کے مطابق ہوتا اور سادگی کو بے حد پسند فرماتے۔ یہی بات تھی کہ جناب کو پختہ مکانات سے سخت نفرت تھی تمام زندگی مبارک کچے مکانوں میں بسر فرمائی۔ بلکہ چھپروں کو شرف پسندیدگی عنایت فرمائے رکھا۔ باوجودیکہ سیاست سے جناب کا کوئی تعلق اور دلچسپی نہیں تھی۔ بلکہ سخت نفرت تھی۔ لیکن موجودہ لڑائی میں رضائے الٰہی کی خاطر حکومت پاکستان کی بے حد معاونت فرمائی۔ آپ نے تا عمر کسی سے کوئی چیز قطعاً طلب نہیں فرمائی۔ لیکن اس موقعہ پر صاحبزادگان والاشان کو حکم فرمایا کہ تمام مریدین کے پاس جا کر قومی دفاعی فنڈ طلب کریں۔ اور وہ دل کھول کر ہر صورت میں چندہ دیں ۔ چنانچہ ہزاروں بستر، گندم، ضروری سامان، خانہ داری جمع ہوا۔ جمع شدہ اشیاء کے علاوہ جناب نے اپنی طرف سے بھی ہزاروں روپوں کا مختلف سامان اور نقدی دفاعی فنڈ میں جمع فرمائی۔ جنگ کے حالات و واقعات نہایت دل چسپی سے سنتے اور سن کر اس قدر بے خود ہو جاتے کہ مستی کا عالم طاری ہو جاتا اور پاکستان کی فتح و نصرت و کامیابی و کامرانی کے لئے دُعائیں فرماتے اور تمام محاذوں کے واقعات بالعموم اور سیالکوٹ کے مجاہدین و شہدا کے واقعات بالخصوص دلچسپی سے سماع فرماتے۔ چنانچہ ساری زندگی مبارک خلوتوں میں ذات پاک سے سرگوشیاں فرمانے والے، اسرار عشق اور رموزِ توحید کے گوہر لٹانے والے، راہِ حق میں اپنا سارا گھر بار اور لختِ جگر صاحبزادے تک قربان کر دینے والے، تہی دامانِ قسمت کا دامن مراد بھر دینے والے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں حسن مطلق کا مشاہدہ فرمانے والے۔ سراپا میں حسن مطلق کا مشاہدہ فرمانے والے تھے۔

فتحپور شریف میں حضور کی سرپرستی میں مہتمم بالشان متعدد عرائس مبارکہ سائیں شیرن پاک انعقاد پذیر ہوتے رہے۔ جن میں حضرت سید فضل حسین شاہ صاحب فرزند ارجمند حضرت قطب الاقطاب بنفس نفیس تشریف لاتے رہے۔ سائیں فضلؒ پاک کی، سائیں شیرنؒ پاک کی

ذات ستودہ صفات سے بیعت تھی یعنی پیر بھی تھے اور مرید بھی تھے۔

خود برقِ تجلی تھے خود محوِ تماشہ تھے

خود رند تھے خود ساقی خود بادۂ و پیمانہ ☆

آپ نے ۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ بمطابق 9 جولائی 1966ء بروز ہفتہ گیارہ بجے شب وصال فرمایا اور دوسرے روز کھوہ پاک شریف میں تدفین ہوئی۔ آپ کا روضہ مبارک چھوٹی اینٹ اور سنگِ مرمر کا ایک نادرالوجود مرقع ہے۔

حوالہ جات:

(۱)۔ سیریز ''ارادت'' (عُرس پاک نمبر۔کھوہ پاک) مضمون پیر انوار حسین جلوآنوی صفحہ نمبر 2۔

(۲)۔ لمحاتِ کرم (سوانح حیات حضرت قبلۂ عالم منگانوی)، باب ۱۸، صفحہ ۵۴۰ (باہتمام قادریہ آرگنائزیشن دربار منگانی شریف، نومبر 2006ء)

(۳)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضرت قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۱۶، صفحہ ۹۷ (باہتمام قادریہ آرگنائزیشن دربار منگانی شریف، جون 2004ء)

(۴)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضرت قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۳۸، صفحہ ۱۸۷ (باہتمام قادریہ آرگنائزیشن دربار منگانی شریف، جون 2004ء)

(۵)۔ وصال با کمال (حالاتِ وصال حضرت شیر یزدانی فتحپوری)، صفحہ ۴۲، ۴۱، ۱۸، (مصنف حضرت خواجہ مولانا غلام محمد صاحب جلوآنوی)

(۶)۔ اسرار التوحید (ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی)، مجلس نمبر ۱۵۸، صفحہ ۲۶۴ (باہتمام انتظامیہ کمیٹی دربار جلوآنہ شریف)

(۷)۔ اسرار التوحید (ملفوظات حضرت پیر جلوآنوی)، مجلس نمبر ۱۲۸، صفحہ ۱۱۲ (باہتمام انتظامیہ کمیٹی دربار جلوآنہ شریف)

☆۔ جن واقعات کے سامنے سٹار (☆) کا نشان لگایا گیا ہے میں نے انہیں پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی کی قلمی یادداشتوں سے نقل کیا ہے۔

خطوط حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی

(مسند آرائے کھوہ پاک شریف)

(19)

منشی بوٹا رام و منشی وریام الدین کے نام

۱۴ مئی ۱۹۲۵ء

برادرم صاحب منشی بُوٹا رام و منشی وریام الدین سلمہ اللہ تعالے

بعد سلام مسنونہ خیر الانام مع خیریت طرفین کے واضح ہو کہ کارڈ آپ کا ملا۔ آگاہی خیریت سے تسکین خاطر ہوئی۔ خلاصہ احوال آنکہ آج یکم جیٹھ کو میرا دوا شروع ہے دوا کے دن سمیت آٹھ دن پرہیز کراتے ہیں۔ اُس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے یا تیسرے دن ضرور آجاؤں گا۔ تسلی فرماویں دوا کے دوران کوئی ایسی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

بخدمت جناب قبلہ ام تسلیمات و تسلیات بے نہایات قبول باد۔ اندرون ہزار ہزار دعوات بے نہایات۔ تمام درویشنیوں کو دعوات۔ دُرویش معرکہ کو السلام علیکم۔ از جانب دُرویش معرکہ بخدمت حضور فیض گنجور دست بستہ نیاز بے انداز قبول باد۔ از جانب جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم۔ حاضرین مجلس کو السلام علیکم، اندرون مائی صاحبہ و غلام فاطمہ و برخوردار سب کو بہت بہت دُعائیں۔

سید غلام رسول شاہ

از شہر اوڑس مورخہ یکم جیٹھ

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(20)

۲۰ مئی ۱۹۲۵ء

برادرم صاحب منشی بوٹا رام صاحب دام عنایتکم

بعد السلام علیکم و خیریت طرفین کے واضح ہو کہ رسید واپسی پڑتال والی پہنچی۔ اب اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اس دن میں بوجہ مسہل کے دستخط نہیں کر سکا۔ کیونکہ حکیم صاحب کی ممانعت تھی۔ نیز رسید پہنچنے پر ایک کارڈ بھیج دیا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ چیز مرسلہ پہنچ گئی ہے۔ اور مبلغ ۲ صد روپیہ بھی لکھا تھا۔ جس کا آج تک جواب نہیں ملا، میں انشاء اللہ اسی جمعہ کو واپس گھر آ جاؤں گا۔

سید غلام رسول شاہ

مورخہ ۷ جیٹھ

.... ☆☆☆ .... ☆☆☆ .... ☆☆☆ ....

(21)

۱۲- اکتوبر ۱۹۲۶ء

برادرم صاحب لالہ بوٹا رام و میاں وریام الدین!

بعد سلام مسنونہ کے واضح ہو کہ ہم بفضل خدا خیریت سے شہر اوڑس میں پہنچ گئے ہیں۔ قبل ازیں ایک کارڈ فتح پور بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ جناب قبلہ ام والد صاحب کی تشریف آوری کی خبر بھی تحریر فرماویں۔ نیز پہلے کارڈ میں لکھا تھا کہ نور محمد کو یہاں بھیج دیں۔ اب دوبارہ آپ کو تاکید کی جاتی ہے اُسے کارڈ پہنچتے ہی یہاں بھیج دیں۔ کیونکہ آدمیوں کی قلت ہے۔

پیر کے ٹھٹھے والے مرد و زن سب کو بہت بہت دعائیں۔ اندرون اہل پردہ وریام الدین دعوات، بخدمت پھوپھی صاحبہ سلام نیاز۔ سید اقبال حسین کو پیار

.... ☆☆☆ .... ☆☆☆ .... ☆☆☆ ....

(22)

میاں نور الصمد خان کے نام

۷۸۶

عزیز القدر و عزیز از جان میاں صاحب دعا باشد

بعد از دعا و خیریت طرفین کے واضح ہو کہ مرسلہ نامہ آپ کا ملا۔ احوال معلوم ہوا، عزیز غلام قطب الدین کو خداوند کریم کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ فی الحال ہم اسی جگہ ہیں۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک کے۔ اندرون آپ کے بہت بہت دعائیں۔ عزیز ان کو اکٹھا کرنے کا بہت ہی اچھا کیا ہے۔ ہماری طرف سے اُن کو و گھر میں دعائیں۔ پیر اقبال حسین شاہ سے السلام علیکم۔

زیادہ حد دعا

سید غلام رسول از فتح پور

۳۰-۵-۱۲

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(23)

پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کے نام

برخوردار، نور چشمی پیر خادم حسین شاہ صاحب طُول عمرہٗ

آپ کا راحت نامہ موصول ہوا، جسے پڑھ کر نہایت مسرور ہوا ہوں۔ اور آنکھوں و دِل پر لگا لگا کر لطف اٹھایا۔ آج تیسرا دن گزرے جا رہا ہے کہ بار ہا دُہرا دُہرا کر لطف اندوز ہوں۔ آپ نے لکھا ہے کہ تحریر طوالت اختیار کر گئی ہے بار خاطر نہ ہوں۔ لیکن یہ محض آپ کا خیال آپ تک ہے۔ بخدا میں تو اس کے متاثر و مسرور ہوں، یہاں تک کہ بار بار پڑھنے سے آپ کے زندہ دل کا اخلاص یوں اثر دارد کہ دل کی کیفیت کسی نئے رنگ میں ڈھل جاتی اور جواب دینے تک یاد نہ رہتا۔ حالانکہ آپ کی انتظار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی جواب لکھنے میں اتنے دن گزر ہی گئے۔ جب بھی آپ کی

طرف لکھنے کو چاہا۔ تو فوراً یہ حسرت اُبھر آتی کہ آپ کا راحت نامہ از سر نو مطالعہ کروں۔ چنانچہ مطالعہ کرنے سے دلی سرور جواب لکھنے سے التواپر مجبور کر دیتا۔ اگر کسی کو کوئی تحفہ اپنے دوست کے لائق مل جاتا ہے تو وہ اپنے دوست کو پہنچا دیتا ہے۔ (بنام آنکہ نامش حرزِ جان است) یعنی اُس کے نام سے جو جان کا تعویذ ہے۔ میں ایک تحفہ مناقب جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت عمر فاروق h کا آپ کی خدمت عالیہ میں ارسال کرتا ہوں۔

اندر ڈیوڑھی رُسول پر نیاز بے انداز

سید غلام رسول شاہ بقلم خود

..................☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆..................

(24)

(خط کی پشت پر کاتب مکتوب ھٰذا کا عریضہ)

بخدمت جناب سید خادم حسین شاہ صاحب

السلام علیکم! مزاج شریف۔ آج بتاریخ ۱۹ محرم الحرام مطابق ۱۴ ماہ جولائی بروز جمعرات بوقت اوّل پہر بموقع کیکراں کے سایہ میں جناب مرشدنا و مولانا صاحب تشریف رکھتے ہوئے کمترین کو فرمایا کہ قلم دوات لے آ۔ چنانچہ قلم دوات لیکر حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا کہ ہماری طرف سے پیر خادم حسین شاہ کو خط لکھ۔ اور آپ کی عظمت میں جو الفاظ فرمائے۔ بندہ نے لفظ بلفظ لکھ دیے بعدہٗ فرمایا۔ یہ خط جو پیر خادم حسین شاہ کی طرف سے آیا ہے۔ اِسے اُونچی آواز میں پڑھ کر سُنا۔ بندہ نے پڑھ کر سُنا دیا۔ جسکے اختتام پر فرمایا کہ جب تک تجھ کو اس کے پڑھنے سے منع نہ کیا جاوے تو نے پڑھتے رہنا ہوگا۔ حسب الامر بار بار پڑھ رہا ہوں اور آپ یکسوئی سے لطف اُٹھا رہے ہیں۔ سُنتے سُنتے ایک دفعہ اپنی زبان دُر فشاں سے فرمایا کہ "پیر خادم حسین شاہ پورے انسان ہیں"۔ واضح رہے کہ جناب تن تنہا نیچے کیکراں کے جلوہ افروز ہیں۔ اکیلا کمترین حاضر خدمت ہے۔ آپ کو اس سے زیادہ اور خوشی کیا ہوسکتی ہے کہ جناب حضورپُر نور نے آپ کو خیال سے نہ بھلایا کہ اتنے طول عرصہ گزرنے کے بعد بھی آپ کے خط کا جواب فرماتے ہوئے اور آپ کو مشرف فرمایا جس پر میرے

دل میں بھی یہ لہر اُبھر آئی کہ آپ کو یہ خوشخبری لکھوں۔ کہ آج پھر آپ کا مکفہ کلام سُن کر متاثر ہو رہے ہیں۔

تابعدار۔ کمترین خادم حضور

سید محمد۔ سکنہ چاہ پیر صاحب والہ

(25)

برخوردار، عزیز القدر، عزیز از جان سید خادم حسین شاہ صاحب دام اقبالہٗ

بعداز بصد شوق ملاقات کے واضح رائے عالیہ باد کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ۱۸ ماہ کا تک کو برخوردار سید محمد کوثر(۱) کی منگنی پر وہاں آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچ جاویں گے۔ ہم تقریبا پچیس ۲۵ یا تیس ۳۰ آدمی ہونگے۔ اطلاعاً قلمی ہے۔ فقط۔ زیادہ حد دُعا۔ از چاہ پیر موج دریا صاحب

سید غلام رسول

اندرون نیاز

آج مورخہ ۱۰ ماہِ کا تک

.... ☆☆☆ .... ☆☆☆ .... ☆☆☆ ....

(۱)۔ حضرت سائیں غلام رسول صاحب کے نواسے اور خلیفہ مجاز۔

سوالنامہ

(حضور پیر سید غلام رسول شاہ صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کی روشنی میں ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ چونکہ یہ مسائل عام فہم نہیں تھے پھر خیال آیا بجائے ہدایت کے لوگ اپنی کم ظرفی کے پیشِ نظر اُلٹا گمراہ نہ ہو جائیں۔ لہٰذا اِس کتاب کو ضائع کر دیا۔ آپ کے خدمت گار سید محمد کے پاس یہ سوالات والا کاغذ محفوظ رہا اور اُن سے حضور کے نواسے اور خلیفہ مجاز پیر سید محمد کوثر شاہ صاحب کو ملا۔ انہوں نے 7 دسمبر 2011ء کو ایک ملاقات پر اسکی نقل راقم الحروف کو مرحمت فرمائی جسے بطور یادگار یہاں درج کیا جا رہا ہے)

سوال نمبر 1 : جناب محبوب پاک فیض سبحانی میں فرماتے ہیں ''دوقدم چل واصل ہو جائیگا'' وہ دوقدم کونسے دوقدم ہیں جو کہ دوقدم چلنے سے انسان اللہ سے واصل ہوجاتا ہے؟ نحن اقرب والا جوفرمان ہے کہ میں انسان کی شہ رگ سے بھی نزدیک تر ہوں تو دوقدم چل کر کہاں جانا ہے۔

نحن اقرب کے معنی جو کہ متکلمین اولیاء اللہ نے اپنی کتب میں بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنی ہی سمجھ سے انسان جدا ہے اور اپنی ہی سمجھ سے واصل ہے۔ خدا کا پانا تو اپنی سمجھ کے متعلق ہوا یہاں دوقدم کا کیا معنی اور دوقدم کے متعلق آپ کا فرمان ہے وہ بھی عین قرآن ہے دوقدم بھی ضرور چلنے ہیں۔ اگر خدا کا پانا اپنی سمجھ کے متعلق ہے تو سمجھ کے دوقدم کون سے دوقدم ہیں۔ دو قدموں کی شرط تو لگ گئی۔ بغیر شرط کے مشروط حاصل نہیں ہوا کرتا۔

سوال نمبر 2 : ان اللّٰه علی کل شیءٍ قدیر۔ اللہ تعالیٰ کسطرح ہر شے پر قادر ہے؟

سوال نمبر 3: وحده لا شريك له۔ ذاتِ حق کس طرح واحد ہے اور کس طرح لاشریک ہے

سوال نمبر 4 : شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت اِن چاروں منزلوں کو اولیاء متکلمین نے کئی کئی مثالوں سے بیان کیا ہے لیکن نظروں میں تو مثال کی صورتیں جم جاتی ہیں۔ مثالی والی صورتوں کے سوا اور کوئی صورت نظر میں دکھائی نہیں دیتی۔ ان چاروں منزلوں کی حقیقت یعنی اِنکا ورود کیا ہے یعنی جب درویش ان چاروں منزلوں کو طے کرتا جائے تو اسے ہر منزل پر کیا حاصل ہوتا جاتا ہے۔

سوال نمبر 5 : کنت کنزاً مخفیاً۔ اولیاء اللہ نے مخفی کے معنی عالمِ مثال سے کئے ہیں جیسا کہ بیج میں درخت مخفی ہوتا ہے۔ یہ تو عالمِ مثال ہے اِسکی مثال آگئی عالم بمثال ہے۔ اس کی مثال کیا ہے یعنی عالمِ مثال کثافت ہے اور عالمِ بمثال لطافت ہے۔ لطافت سے لطافت کی مثال کیا ہے۔ مثال حقیقت کا پردہ ہے کیونکہ مثال کثافت سے ہوا کرتی ہے۔ حقیقت لطافت ہے

اور مثال کثافت ہے۔ کثافت لطافت کا پردہ ہوا کرتی ہے۔ مثال کی صورتیں ہی نظر کے سامنے رہ جاتی ہیں جیسا کہ دودھ اور دہی۔ مکھن اور روغن۔ یہ درویش کی چار منزلوں سے یعنی چار منزلوں کے ورود سے مثال ہے۔ اس مثال سے مبتدی کو پہلی منزل میں دودھ کسطرح ہونا چاہیے پھر دوسری منزل میں دہی کسطرح بننا چاہیے پھر مکھن اور خالص روغن کسطرح ہونا چاہیے۔ مخفی کے معنی منزل کے ہیں۔ ذات حق ظہور ہونے سے پیشتر کونسی منزل میں رہے ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ نے احدیّت کی دو منزلیں بیان کی ہیں کہ نورِ احدیّت واحدت اور واحدیت۔ جس طرح نور احدیت کی دو منزلیں ہیں اس طرح مخفی بھی نورِ احدیت کی ایک منزل ہے جس میں نورِ احدیت مخفی ہے وہ کونسی منزل ہے۔

سوال نمبر 6 : ذاتِ حق کے ننانوے (۹۹) نام ہیں جو کہ تین قسم کے ہیں جن کا ظہور دو جہان میں ہے یعنی دو جہان کا ظہور ان ننانوے (۹۹) ناموں سے ہے۔ اسمائے الٰہیہ ذاتی، صفاتی اور اثباتی یہ بھی تو اسمائے ہی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے مسمّہ کا کوئی علم نہیں ہوسکتا کہ ان اسمائے کا مسمّہ کون ہے۔ ذاتی نام یہ ہیں اسم ذات یعنی اسمِ اعظم یعنی اللہ، اللہ تعالیٰ، ذاتِ حق، حق سبحانہٗ، جل شانہٗ۔ ان اسما سے شانِ کبریائی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ایک معظم شان ہے۔ صفاتی نام یہ ہیں یعنی پیدا کرنے والا، مارنے والا، جلانے والا، پکڑنے والا، بخشنے والا، مالک دن قیامت کا۔ اثباتی نام یہ ہیں اسمِ ذات یعنی اللہ، وحدہٗ لاشریک، قادرِ مطلق، رازقِ مطلق، حافظِ مطلق، ناصرِ مطلق۔ یہ تو محض نام ہی نام ہیں۔ ان ناموں میں سے نام والا ثابت نہیں ہوتا کہ اتنے ناموں والا کون ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ مطلق کے معنی بغیر سبب کے ہیں یعنی آسمان کو کھڑا کر دیا بغیر سبب کے یعنی قادر ہے بغیر سبب کے۔ یعنی اس اسماء سے ثابت ہوا کہ سب کچھ امر کی تابع ہے۔ اسباب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ امر آمر سے ہوا کرتا ہے۔ ان اسماء سے یہ معلوم نہ ہوا کہ امر دینے والا کون ہے۔ ان اسماء کے واقعات پیش آنے سے ذاتِ حق سے عقیدہ تو ہو چکا کہ وہ ایک قدرت ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ قدرت بمعنی طاقت...... طاقت امر کے تابع میں ہوا کرتی ہے۔

امر آمر سے ہوا کرتا ہے۔ آمر کا تو کوئی پتہ ہی نہ چلا۔ امر دینے والے پر تو محض عقیدہ ہی عقیدہ ہوا کہ ایک امر دینے والا تو ضرور ہے لیکن نقطۂ نظر قادرِ مطلق پر ہرگز نہیں ہے کہ وہ نقطۂ نظر کیا ہے۔

اسمِ ذات...... اسم با مسمّٰی کا نام ہے...... جس اسم پر سوال آجایا کرے وہ اسمِ ذات نہیں ہوا کرتا۔ اسمِ ذات وہ اسمِ ذات ہے کہ جس پر ہرگز کوئی سوال تک نہیں آسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر کوئی سوال کرنے والا نہیں ہے یعنی وہ ایک اسم ہے جو با مسمّٰی ہے جو بے سوال ہے یعنی حقیقی محرک...... اولیائے کرام کی کتابوں میں ذات پاک محض ان چار ناموں کا استعمال ہے یعنی ذاتِ حق، حق تعالیٰ، حق سبحانہٗ، جل شانہٗ، ذات کے معنی حقیقت کے ہیں۔ حقیقت بمعنی اصلیت یعنی مغز یا نچوڑ یا خلاصہ حق کے معنی بے شک کے ہیں۔ تعالیٰ کے معنی بلند کے ہیں۔ سبحان بمعنی پاک بلند ہونا یا پاک ہونا۔ یہ تو اس کی الوہیت کا ثبوت ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں یومنون بالغیب ان سب اسمائے الٰہیہ میں تو غیب ہی غیب۔ کیا معلوم اس غیب میں حقیقی محرک کون ہے کہ جس کے ہاتھ میں تمام جہان کی چوٹیاں ہیں جیسا کہ پتلیاں اپنے آخر محرک کو اپنی حرکات سے ثابت کرا رہی ہیں کہ ایک محرک برحق ہے جیسا کہ جا بجا حق یا حق تعالیٰ کا لفظ استعمال ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان ناموں پر ہی عقیدہ ٹھہر چکا ہے اور آج تک کسی جگہ حقیقتِ ذات پر سوال پیدا نہیں ہوا کہ وہ حقیقتِ باری تعالیٰ کیا ہے۔ اولیاء اللہ نے روح اور دل کے متعلق جو دل لکھا ہے کہ روح اور دل ہی ذات ہے دل کہہ لو یا روح کہہ لو۔ روح کے حقیقی معنی اصلیت کے ہیں یعنی مغز یا نچوڑ یا خلاصہ کے ہیں۔ قلب کے معنی پھرنے کے ہیں جو کہ ایک سیکنڈ میں کئی دفعہ بدل جاتا ہے جیسا کہ محبوب پاک فیض سبحانی میں فرماتے ہیں کہ مومن کا دل گھڑی بھر میں ستر (۷۰) دفعہ بدلتا ہے۔ ہر اولیائے کرام نے اپنے تحقق کے متعلق یہی لکھا ہے کہ روح ہی ذات ہے اور دل ہی ذات ہے۔ حضرت مولانا روم صاحب فرماتے ہیں کہ گروہِ انبیاء و اولیاء نے حقیقتِ باری تعالیٰ میں کچھ نہیں فرمایا۔ اِس سے تو انبیائے و اولیائے کرام کا حقیقتِ باری تعالیٰ میں جو تحقق تھا وہ مشکوک ہو گیا۔ مولانا روم صاحب نے کیا انبیائے و اولیائے کرام کی کتب میں روح اور دل کے لفظ نہ

پڑھے ہونگے جوکہ مولانا صاحب نے انبیائے واولیائے کرام کے تحقق کی نفی کر دی۔

سوال نمبر 7 : اللہ پاک فرماتے ہیں کہ آج مجھ کو دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کل کو سرّ کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ کفار اور منافقین کی تو نورِ بصارت ہی نہیں۔ یہاں کیا دیکھتے ہیں یا یہاں کیا دیکھیں گے اور وہاں کیا دیکھیں گے۔ جبکہ کفار اور منافقین کا اُلوہیت پر یقین ہی نہیں تو انہوں نے کل یعنی قیامت کو ذات باری تعالیٰ کو کس طرح دیکھنا۔ ذاتِ حق کا فرمان بھی صحیح ہوگا اور ضرور اللہ تعالیٰ کو ہر ایک شخص سَر کی آنکھوں سے دیکھے گا جیسا کہ مذہب دہریہ کے نزدیک پیدا کرنے والا کوئی نہیں۔

سوال نمبر 8 : کامل کون ہے اور اکمل کون ہے یعنی کمالیت کیا ہے اور اکملیت کیا ہے؟

سوال نمبر 9 : ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا صورت اپنی پر۔ یہ ظاہری صورت تو ہے نہیں۔ وہ کونسی صورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی صورت ہے؟

سوال نمبر 10 : مومن شیطان پر اعوذ باللہ پڑھتا ہے عارف اللہ کے غیر پر۔ عارف کے نزدیک غیر اللہ کیا شے ہے؟

سوال نمبر 11 : جو کچھ قرآن میں مفصل ہے وہ صورت فاتحہ میں مجمل ہے۔ جو کچھ صورت فاتحہ میں مفصل ہے وہ بسم اللہ شریف میں مجمل ہے جو کہ بسم اللہ شریف میں مفصل ہے وہ ''ب'' میں مجمل ہے۔ جو کچھ ''ب'' میں مفصل ہے وہ نقطہ ''ب'' میں مجمل ہے۔ اِس کا ظاہری لفظوں میں تو نقطہ ''ب'' تک بیان ہو چکا۔ نقطہ باطن کیا نقطہ ہے؟

سوال نمبر 12 : پیر کامل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہی ظاہری جسمانی دوسری صورت باطنی جو پیر اور مرید کی ایک صورت ہو جاتی ہے۔ وہ کونسی صورت ہے؟

سوال نمبر 13 : کنت کنزاً مخفیاً فاحببت عن عرف اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے پہچان کرانے کی محبت ہوگئی کہ میں پہچانا جاؤں۔ کفار اور منافقین نے تو ذاتِ حق کو نہ پہچانا۔ اس سے تو ذاتِ حق کا منشا پورا نہ ہوا۔ اللہ اللہ اللہ

حضرت خواجہ میاں اللہ یار صاحب کملانہ

(جلالپور شریف)

آپکا شمار حضرت قطب عالم پیر محلوی کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے۔آپ کے مرید ہونے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ اُن دنوں چراغِ حق نما حضرت سید چراغ علی شاہ کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوتا تھا۔آپ بھی اپنے ایک ملازم میاں حاجی جھتہ کے ہمراہ میرک شریف کی رونق سے لطف اندوز ہونے کیلئے آئے۔یہاں اپنے ملازم میاں حاجی جھتہ کے پیرو مرشد حضرت قطب عالم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کی شخصیت کا ایسا اثر ہوا کہ دیکھنے سے ہی دل ہار گئے اور حضور سے بیعت کر لی۔وہیں کچھ دیر بعد حضرت قطب عالم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا ایک لوٹا پانی کا لاؤ۔ہم نے رفع حاجت کیلئے باہر جانا ہے۔تعمیلِ حکم کی حضور کے ساتھ پانی والا لوٹا لیکر چل پڑے۔راستے میں خیال آیا لوگوں کا جمِ غفیر ہے جو مجھے دیکھ رہے ہیں۔خاص کر دیکھنے والوں میں میرے علاقہ اور برادری کے لوگ بھی ہونگے۔نفس نے ہوا دی کہ تم اتنے بڑے زمیندار اور علاقہ کے نمبر دار ہو اور ملازموں کی طرح ان پیر صاحب کا لوٹا ساتھ لیکر چل رہے ہو۔دیکھنے والے دوست، احباب شرمندہ کریں گے۔میاں صاحب یہ کہانی دل میں سوچ رہے تھے کہ حضرت قطب عالم نے پیچھے مُڑ کر فرمایا "یہ لوٹا مجھے دے دو۔تم اتنے بڑے زمیندار اور نمبر دار ہو کر ایک فقیر کا لوٹا اٹھائے آرہے ہو۔دیکھنے والے دوست، احباب اور برادری کے لوگ خواہ مخواہ تمہیں شرمندہ کریں گے"۔تیر نشانے پر لگ چکا تھا۔آپ نے نفس کو ملامت کیا اور فوراً حضور کے قدموں پر گر کر معافی کے طلبگار ہوئے۔آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۳۱ھ بمطابق 1913ء کو حضرت قطب عالم کی بیعت سے مشرف ہوئے۔واپس گھر آئے تو ایک مکان میں علیحدگی اختیار کی اور جو وظائف و اورادِ شیخ کامل نے تلقین فرمائے تھے انہی میں اپنے آپ کو وقف کر دیا۔لذتِ ذکر اور محویت فکر کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی روز تک کھانا پینا بھی فراموش کر دیا۔شب بیداری اپنا شعار بنایا۔رات کو رسی سے پاؤں کے انگوٹھے باندھ کر چارپائی سے باندھ دیتے۔جب نیند کا غلبہ ہوتا تو کھینچ پڑنے سے بیدار ہو جاتے[1]۔

میرے قبلہ گاہی حضور قبلۂ عالم منگانوی فرمایا کرتے ''میاں اللہ یار صاحب کملانہ اس طرح ذکرِ اسمِ اعظم کرتے کہ اپنے حجرہ کا دروازہ اندر سے بند کر کے تالا لگا لیتے اور چابی اندھیرے میں پھینک دیتے تا کہ گھبراہٹ کے وقت نہ چابی ملے، نہ باہر نکل سکیں''[۲]۔

آپ نے عبادت و ریاضت اور محویّت و استغراق میں اسقدر جدو جہد کی کہ صرف اڑھائی سال میں آپ کی باطنی کیفیت بدل گئی اور شیخِ کامل کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیا۔ اسطرح تقریباً ۲۵ برس کی عمر میں آپ کو خرقۂ خلافت و اجازت عطا فرمایا گیا۔ سینکڑوں لوگ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ بعض کو اجازت و خلافت بھی فرمائی خلیفہ میاں مقبول حسین صاحب ڈب نے راقم الحروف کو بتایا جب میں پہلی مرتبہ حضور قبلۂ عالم منگانوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے جائے سکونت دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی ''ڈب کلاں''۔ آپ نے فرمایا تمہارے نزدیک ہی ''ایک چودھویں صدی کا ولی اللہ ہے'' اور حضرت میاں صاحب کا ذکرِ خیر فرمایا۔

آپ کی تصانیف میں رسالہ ''الہاماتِ الٰہیہ'' یادگار ہے۔ جو آپ کی باطنی کیفیات پر مشتمل ۹ تفصیلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ جو آپنے اپنے شیخِ کامل حضرت قطبِ عالم کی خدمت میں ارسال کیے[۳]۔ آپ نے ۲ رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ بمطابق 1941ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار موضع جلال پور کملانہ (تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ) میں مرجعِ خلائق ہے۔ ہر سال دیسی ماہ اسوج کی آٹھ، نو، دس کو آپ کا سالانہ عرس منایا جاتا ہے[۴]۔

حوالہ جات:

(۱)۔ فیوضِ یار (سوانح حیات حضرت خواجہ میاں اللہ یار صاحب) صفحہ ۹۳، ۹۱، ۹۰، ۸۹ (مصنف: میاں فیاض النصیر صاحب) اپریل 2006ء

(۲)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضرت قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۹، صفحہ ۲۷ (مصنف پیر محمد طاہر حسین صاحب) جون 2004ء

(۳)۔ الہاماتِ الٰہیہ (مکتوبات حضرت خواجہ میاں اللہ یار صاحب) اشاعتِ دوم 1967ء

(۴)۔ ☆ فیوضِ یار (سوانح حیات حضرت خواجہ میاں اللہ یار صاحب) صفحہ ۲۳۳ (مصنف میاں فیاض النصیر صاحب) اپریل 2006ء

☆ حضرت میاں صاحب کے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ نور محمد صاحب نے آپ کی تاریخ وصال اور عمر شریف مندرجہ ذیل لکھی ہے ''وفات خواجہ میاں اللہ یار صاحب کملانہ (جلال پور شریف) مورخہ 24 ستمبر 1941ء بروز بدھ، (جمعرات دفن شدہ) عمر 47 سال''۔ مملوکہ ریکارڈ میاں محمد عارف صاحب نبیرۂ اکبر حضرت میاں صاحب)

خطوط حضرت خواجہ میاں اللہ یار صاحب کملانہ

(مسند آرائے جلال پور شریف)

(26)

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد شاہ گیلانی کی خدمت میں

6 مارچ 1931ء

۷۸۶

نحمدہٗ ونصلی

بخدمت والا شان، جمیل المناقب، عمیم الاحسان، تکیہ وتولائے دو جہان حضرت سائیں پاک دام ظلکم السلام علیکم ورحمتہ وادائے ادب ونیاز بے انداز غلامانہ وشوق قدم بوسی کے واضح رائے عالی انور باد

قبلۂ عالم! بندہ کے گھر بہت تکلیف رہی ہے۔ بخار وسُبڑا کا اس طرف بڑا زور ہے۔ میری برادری میں تین چار قریبی قضیہ ہوگئے ہیں۔ جس وجہ سے بندہ حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہو رہا ہے۔ براہِ کرم بخشی دُعا خیر سے یاد فرماویں کہ اللہ تعالیٰ جلد تر حضور کی قدم بوسی نصیب فرماوے اور ساتھ ہی واپسی مطلع فرمادیں کہ جناب والا کہیں باہر تو تشریف عنقریب لیجانے والے نہیں؟ اگر ارادہ مبارک کہیں قدم رنجہ فرمانے کا ہے تو بندہ اُس تاریخ سے پہلے حاضر ہونے کی کوشش کر دیکھے نیز براہِ خدا مجھے اپنے غلاموں کے زمرہ میں شمار فرمایا کریں۔ انشاء اللہ نیاز مند کو تو وہی جناب قطب زمان کی صورت نظر آتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جناب کو سلامت با کرامت تا قیامت فرماوے اور ہم بیکسوں کو حضور کا سایہ مبارک نصیب رہے۔ آمین ثم آمین

بخدمت والا شان جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ہزار ہا نیاز دست بستہ قبول باد۔ از جانب بندہ وبندہ کے اہل خانہ حضور کی خدمت ودر دولت پر کروڑ ہا نیاز دست بستہ قبول باد۔ جملہ دُرویش معرکہ کی طرف سے بے انداز نیاز قبول باد۔

فقط مورخہ ۱۵۔ ماہِ شوال

خاکسار۔ اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

مولوی غلام محمد صاحب ومیاں سلطان وبوٹا رام وجملہ دُرویش معرکہ وحاضرین دربار معلیٰ را السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اگر موجود ہوں تو سید سردار علی شاہ کی خدمت میں نیاز ومیاں صاحب میاں نور الصمد خان کو السلام علیکم ورحمتہ اللہ واضح باد۔

طالب دُعا اللہ یار

..................☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆..................

(27)

بحضور والا شان، تکیہ وتولائے دو جہان جناب حضرت سائیں پاک سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

بعد نیاز بے انداز دست بستہ غلامانہ التماس آنکہ۔ قبلۂ عالم! مدت سے حضور اقدس میں حاضری کیلئے تیار ہو رہا ہوں۔ مگر شومئی قسمت کوئی نہ کوئی وجہ رُکاوٹ کی درپیش آجاتی ہے۔ ایسی حکمت بنی کہ ماتم پرسی کیلئے بخدمت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب وبخدمت آنوالا شان بھی اب تک نہ پہنچ سکا۔ اب عرس شریف سے پہلے حاضر خدمت ہونے کا مصمم ارادہ ہے۔ مگر میرے گھر میں تکلیف ہے۔ اللہ پاک رحم فرماوے۔ حضور انور دُعا فرماویں تاکہ بندہ فوراً حاضر خدمت ہوکر اظہار افسوس کرے۔ اور دُعا خیر جناب سے حاصل کر کے نجات دارین پائے۔ بندہ جناب کا ایک ادنیٰ سا تابعدار ہے۔ جوڑے بردار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت تاقیامت فرماوے اور جناب کی رضامندی نصیب رہے۔ آمین

درِدولت پر ہزاراں ہزار نیاز دست بستہ قبول باد۔ از جانب بندہ کے اہل خانہ کروڑ ہا نیاز دست بستہ قبول باد۔ حاضرین دربار معلیٰ خصوصاً مولوی غلام محمد صاحب ومیاں سلطان وبوٹا رام و سید سردار علی شاہ السلام علیکم۔

فقط مورخہ ۳۱۔۱۰۔۲۳

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

بخدمت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب نیاز دست بستہ قبول باد۔ حضور کب پیر محل تشریف لاویں گے؟

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(28)

حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی کی خدمت میں

بحضور والا شان قبلہ ام جناب حضرت سائیں پاک صاحبزادہ صاحب دام اقبالہٗ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ بعد خیریت مزاج شریف آنکہ۔ میں عرصہ اڑھائی ماہ سے بیمار ہوں میری پشت پر پھوڑا نکلا۔ ساتھ ایک سو دو درجہ کا بخار رہا۔ ساتھ ہی درد واء نے بازوؤں کو گھیر لیا۔ آپریشن ویسے حکیم سے کرایا۔ اب یکم ستمبر کو شہر ڈھل باغ میں پاس غلام محمد حکیم دیسی کے واسطے علاج معالجہ بمعہ قبائل آیا ہوا ہوں۔ اب رو بہ صحت تو ہوں۔ آپ حضور براہِ نوازش دُعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ شفا کلی عطا فرماوے۔ اللہ تعالیٰ حضور لامع النور کو سلامت باکرامت تا قیامت فرماوے۔ آمین۔

براہِ نوازش جس وقت دربار شریف پر تشریف لے جاویں۔ ضرور بندہ کے واسطے دست مبارک دُعا کے اُٹھاویں۔ جس طرف سے امداد کی اُمید ہوتی ہے۔ اُسی طرف منہ کر کے فریاد کی جاتی ہے۔ درِ دولت پر دست بستہ نیاز۔ حاضرین دربار معلے را السلام علیکم۔

فقط مورخہ ۲۰-۹-۳۳

خاکسار اللہ یار کملانہ سکنہ جلال پور حال وارد ڈھل باغ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع جھنگ

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(29)

۷۸۶

نحمدہ' ونصلی

قبلہ ام جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دام اقبالہ'

السلام علیکم و نیاز دست بستہ التماس آنکہ۔ بندہ کی حاضری تو بوجہ وفات عزیز کے مشکل تھی۔اس لیے حاضر خدمت اوکاڑہ برائے مزاج پرسی حضور نہ ہو سکا۔ براہِ نوازش اپنے مزاج مبارک سے بندہ کو آگاہ فرماویں مہربانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جناب کو سلامت رکھے۔ نیز افواہاً سُنا گیا کہ بوجہ محرم شریف عرس مبارک کی تاریخ تبدیل کر دی گئی ہے۔ براہِ نوازش اُس تاریخ سے بھی مطلع فرماویں۔ حاضرین دربار معلے را السلام علیکم

فقط مورخہ ۱۱-۳-۳۷

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

جناب من بملاحظہ عریضہ ھذا اگر کسی غلام کو حکم فرما کر جواب تحریر فرماویں۔ تب شاید جواب پہنچ سکے

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(30)

۷۸۶

۲۱ مئی ۱۹۳۷ء

نحمدہ' ونصلی علے رسولہ الکریم

بعالیخدمت والاشان جناب حضرت سائیں پاک دام اقبالہ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'

بعد خیریت مزاج شریف و نیاز و دست بستہ غلامانہ التماس آنکہ۔ حضور کے غریب غلام احمد نواز کا عرس مورخہ ۱۵، ۱۶ ماہ جیٹھ کی سنگرانہ مطابق ۲۸، ۲۹ مئی ماہ حال مقرر ہے۔ براہِ کرم بخشی

تشریف آوری وشمولیت سے اعزاز بخشیں ۔عین بندہ پروری ہوگی ۔یہ سب کچھ حضور کا ہی ہے ۔اللہ کریم آنوالا شان کو سلامت با کرامت رکھے ۔آمین ۔درِدولت پر نیاز دست بستہ قبول باد۔ سب حاضرین دربار معلے کو السلام علیکم۔

فقط الراقم

خاکسار اللہ یار کملانہ سکنہ جلال پور بقلم خود

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(31)

۷۸۶

نحمدہ' ونصلی

پیر دستگیر روشن ضمیر ،بحضور والا شان ،قبلہ وکعبہ ،تکیہ وتولائے دوجہان۔

جناب حضرت سائیں پاک صاحبزادہ صاحب دام اقبالہ'

السلام علیکم ورحمتہ اللہ !بعد ادائے آداب مُریدانہ ودودست بستہ غلامانہ کے واضح رائے عالی شریف باد۔خیریت مزاج اقدس مدام مطلوب ۔معروض آنکہ ،بندہ خاکسار کو کئی دن دربار شریف سندیلیانوالی مبارک پر بمعہ قبائل رہنا پڑتا ہے ۔ براہِ مہربانی اپنے مکان کی چابیاں اگر عنایت فرماویں تو ایک آدمی جواب باثواب آنے پر حضور والا کی خدمت میں بھیج کر منگوالوں ۔عین بندہ پروری ہوگی ۔جناب والا قبلۂ عالم کے بعد پہلا ہی عرض ہے۔اُمید ہے منظور فرما کر کرم بخشی فرماویں گے ۔سابقہ غلام ہوں ۔اُمید نیاز مندانہ پر عرض خدمت ہے۔اللہ تعالیٰ جناب کو سلامت با کرامت تا قیامت فرماوے ۔آمین ثم آمین ۔فقط

مورخہ ۳۹۔۱۰۔۶

خاکسار اللہ یار کملانہ سکنہ جلال پور بقلم خود

بخدمت جناب والاشان حضرت پیر اقبال حسین شاہ صاحب بعد السلام علیکم و نیاز دست بستہ قبول باد

(32)

(نوٹ) لفافہ کی دوسری جانب بطور یاددہانی دوبارہ تحریر

بھائی منشی بوٹارام!

بعد السلام علیکم کے واضح ہو کہ عریضہ کی یاددہانی کرا کے منظوری حضور سے لیکر واپسی جواب تحریر فرماویں۔ زیادہ دُعا

بندہ اللہ یار کملانہ

.............☆☆☆.............☆☆☆.............☆☆☆.............

(33)

منشی بوٹارام کے نام

بخدمت مکرم والاشان جناب برادرم صاحب بُوٹارام سلامت باشد

السلام علیکم ! بعد شوق ملاقات کے واضح رائے عالی باد۔ بندہ بفضل پروردگار بخریت، و خیریت مزاج مبارک مطلوب۔ احوال آنکہ آج نوازش نامہ، فیض شمامہ جناب فیض مآب حضرت سائیں شیر محمد شاہ صاحب شرف صدور لایا۔ اور کُلہم حالات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ حالات شفایابی جناب کی سُن کر دل بہت خوش ہوا۔ اللہ پاک آنحضور وسب خادمان کو سلامت باکرامت فرماوے۔ اللّٰھم آمین ثم آمین۔ اور آپ کو بھی اللہ پاک جل شانہٗ اپنے خاص بندوں کے زمرہ میں داخل فرماوے۔ اللّٰھم آمین ثم آمین۔ بخدمت جناب حضرت صاحب نیاز دست بستہ قبول باد۔ بخدمت سائیں غلام رسول شاہ صاحب ودیگر دُرویش معرکہ کو السلام وعلیکم قبول باد۔

۲۰۔۰۱۔۱۶

اللہ یار کملانہ بقلم خود از جلال پور کملانہ

.............☆☆☆.............☆☆☆.............☆☆☆.............

(34)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف میرے پیارے بھائی بوٹارام سلمہ ربہ'

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'۔ بندہ بہر گونہ بخیریت وخیریت مزاج آں مہربان مطلوب عرض آنکہ، نوازش نامہ، فیض شامہ آنحضور شرف صدور لایا۔ اور کُلھم حالات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ کوٹ گھگری دار میاں حاجی محمد تیار کر سکتا ہے۔ وہ کوٹ بھی فراآق کی قسم کا ہوتا ہے۔ صرف اُس پر کمر کی جگہ چون کی جاتی ہے۔ آپ پیمائش وغیرہ تحریر کر کے کپڑا ارسال فرماویں۔

بخدمت شریف والاشان قبلہ وکعبہ حضرت پیر سائیں شیر محمد شاہ صاحب کی خدمت میں نیاز دست بستہ قبول باد۔ بخدمت شریف جناب حضرت صاحبزادہ صاحب سائیں غلام رسول شاہ کی خدمت میں نیاز دست بستہ قبول باد۔ باقی تمام دُرویش معرکہ کو درجہ بدرجہ السلام وعلیکم قبول باد۔ نیز واپسی مطلع فرماویں کہ میاں غلام محمد منشی اسی جگہ ہیں یا نہیں۔

اللہ یار از جلال پور کملانہ بقلم خود

..........☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆..........

(35)

25 مارچ 1931ء

عزیزم بوٹارام سلمہ ربہ'

السلام علیکم۔ بعد خیریت طرفین آنکہ۔ میں آپ پر ذرہ بھر بھی ناراض نہیں۔ بلکہ از حد راضی ہوں۔ تسلی فرماویں، آپ جیسے مخلص دُرویش پر میں کس طرح ناراض ہو سکتا ہوں۔ جبکہ میں اس دربار معلے کے غلاموں کا بھی آپکو غلام تصور کرتا ہوں۔ یقیناً میں آپ پر راضی ہوں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر راضی رہے۔ آمین۔ جملہ دُرویش معرکہ جو کہ حاضرین دربار معلے را السلام علیکم۔ مولوی غلام محمد صاحب کو السلام علیکم۔

فقط

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

(36)

بخدمت شریف ملک بوٹا رام صاحب سلمہ اللہ تعالٰے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ بعد خیریت طرفین آنکہ۔ الحمد للہ کہ صاحبزادہ صاحب نے یاد فرما کر عرس مبارک کی حاضری کیلئے بلایا۔ اُمید بھی اِسی طرح تھی جو ظہور میں آئی۔ اللہ تعالٰے حضور کو سلامت رکھے۔ آمین۔ اگر نیک قسمتی ہے تو انشاء اللہ تعالٰے بشرط صحت و تندرستی مقرر تاریخ سے پہلے یا عین موقع پر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آپ دعا فرماویں۔ نیز جو فیصلہ عرس مبارک جناب قبلہ ام صاحب پر پیر محل شریف کیا تھا کہ دارا بلوچ کو بلایا جاوے۔ وہ آ کر فیصلہ جو کر جاوے گا۔ فریقین کو منظور ہو گا۔ پہلے ایک دُرویش اُس طرف کا آیا تھا۔ اُس کو زبانی پیغام دارا کی طرف دیا۔ مگر اب تک دارا نہ آیا۔ اب ایک کارڈ بذریعہ ڈاک دارا کی طرف تحریر کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ضرور ایک دن کیلئے میرے پاس آجاؤ۔ آپ بھی بملاحظہ عریضہ ھذا ایک آدمی دارا کی طرف بھیج دیویں کہ ضرور آجاوے اور کام معلومہ کا فیصلہ کر جاوے۔ تاکیدی عرض ہے۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب ہزاراں ہزار نیاز پُرسانِ حال را السلام علیکم۔ فقط

مورخہ 9-3-33

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

صرف ایک دارا ہی آجاوے۔ باقی کسی کے ہمراہ ہو کر آنے کی اور خرچ کرایہ صَرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ دارا فیصلہ کنندہ ہے۔ جو کر جاوے گا۔ سب کو منظور ہو گا۔ والسلام

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(37)

۷۸۶

16 مارچ 1936ء

نحمدہٗ ونصلی

عزیز القدر، راحت جان سلمہٗ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ بعد دعوات آنکہ اس دفعہ جناب قبلۂ عالم کے در دولت پر بر موقع عرس مبارک حاضر ہونے کا مصمم ارادہ ہے۔ امید قوی ہے کہ اگر سفر خرچ کی رکاوٹ نے مجبور و معذور نہ کیا تو ۶، ۷ چیت کو حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ مجبوری اس لیے عرض کی ہے کہ اس دفعہ بر موقع عرس شریف تو کام معلومہ کی نسبت بتلایا بھی نہ جاوے۔ دو ماہ کے اندر انشاء اللہ تعالےٰ تعمیل حکم آں قبلۂ عالم کی جائے گی۔ یہ میری تنگ دستی کی لب پہ حالت ہے کہ تحریر میں تو آ نہیں سکتی بوقت ملاقات انشاء اللہ عرض کی جائے گی۔ ۶ چیت کو اگر چار، پانچ سواریان اسٹیشن منڈی تاندلیانوالی پر موجود ہوں تو عین نوازش ہے۔ مجھے سفر خرچ کی تنگی پیشِ نظر ہے۔ اگر اس کے ملنے میں کچھ اور وقت بھی لگ جاوے تو بہتر ہے کہ ۷ چیت کو بھی اس خادم کی انتظار کی جاوے۔ دعا فرماویں کہ حاضرِ حضور ہو جاؤں۔ براہِ نوازش یہ عریضہ فقط یہ نظر عام مشتہر نہ فرماویں۔ یہ راز آپ کے اور میرے درمیان رہ جاوے۔ جناب قبلہ سائیں صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں نیاز دست بستہ و پرسانِ حال کو السلام علیکم۔

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور

ایک اونٹ برائے اسباب بسترہ و ٹرنک وغیرہ بھی ہمراہ سواریان ارسال فرماویں تو بڑی نوازش ہے۔ یہ میرا عریضہ بس آپ ہی ملاحظہ فرماویں۔ سوائے میرے آنے اور نہ دیکھنے پائے تاکیدی عرض ہے۔ مجھ پر ایک ہزار چونتیس روپے کا دعویٰ ایک بندہ نے کیا ہوا ہے۔ جسکی ایک تاریخ 15.3.1936 بھگت چکی ہے۔ پھر 28.3.1936 تاریخ پیشی جھنگ صدر مقرر ہوئی دعا فرماویں۔ والسلام

(38)

شیخ عبدالحق دُرویش کے نام

محبِ دلنواز، راسخ الاعتقاد شیخ عبدالحق سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ بعد دعوات وتسلیمات۔ کارڈ ھذا کے دیکھتے ہی فوراً میرے پاس جلال پور آجاؤ۔ توقف ہرگز نہ ہو۔ آپ کا آنا ایک دفعہ اشد ضروری ہے۔ پھر جس وقت چاہو گے اجازت دے دی جاوے گی۔ پہلے بھی آپ کے ساتھ یہی طریقہ ہے۔ اُمید ہے یاد ہوگا۔ آپ کا جلدی آنا آپ پر فرض ہے۔ خط ملنے کے بعد ایک دن تیاری کے لیے آپ کو معاف ہوگا۔ اس سے زیادہ دیر بے فرمانی میں داخل ہوگی۔ اس سے زیادہ کیا تاکید تحریر کی جاوے۔ بہت جلدی آویں سخت تاکید ہے۔ عزیزم بوٹا رام صاحب وسب معرکہ دُرویشاں کو السلام علیکم۔ دربار شریف پر نیاز بے انداز۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت دست بستہ نیاز قبول باد۔ فقط

مورخہ 3-5-1936

خادم الفقراء اللہ یار کملانہ از جلال پور بقلم خود

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب بخاری

(سعد اللہ پور شریف)

آپ کا شمار حضرت قطب عالم پیر محلوی کے معروف خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سید حسین شاہ تھا جن کا تعلق ساداتِ بخاری سے تھا۔ آپ ۱۳۰۵ھ میں بمقام ڈبلی ریاست بیکانیر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والدِ ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ لیکن والدہ کی شفقت ومحبت نے والد کی جدائی کا احساس نہ ہونے دیا۔ ایک مرتبہ کسی برہمن سائل نے دروازے پر سوال کیا۔ آپ خیرات لیکر دروازہ پر آئے تو سائل کی نگاہ آپ کے ہاتھ پر پڑی تو متعجب ہوکر کہا اپنے گھر سے کسی بڑے آدمی کو بلاؤ۔ گھر میں اسوقت سوائے والدہ محترمہ کے اور کوئی نہ تھا۔ وہی پردہ کے

پیچھے تشریف لائیں۔سائل نے کہا'' تمہارا بیٹا ولی اللہ ہو گا۔اسکی عمر تریسٹھ سال ہو گی اور اسے ولایت کا درجہ سندھیلیانوالی شریف سے ملے گا۔آپ پر لازم ہے اس بچہ کا ہمیشہ خیال رکھنا''۔کچھ عرصہ بعد آپ ترک سکونت کر کے پہلے بمقام غازی خنانہ نزد ہیڈ پلہ ماڑی تحصیل حاصل پور اور پھر وہاں سے سعد اللہ پور تحصیل وضلع ساہیوال منتقل ہو گئے۔یہاں پر ایک شخص میاں عبدالعزیز سے آپ کا تعارف ہوا جو آہستہ آہستہ دوستی میں بدل گیا۔ایک روز اُس نے آپ کو مشورہ دیا کیا آپ سندھیلیانوالی شریف حاضر ہو کر حضرت قطبِ عالم سید قطب علی شاہ بخاری سے بیعت کر لیں۔ میاں عبدالعزیز کے ایماء پر آپ نے ایک روز تیاری کی اور سندھیلیانوالی شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کو چار گھوڑ سوار ملے جو حضرت قطبِ عالم کے رشتہ داروں میں سے تھے۔جب انہیں پتہ چلا کہ آپ سندھیلیانوالی شریف بیعت کیلئے جا رہے ہیں تو انہوں نے آپ کو حضرت قطبِ عالم سے بیعت نہ کرنے کیلئے گمراہ کرنا چاہا اور کہا تم وہاں نہ جاؤ ہمارے ساتھ آؤ۔ہمارے والد صاحب بھی بڑے بزرگ آدمی ہیں۔ہم تمہیں ان کا بیعت کراتے ہیں۔مگر آپنے اُن کی ایک نہ سُنی اور معذرت کر لی۔جب آپ حضرت قطبِ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے دیکھتے ہی فرمایا''تم اُن گھوڑ سواروں کے ساتھ نہیں گئے اور وہاں بیعت نہیں کی''۔یہ الفاظ سُننے سے آپ کو بڑی تسکین ملی کہ الحمد للہ میرے شیخ کامل اہلِ نظر بھی ہیں۔آپ پورے آٹھ دن دربار شریف پر رہے اور جمعۃ المبارک کے روز حضرت قطبِ عالم نے آپ کو بیعت فرما کر اجازت دی اور فرمایا'' گھر جا کر کچھ عرصہ چلہ کشی اختیار کرو''۔آپ واپس گھر آئے تو اپنی دنیا ہی بدل چکی تھی۔بحکمِ شیخ آپ نے پانچ ماہ چلہ کشی میں گزارے۔بعدازاں ساتھیوں کے ہمراہ سندھیلیانوالی شریف حاضر ہوئے تو حضرت قطبِ عالم نے کچھ عرصہ کیلئے دربار شریف پر ہی چلہ کشی کا حکم فرمایا اور آپ کے ساتھیوں کو گھر جانے کی اجازت فرمائی۔دربار شریف پر چلہ کشی کا دورانیہ اختتام پذیر ہوا تو آپکے قلب ونظر کی صفائی دیکھتے ہوئے حضرت قطبِ عالم نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔آپ پر ابتدائی تقریباً دو سال محویت کا عالم بھی رہا۔بعدازاں ساری زندگی ایک سالک بزرگ کی مانند مخلوقِ خدا کو

درسِ ہدایت دیتے ہوئے گزری۔لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ سے فیض یاب ہوئی ۔پنجابی زبان میں بعض اوقات شعر بھی فرمایا کرتے تھے۔حضرت قطبِ عالم کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

پہلا خلیفہ شیرنؒ ماہی ہے — دوجا اللہ یار ہمراہی ہے

تیسرا فاضل مرد خدائی ہے — چوتھا سخی محمد گدائی ہے

جس لاج قطبؒ گل پائی ہے

آخری وقت میں آپ زیادہ تر گوشہ نشین رہے۔ایامِ علالت میں ایک روز آپ پر کچھ دیر غشی کا عالم طاری ہوا۔جب ہوش میں آئے تو خلیفہ پیر مراد علیشاہ صاحبنیکو کارہ نے عرض کی حضور پر کچھ دیر غشی طاری رہی۔فرمایا ''غشی نہیں تھی بلکہ میرے ہادی رہنما حضرت قطبِ عالم مجھے لینے کیلئے تشریف لائے تھے لیکن میں نے عرض کی حضور میں تو تیار ہوں مگر لوگ کہیں گے آج بدھ ہے۔جس پر حضرت قطبِ عالم نے فرمایا ٹھیک ہے میں دوبارہ پیر کو تمہیں لینے آؤں گا''۔لہٰذا آئندہ پیر کو بوقت صبح صادق ۵،ماہ شوال ۱۳۶۸ھ کو آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے ۔آپ کا روضہ مبارک سعد اللہ پور شریف (ساہیوال) میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

(نوٹ): مندرجہ بالا تمام حالات کتاب ''تذکرۃ الاصفیاء'' از پیر غلام مرتضٰے شاہ صاحب نیکوکارہ سے لیے گئے ہیں۔

خط حضرت پیر سید سخی محمد شاہ صاحبقادری

(مسند آرائے سعد اللہ پور شریف)

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد شاہ گیلانی کی خدمت میں

(39)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور، فیض گنجور، عالی درجات، ذات جامع الکمالات، حضرت رہنمائے سالکان و پیشوائے عارفاں، پیر دستگیر روشن ضمیر، دائما برسرِ معتقداں سائیں شیر محمد صاحب دامت برکاتہم

بصد نیاز بے انداز غلامانہ وعبودیتِ معتقدانہ کے گزارش ہے کہ کمترین کو ہر وقت ذوق وشوق حقیقی وکفش برداری لیل ونہاری تیرے خادم خادمان کی غلامی عمر تمامی رہے۔نصیب مدامی غلامان کی غلامی کا فخر رہتا ہے اور نصیب رہے۔ اپنے زیر سایہ رکھیں کیونکہ جناب عالی آپ عاشقِ خدا، محبوبِ کبریا ہیں۔

عاشقان خدا، خدانہ باشند لیکن از خدا، جدانہ باشند

غریب نوازا۔آپ کی ذات مبارک قدیم سے کریم ہے اور آپ بھی کریم ہیں۔ برائے عنداللہ وعندرسول وبصدقہ عاشقانِ خدا کے اس ناچیز کے واسطے دُعا خیر فرماویں کہ خداوند کریم آپ کی محبت میں ثابت قدم رکھے اور بندہ کا احوال آپ پر اظہر من الشمس ہے۔عیاں کو بیاں کی ضرورت نہیں۔اور بندہ کو حضور فیض ظہور سے توجہ کمال بھی ہے۔شب وروز توئی اُمید میری لاریب ہے۔ مسکینوں یتیموں کا خصمانہ ہر مصیبت سے چھڑانہ حضور انور کا کام مدام ہے۔بغیر آپ کے آسرا کے دیگر کوئی آسرا نظر ہی نہیں آتا ہے۔ ہر وقت نگہبانی، نگہبانی، نگہبانی، فرماویں۔فقط۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت اقدس میں ہزاراں ہزار نیاز بے انداز قبول باد وعصمت سرائے ہزار ہا نیاز بے انداز قبول باد۔اور بوٹا رام جی صاحب کو دست بستہ بندگیات قبول باد۔ پیر احمد شاہ صاحب مختار کار لنگر واحمد الدین حجام وفتح الدین خدمت گزار خاص حضور انور ظہور۔ دیگر جملہ دُرویش معرکہ حاضر حضور دربارِ معلے مجلس کی خدمت عظمت میں کروڑ ہا السلام علیکم ونیاز بے انداز قبول باد۔حضور کا تابعدار، تراب الاقدام سخی محمد سگ دربار غلامانِ غلام۔مرکوز غریب خانہ جناب کے غلاموں کا غلامانہ سعد اللہ پور۔

تحصیل وضلع منٹگمری   مورخہ 3 اکتوبر 1927ء

حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری قادری

(دہڑشریف)

آپ کا شمار حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے۔آپ بخاری سادات کے چشم و چراغ اور شجرہ نسب کے لحاظ سے امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ کی اڑتیسویں (۳۸) پشت کے بزرگ تھے (۱)۔آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ بمطابق 1886ء (۲) کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں ''بارہ چک کڑکنی'' میں ہوئی۔جب آپکی عمر پندرہ (۱۵) برس ہوئی تو آپ کے والدِ ماجد سید میرن شاہ صاحب نے گاؤں مذکور سے ہجرت فرمائی اور دہڑشریف میں تشریف لائے۔یہاں پہلے جنگل تھا۔آپ کی آمد سے ہی یہ گاؤں آباد ہوا۔

ایامِ جوانی میں شیخِ کامل کی بیعت کا شوق اسقدر غالب ہوا کہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے دیرینہ دوست اللہ دتہ نمبردار موضع منگن (اوکاڑہ) کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کسی کامل مرشد کی تلاش ہے۔بہت سے پیروں کی مجالس میں بیٹھا ہوں لیکن دِل نے تسلیم نہیں کیا کہ اِن کا مرید ہو جاؤں۔اُس نے کہا میں نے فتح پور گوگیرہ میں ایک بزرگ دیکھے ہیں۔آپ ان کے پاس چلے جائیں۔انشاء اللہ دل کو راحت نصیب ہوگی۔لہٰذا آپ فتحپور گوگیرہ روانہ ہوئے۔جب دربار شریف کے نزدیک نہر پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ وضو فرما رہے تھے۔انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا ''اونٹنی والا مرید ہونے کے قابل ہے''۔دراصل وضو کرنے والے حضرت شیرِ یزدانی ہی تھے۔آپ اونٹنی سے اُتر آئے اور دستِ بیعت سے مشرف ہوئے (۳)

یہ واقعہ ماہِ شعبان ۱۳۲۵ھ بمطابق 1906ء کا ہے[؟]۔کچھ عرصہ بعد حضرت شیرِ یزدانی نے آپ کو اپنے شیخِ کامل حضرت قطبِ عالم کی خدمت میں سندھیلیانوالی شریف بھیج دیا اور فرمایا ''تمہاری بیعت میرے ہاتھ پر ہے اور فیض کا حصہ سندھیلیانوالی شریف میں ہے''۔حضرت اقدس دہڑوی تقریباً بیس (۲۰) برس حضرت قطبِ عالم کی خدمت میں آتے جاتے رہے اور ہمیشہ آپ کی نظرِ عنایت اور خصوصی محبت و شفقت سے فیض یاب رہے۔گو آپ کی بیعت و خلافت حضرت شیرِ یزدانی سے تھی لیکن حضرت قطبِ عالم نے اپنی طرف سے بھی مجاز فرمایا۔اکثر خصوصی عنایت اور پیار و محبت میں بطور دل لگی فرمایا کرتے ''غوث الاعظم رضی اللہ عنہ میراں ہیں اور سردار شاہ ہماری میری

ہے''یعنی چھوٹا غوث الاعظم۔آپ نے اپنے مشائخ عظام کی خدمت میں ایک طویل عرصہ بسر کیا۔پیر و مرشد سے اپنی والہانہ محبت و عقیدت کے ایسے انمٹ نقوش ثبت فرمائے جنکی مثال اس دَور میں بہت کم ملتی ہے۔حضور شیرِ یزدانی کی سواری کے ساتھ کئی کئی میل تک دوڑنا اور ہر حکم کی بجا آوری میں سرگرمِ عمل رہنا آپ کا معمول تھا[۵]۔حضرت پیر سید غلام رسول شاہ صاحب نے ایک موقع پر بوٹا رام دُرویش سے فرمایا''باباجی کے لاکھوں مرید ہیں مگر سردار شاہ جیسا کوئی بھی نہیں کیونکہ اس شخص کو میں نے انواع،انواع کی باتوں میں آزمایا لیکن یہ ثابت قدم رہا۔اسی لئے خلقت میں عزیز ہو گیا۔اس نے ہمارے جوتے سر پر اُٹھائے تا آنکہ میں اور باباجی اس پر بہت راضی ہیں[۶]۔شاعرِ مشرق علامہ اقبال آپکے بڑے معتقد تھے۔جن ایام میں حضرت پیر سید غلام رسول شاہ صاحب میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھے تو وہ حضرت سائیں غلام رسول صاحب سے اجازت لیکر بطور خاص اپنی رہائش گاہ پر لے آئے اور تقریباً پندرہ (۱۵) دن آپ کو اپنے ہاں مہمان رکھا۔اس صحبت وارادت کا یہ حال تھا کہ بقول حضرتِ اقدس دہڑوی''نہ پندرہ (۱۵) دن میں سویا نہ اقبال''حتیٰ کہ آپ کی یادگار تصنیف''تحفہ عرفانی'' کا نام بھی حضرت علامہ نے تجویز فرمایا جب ''بال جبریل'' کی اشاعت ہوئی تو حضرت علامہ نے ایک نسخہ خود آپ کی نذر کیا۔جسکے اشعار کی تشریح و توضیح آپ اکثر اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے۔حضرت دیوان سید غلام دستگیر شاہ گیلانی سجادہ نشین قبولہ شریف کی بیعت صحبت حضرت اقدس دہڑوی سے تھی۔ایک مرتبہ آپ کا ذکرِ خیر ہوا تو دیوان صاحب نے فرمایا''میں نے اپنی زندگی میں حضرت پیر سید سردار علی شاہ صاحب جیسا کوئی ولی اللہ نہیں دیکھا''[۷]۔

میرے قبلہ گاہی حضرت قبلۂ عالم منگانوی فرمایا کرتے''میرے پیر کا جسطرح نام سردار تھا اسی طرح ہم عصر اولیاء اللہ کے بھی سردار تھے''۔ایک مرتبہ ستائیس رمضان المبارک کو آپ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضر تھے۔راقم الحروف کو آپنے خود فرمایا رات میں نے دیکھا حضرت داتا صاحب کی مزار شق ہو گئی۔آپ باہر تشریف لائے اور کافی دیر مجھ سے محبت و شفقت بھری گفتگو فرماتے رہے۔بعدازاں جب میرے پیر کا ذکر ہوا تو فرمایا''کرم حسین! تیرے پیر (سید سردار علی شاہ) کا اولیاء اللہ میں یہ مقام ہے کہ جب وہ ہماری مجلس میں آتے ہیں تو میں علی ہجویری (داتا گنج بخش) بھی اُنکے احترام میں کھڑا ہو جاتا ہوں''[۸]۔

مجھے حضرت علامہ پیر سردار احمد صاحب سجادہ نشین کھر پڑ شریف نے ایک مرتبہ فرمایا ''ایمان کی کوئی تصویر نہیں ہے۔ اگر کوئی ایمان کی تصویر دیکھنا چاہتا ہے تو وہ حضرت اقدس دہڑوی کی تصویر دیکھ لے۔ گویا آپ کی تصویر سے ہی کامل ایمان نظر آئے گا''۔

حضور نے شریعت کے بغیر طریقت کو باطل قرار دیا اور ثابت کر دکھایا کہ حضور اکرم ﷺ اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہی سلوک و تصوّف ہے۔ اکثر فرماتے ''اگر کوئی آدمی آگ پر چلتا ہو۔ ہَوا میں اُڑتا ہو لیکن نماز نہ پڑھے تو اُسے جوتے مار کر نیچے اُتارو اور نماز پڑھاؤ''۔

حضور قبلۂ عالم منگانوی فرمایا کرتے ''مرید ہونے کے بعد آپ سے صرف ایک بار نمازِ تہجد قضاء ہوئی۔ وہ بھی چاشت کے وقت پڑھ لی اور سارا دن افسوس کرتے رہے کہ آج مجھ پر غفلت چھا گئی۔ میرا رب اور میرا پیر مجھ پر ناراض ہو گئے کیونکہ نمازِ تہجد جو قضاء ہو گئی ہے''[۹]۔ دُعا ہمیشہ ان الفاظ سے مانگتے ''یا اللہ! رضا پر راضی رکھ، بَلا پر صبر دے اور نعمت پر شُکر دے''[۱۰]۔

آپنے عمر کا ایک طویل عرصہ مخلوقِ خدا کی تلقین و ہدایت میں بسر فرمایا۔ ہزارہا لوگ آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ بالآخر وہ وقت سعید قریب آ گیا جس میں وصلِ یار کی راحتیں اور مسرتیں خاصانِ الٰہی کیلئے ابدی حیات کا پیغام لاتی ہیں مگر اسوقت بھی ارشاد و تلقین سے غافل نہ ہوئے اور دُرویشوں سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھتے:

کت چرخہ ہمت ہار نہیں

دلبر نوں دِلوں وسار نہیں

الغرض ۸ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۹ جنوری 1968ء بروز منگل بوقت دو بجکر پینتیس (۲:۳۵) منٹ پر دورانِ نمازِ ظہر وصال فرمایا(۱۱)۔ تصانیف میں پانچ کتابیں جو نظم و نثر پر مشتمل ہیں، یادگار ہیں۔ (۱) تحفۂ عرفانی (۲) شہبازِ قادری (۳) القول المعقول (۴) ڈھولا سید سردار علی شاہ (۵) رازِ عشق۔

آپکا مزارِ پُر انوار دہڑ شریف مضافات رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں مرجعِ خلائق ہے[۱۲]۔

حوالہ جات:

(۱)۔ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی)۔(باہتمام: پیر سید گفتار محمد شاہ صاحب، اکتوبر 2005ء)، صفحہ۲۲-۲۱۔

(۲)۔" آئینۂ کرم" شمارہ نمبر۷، صفحہ۴۶ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، اکتوبر 2001ء)

(۳)۔ گوہرِ قادری (سوانح حیات حضرت اقدس دہڑوی)، صفحہ۷،۶،۵،۴ (مصنف: پیر سید غلام اصغر شاہ صاحب، ۱۳۸۹ھ بمطابق 1970ء)

(۴)۔ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی)۔(باہتمام: پیر سید گفتار محمد شاہ صاحب، اکتوبر 2005ء)، صفحہ۶۷۔

(۵)۔ " آئینۂ کرم" شمارہ نمبر۷، صفحہ۴۷ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، اکتوبر 2001ء)

(۶)۔ تحفۂ عرفانی (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی)۔(باہتمام: پیر سید گفتار محمد شاہ صاحب، اکتوبر 2005ء)، صفحہ۱۴۹۔

(۷)۔" آئینۂ کرم" شمارہ نمبر۷، صفحہ۴۸ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، اکتوبر 2001ء)

(۸)۔ فیضانِ کرم (ملفوظات حضور قبلۂ عالم منگانوی)، ملفوظ ۶۲، صفحہ ۳۳-۱۳۲ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، جون 2004ء)

(۹)۔ لمحاتِ کرم (سوانح حیات حضور قبلۂ عالم منگانوی) باب ۱۶، صفحہ۴۲۲ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، نومبر 2006ء)

(۱۰)۔" آئینۂ کرم" شمارہ نمبر۷، صفحہ۵۱ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، اکتوبر 2001ء)

(۱۱)۔ رازِ عشق (مصنف: حضرت اقدس دہڑوی)۔(باہتمام: پیر سید اظہار محمد شاہ صاحب، 1968ء)

(۱۲)۔ " آئینۂ کرم" شمارہ نمبر۷، صفحہ۵۱ (باہتمام: قادریہ آرگنائزیشن دربارِ عالیہ منگانی شریف، اکتوبر 2001ء)

خطوط حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری قادری

(مسند آرائے دھڑ شریف)

(40)

منشی بُوٹا رام کے نام

۱۶ مئی ۱۹۲۲ء

جناب بھائی بُوٹا رام صاحب کے نام

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ اس جگہ خیریت ہے۔ اور آپ کی خیریت مولیٰ کریم سے نیک خواہاں کہ خواستگاری صورت احوال آنکہ۔ مطلب یہ ہے۔ اور ہم کوئی مراد نہیں مانگتے ہیں۔ جو جو تمہارے نیک آدمی ہیں اُن کے لیے بہشت ہے۔ اور جو تمہارے گنہگار ہیں ان کے لیے دوزخ ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دونوں سے کسی سے ہوں۔ نیک ہوں تو وصل چاہے۔ اگر بدکار ہوں تو خطا چاہے۔ دردِ ہجر کی۔ سائیں شیر محمد کو قدم بوسی کے بعد میری طرف سے معروض ہوں۔ اور تمام مجلس بھائیوں کو السلام علیکم قبول ہووے۔ اندر خانہ میں نیاز قبول ہووے۔

عاجز سردار شاہ ولد سید میرن شاہ ساکن دھڑاں والہ
تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(41)

۷۸۶

۲۲ جون ۱۹۲۳ء

بخدمت جناب برادرم صاحب السلام علیکم!

بعد از سلام بندہ خیریت سے ہے اور آپ کی خیریت بارگاہِ ایزدی سے نیک خواہ ہوں۔

صورت احوال یہ ہے کہ قاسم میراثی کی طرف آدمی تو بھیج چکا ہوں۔شاید اس کے پاس گیا ہے یا نہیں۔آپ مہربانی کر کے اس کو خبر کر دیویں۔اور مائی بیگاں کو خبر کر دیویں اور یہ بھی کہہ دینا کہ خط دیکھتے ہی مائی صاحب روانہ ہو جاؤ۔کیونکہ چاند کی پندرہ تاریخ کو نیوندرالیکر جج چلی جاوے گی۔ حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں دست بستہ نیاز۔ڈیوڑھی مبارک پر ہزار ہا آداب،سائیں غلام رسول صاحب مہربانی فرما کر ضرور آویں۔

میرے خورد و کلاں درجہ بدرجہ دست بستہ عرض و نیاز پیش کرتے ہیں۔اور پہلوان پیرو کا کو اطلاع کر دیو دیں کہ ضرور تشریف لاویں۔

اور شاہ صاحب سے بندہ کے حق میں دعا خیر منگواویں۔

الراقم دُرویش سردار شاہ۔چک ۹۔ون۔آر۔

..............☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆..............

(42)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب بھائی بوٹا رام صاحب جی!

السلام علیکم کے بعد واضح ہو۔خیریت ۔خیریت مطلوب حال میری کمر میں درد ہوتا ہے۔اور خدمت میں آ نہیں سکتا کہ آپ کا دیدار حاصل کروں۔سائیں پیر محل شریف سے آئے ہیں یا کہ نہیں۔ضرور پتہ ارسال کریں۔نہایت تاکید ہے۔حضور بڑے سائیں محل شریف والے بیمار تھے۔ اب کیا حال ہے۔اگر سائیں آئے ہوئے ہیں تو دست بستہ نیاز چھوٹے سائیں صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھی سلام و نیاز۔احمد شاہ لانگری واحمد الدین،کالا بدھڑ،ماچھیا،ہاشم، پہلوان،نور محمد ،بیگاں ہشمائی کُل پیر بھائیاں کو سلام۔جب آپ جناب آویں تو اطلاع دیویں۔خدمت میں حاضر

ہو جاؤں گا۔ مولوی غلام محمد صاحب کو السلام علیکم۔ ڈیوڑھی مبارک میں میرا ہزار ہا نیاز۔

16-12-27 از طرف تابعدار سردار شاہ

چک نمبر۹ ون۔آر۔دہڑاں والہ

ڈاکخانہ رینالہ خورد۔تحصل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(43)

قاضی میاں غلام رسول صاحب (خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری) کے نام

۷۸۶

برخوردار حکیم غلام رسول

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ ہمیں اب بالکل آرام ہے اور اندر باہر آنے جانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

میری طرف سے تمہیں بہت بہت دُعا۔ باقی پیر بھائیوں محمد خان وغیرہ کو بھی ہماری طرف سے بہت بہت دُعا۔ جلدی جلدی ملتے رہا کریں۔ پاس انفاس، ذکر نفی اثبات، تصور شیخ، سالانہ روزے، نماز پنجگانہ کو قائم رکھیں۔ فقط والسلام

الراقم سید سردار علی شاہ بخاری دہڑوی شیروی قطبی قادری

............☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆............

(44)

میاں محمد امیر بلوچ (خادمِ خاص حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قادری) کے نام
(مدفن آستانہ عالیہ منگانی شریف)

۷۸۶

۲۳ جون ۱۹۶۴ء

برخوردار گل گلزار

السلام علیکم! خیریت جانبین کے بعد واضح ہو کہ کنواں یعنی چاہ کا رسہ، جس کے ساتھ کنویں کے لوٹے باندھے جاتے ہیں وہ رسہ یعنی کھٹمر ماہل تقریباً ۲۰۰ فٹ لمبا لیتے آویں۔ خط دیکھتے ہی لے کر روانہ کر دیویں۔ تاکید از حد تاکید ہے۔

الراقم سید سردار علی شاہ بخاری دہڑوی شیروی قادری

.................☆☆☆.....................☆☆☆....................☆☆☆....................

حضرت مولینا پیر غلام محمد صاحب قادری جلوآنوی
(جلوآنہ شریف)

آپ کا شمار حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۲ھ بمطابق 1893ء کو مخدومہ شریف نزد کمالیہ میں ہوئی۔ آپکے والد میاں محمد فاضل صاحب عرصہ پچاس سال حضرت قطب عالم پیر محلوی کے مختار عام رہے اور مخدوماں شریف میں حضور کی مملوکہ اراضی کا نظم و نسق ہمیشہ انکی زیرِ نگرانی رہا۔ حضرت پیر جلوآنوی ابھی بارہ برس کے تھے کہ ایک مرتبہ سندھیلیانوالی شریف اپنے والد کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ وہیں آپ کی زندگی کا نقشہ تبدیل کر دینے والا واقعہ رونما ہوا۔ وہ اسطرح کہ حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری اپنے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ سید غلام رسول شاہ صاحب کی معیت میں سندھیلیانوالی شریف آئے۔ یہیں سے حضرت صاحبزادہ صاحب اور حضرت پیر جلوآنوی کے تعشق کا آغاز ہوا۔ جو آپکو تعلیمی

گھریلو دھندوں سے دست کش کر کے فتحپور شریف لے گیا اور ہمیشہ کیلئے وہاں کے ہو گئے۔ حضور شیرِ یزدانی کی دستِ بیعت مشرف ہونے کے بعد اٹھارہ سال کا طویل عرصہ حضور کی خدمت میں بسر ہوا۔ ریاضت ومجاہدہ، ترک و تجرید، فقر وغنا اور فناہ و بقا کا وہ چرکا لگا کہ ہر وقت انہی اشغال میں مصروف رہے۔ جب منازلِ عشق وسلوک کے بامِ عروج تک پہنچے تو شیخِ کامل حضور شیرِ یزدانی فتحپوری نے بسفارش پیر دستگیر حضرت قطبِ عالم پیر محلوی آپ کو عمامۂ خلافت عطا فرمایا اور حکم دیا تاندلیانوالہ کے نزدیک چک نمبر ۴۱۴ گ۔ب جلوآنہ شریف میں رہائش پذیر ہو جائیں۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۵ھ بمطابق 1926ء سے تاوقتِ وصال جلوآنہ شریف میں ہی قیام پذیر رہے۔

آپ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے قادر الکلام شاعرِ شیریں بیان تھے۔ شاعری کی ہر صنف پر فی البدیہہ کلام فرماتے۔ علمِ شریعت وطریقت کے بحرِ ذخار تھے۔ وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ خصوصاً شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی کی تالیفات کے بڑے رسیا تھے اور دقیق سے دقیق مسائل بڑی آسانی سے حل فرما دیتے۔ برسرِ محفل بلا جھجک و دھڑک واشگاف الفاظ میں کلماتِ تصوف کا نچوڑ بیان کرتے۔ ایک مرتبہ کسی پیر بھائی نے آپ سے عرض کیا جناب! چونکہ میری رہائش گاہ فتحپور شریف سے مغرب کی طرف ہے۔ جب نماز پڑھنے کیلئے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرتا ہوں تو معاً دل میں خیال آتا ہے اسطرح تو میرے پیر خانہ کی طرف پشت ہو رہی ہے جو سوءِ ادب ہے اور طریقت سراسر ادب ہے (الطریقۃُ کُلّھا ادب)۔ چنانچہ کبھی کبھی شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ اندریں صورت کیا کروں؟ آپ ہنس پڑے اور فرمایا "بھائی! اسکا حل تو بالکل آسان ہے۔ آپ ہیں تو آپ کی پشت پیر خانہ کی طرف ہوتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ درمیان میں سے اپنے آپ کو نکال دیجیے۔ جب آپ ہی نہ رہیں گے تو بے ادبی کا مرتکب کون ہوگا؟ دوست کا یگانہ ہونے کیلئے اپنے آپ سے بیگانہ ہونا ضروری ہے"۔

آپ شیخ کامل حضور شیرِ یزدانی کے ادب واحترام کی تصویر تھے۔ فتحپور شریف کے دَر و دیوار تو کجا وہاں کے کُتوں کا بھی لحاظ فرماتے۔ جلوآنہ شریف سے فتحپور شریف تک بارہ کوس کا دریائی راستہ

ادباً پیادہ طے فرماتے۔ دربارِ شیخ کے آثار دیکھتے ہی زمین بوس ہوتے۔ وہاں کی خاک کو رخساروں پر ملتے اور آنسوؤں سے اپنا دامن تر کر دیتے۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری تیس (۳۰) سال جلو آنہ شریف میں بسر کیے۔ اس دوران لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس چشمۂ فیض سے مستفیض ہوئی۔ آپ چاہتے تو زر و زمین اور مال و متاع کے اپنے ہاں انبار لگا لیتے۔ مگر آپ کی جائیداد فقط آپ کا کتب خانہ تھا جس میں نادر الوجود اور عجائب روزگار کتابیں جمع تھیں۔ استغنا اور بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ متعدد لوگوں نے لنگر شریف کے اخراجات کیلئے کئی مرتبہ زمینیں پیش کیں لیکن آپ نے قبول نہ کیں اور فرمایا انہیں لنگر کی ہی زمین سمجھتے ہوئے اپنے بیوی، بچوں کی پرورش کریں۔ آپ نے اپنی تمام عمر تالیف و تصنیف میں بسر کی۔ آپ کی کثرتِ تحریر کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپکی شہادت کی اُنگلی نے قلم پکڑنا چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ آپکی باقی چار انگلیوں سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ لکھنے کا یہ عالم تھا کہ رات کو سوتے وقت کاغذ، قلم ساتھ ہوتا۔ اور اندھیرے میں بھی لکھتے رہتے جو صبح کو درست فرمالیا کرتے۔ ہمارے سلسلۂ طریقت میں عہدِ قریب میں آپ ہی کثیر التصانیف بزرگ ہوئے ہیں۔ ذیل میں آپکی مطبوعہ کتابوں کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے:

(۱)۔ اسرار المقطعات و رموز المتشابہات (عربی + اُردو)

(۲)۔ اسرار المقطعات و رموز المتشابہات (فارسی + اُردو)

(۳)۔ تحقیق العارفین فی حقیقۃ سید المرسلین ﷺ (دو جلدیں)

(۴)۔ نُور الایمان فی علم العرفان (ایک مولوی صاحب کے ۳۲ سوالات کے جواب)

(۵)۔ دیوانِ عشق (مجموعہ غزلیات)

(۶)۔ مدیحۃ النبی ﷺ (فارسی نعتیہ مجموعہ)

(۷)۔ رمز الوحدت (مسئلہ وحدۃ الوجود پر منظوم پنجابی کلام، آیات و دلائل و تمثیلات و سوالات و جوابات)

(۸)۔ نورِ ولایت (پنجابی کلام)

(۹)۔ پیامِ جلوآنوی (پیرومرشد کی خدمت میں لکھے گئے ۲۲ فارسی منظوم خطوط)

(۱۰)۔ یسقون من رحیق مختوم (مجموعہ مکتوبات)

(۱۱)۔ کمال جلوآنوی (وحدۃ الوجود اور دقیق مسائل پر نظم ونثر کا مجموعہ)

(۱۲)۔ شجرۂ غوثیہ وحدت نامہ ذاتیہ

(۱۳)۔ وصال نامہ (حضرت سید قطب علی شاہ بخاری پیرمحلوی)

(۱۴)۔ مرآۃ العاشقین (حضرتِ شیرِ یزدانی فتحپوری کی ۹ مجالس کا مجموعہ)

(۱۵)۔ وصالِ باکمال (حالاتِ وصال حضور شیرِ یزدانی فتحپوری)

(۱۶)۔ کتاب المنام المعروف گلدستۂ انعام (بعض رویائے صالحہ کا مجموعہ)

(۱۷)۔ الاسرارات الٰہیہ من فتوحات المکیہ (یہ شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی کی مشہور ومعروف تالیف کا حسین وجمیل انتخاب ہے اور یہ ابھی تک مسودہ کی شکل میں ہے شائع نہیں ہوئی)۔

آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۴ ماہِ شوال ۱۳۷۵ھ بمطابق 15 مئی 1956ء بوقت عصر ۴ بجکر ۲۵ منٹ پر وصال فرمایا اور حسبِ وصیت دوسرے روز شام ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر جلوآنہ شریف میں دفن ہوئے۔ 1970ء میں آپکی زوجہ ثانی سے صاحبزادگان آپکا جسدِ خاکی جلوآنہ شریف سے ڈھڈی والا فیصل آباد لے آئے۔ ہر دو مقامات پر بڑے خوبصورت روضے تعمیر کیے گیے ہیں۔

(نوٹ): مندرجہ بالا تمام حالات حضرت پیر جلوآنوی کے فرزندِ اکبر اور جانشین پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی کے ایک مطبوعہ مضمون سے لیے گئے ہیں جو مجلّہ ''آئینہ کرم'' کے شمارہ نمبر ۱۰،۱۱ میں قسط وار شائع ہوا۔

............☆☆☆............☆☆☆............

خطوط حضرت مولانا پیر غلام محمد صاحب قادری جلوآنوی

(45)

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد شاہ گیلانی کی خدمت میں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بگرامی خدمت حضور لامع النور مرشد حقیقی و کعبۂ تحقیقی حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر دام فیوضکم

بعد قدم بوسی ہائے مریدانہ و تسلیمات بندگانہ کے دست بستہ بکمال ادب عرض ہے کہ حضور انور کی دعا سے برادر عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ تک واپس روانہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاویں گے۔ خدا کرے یہ ہفتہ جلدی گزر جاوے اور یہ سگ دربان آ کر شرفِ قدم بوسی حاصل کرے۔ بگرامی خدمت جناب صاحبزادہ صاحب قدم بوسی قبول باد۔ اندرون درِ دولت ہزاراں ہزار نیاز بے انداز قبول باد۔ بخدمت جمیع دُرویشان صاحبان بہت بہت شوق سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ حضورؓ کے تمام غلاموں کی جانب سے قدم بوسی ہائے قبول باد

الراقم سگ دربان غلام محمد از میلسی بقلم خود

مورخہ ۲۲ جمادی الاول بروز سوموار ۱۶ اگست ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(46)

۷۸۶

بگرامی خدمت حضور لامع النور مرشد حقیقی و کعبۂ تحقیقی حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر دام فیوضکم

بعد قدم بوسی ہائے مریدانہ و تسلیمات بندگانہ عرض ہے کہ آج بروز سوموار رات کی گاڑی پر یہ غلام غلامان واپس روانہ ہوگا اور براستہ خانیوال بروز منگلوار جلوآنہ میں پہنچ جاوے گا۔ والدہ ام بھی ہمراہ ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جلوآنہ پہنچ کر خدمتِ اقدس میں یہ سگ دربان حاضر ہوگا۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب قدم بوسی قبول باد۔ اندرون درِ دولت نیاز بے انداز قبول باد۔ بخدمت

جمیع دُرویشاں بہت بہت شوق سے السلام علیکم۔از جانب سب غلامان حضور قدم بوسی ہائے قبول باد۔

مورخہ ۲۹ ماہ جمادی الاوّل

الراقم سگ دربان غلام محمد از میلسی بقلم خود

۱۲ اگست ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(47)

منشی بوٹا رام کے نام

بگرامی خدمت، جناب کرم فرمائے بندہ، مہربان فیض رسان لالہ بوٹا رام سلامت باشد، سلام ونیاز بے انداز، واضح رائے عالی باد کہ بندہ بنام نامی خسروخوبان صاحبزادہ صاحب حضرت سید غلام رسول شاہ صاحب دو عریضہ روانہ کر چکا ہے۔ مگر منجانب آں ذات بابرکات تاحال کوئی نوازش نامہ فیض شامہ شرف صدور نہیں لایا۔ دل از حد بے قرار ہے۔ براہِ مہربانی بدیدن عریضہ ھذا خیریت کلی سے مطلع فرما کر تسلی بخشیں۔ تاکید اکید ہے۔ نیز اگر دعوت جناب قطب الاقطاب کے کوئی تاریخ مقرر ہوئی ہے تو اطلاع فرمادیں۔ کیونکہ بوجہ عدم زیارت فیض بشارت قبلۂ عالمین دل از حد غمگین ہے اور والد صاحب بندہ کو اجازت نہیں دیتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بندہ خاکسار کو ملازمت زمینداروہیں گرفتار کیا ہوا ہے۔ دل از حد بے قرار ہے۔ اس واسطے کسی عذر کا طالب ہوں جسکی وجہ سے محبوب ذاتِ الٰہی کی زیارت نور بصارت نصیب ہووے۔ آمین ثم آمین۔ بخدمت قبلۂ دوجہاں قدم بوسی قبول باد۔ بیت:

دلم خواہد کہ پرم سوئے یاراں
دوالی من بدست باز داراں
توئی مقصود اگر مشغول غیرم

توئی معبود اگر نزدیک دیرم

بندہ غلام محمد از چک نورنگ شاہ ڈاکخانہ کبیر والہ

13-12-18

بگرامی خدمت صاحبزادہ صاحب حضرت سید غلام رسول شاہ صاحب قدم بوسی قبول باد۔

..............☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆..............

(48)

بگرامی خدمت برادرم صاحب کرم فرمائے بندہ لالہ بوٹا رام زاد عنایتہ'

بعد تعظیم بصد تکریم وشوق ملاقات دست بستہ عرض معروض یہ ہے کہ مدت مدید عرصہ بعید سے کوئی نوازش نامہ منجانب آنجناب والا شان کے شرف صدور نہیں لایا۔ براہِ نوازش بدیدن عریضہ ہذا قبلہ عالمیان اور اپنی اور جملہ برادران کی خیریت سے مطلع فرماویں۔ تاکہ تسکین خاطر ہووے۔ نیز وقتاً فوقتاً ضرور بضرور خیر عافیت سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ نیز صاحبزادہ صاحب کے احوال مزاج خُلّت امتزاج سے مطلع فرماویں۔ فقط بگرامی خدمت قبلہ کونین وکعبہ دارین بہزار تعظیم وتکریم قدم بوسی قبول باد۔ بخدمت شریف صاحبزادہ صاحب قدم بوسی قبول باد۔ نیز جمیع برادران صاحبان کی خدمت میں السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'۔ زیادہ نیاز

الراقم سگ دربان بندہ غلام محمد بقلم خود از چک نورنگ شاہ

ڈاکخانہ کبیر والا۔ ۴ مئی ۱۹۱۹ء

..............☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆..............

(49)

بگرامی خدمت جناب مشفقم مہربان کرم فرمائے بندہ جناب لالہ بوٹا رام صاحب دام اقبالہٗ

بعد سلام ونیاز بے انداز واضح رائے عالی باد کہ از حد افسوس پیشتر ایک عریضہ واسطے معلوم کرنے تشریف آوری قبلۂ عالم کی پیر محل شریف میں جناب والا کی خدمت روانہ کیا گیا۔ مگر منجانب جناب کوئی نوازش نامہ شرف صدور نہیں لایا۔ وجہ نا معلوم ہے۔ مگر الحمدُللہ فی الحال قبلہ عالمیان نے اس ناچیز کو

پیرمحل شریف میں یاد فرمایا ہے اور چونکہ چوروں نے ہمارے گھر نقب زنی کر کے سوائے زیورات کے بہت کچھ چرایا ہے اور مقدمہ جاری ہے۔ انشاء اللہ عنقریب حاضر خدمت عالی ہوں گا۔ مگر جناب تحریر فرمادیں کہ مرشدنا و مولانا کب تک پیرمحل شریف تشریف فرما رہیں گے۔ دعائے بالخیر فرمادیں۔ بگرامی خدمت جناب برادران صاحبان السلام علیکم جواب طلب ضروری۔

الراقم بندہ غلام محمد از چک نورنگ شاہ مورخہ ۱۰ کاتک ۲۶ اگست ۱۹۲۰ء

(50)

برادرم لالہ بوٹا رام جی سلمہٗ

بندگی۔ آپ کو غالباً یاد ہوگا کہ آپ کے تحریر کرنے پر کہ میرے والدین کچھ بیمار ہیں۔ میں نے ایک عریضہ ان کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ جس میں بندہ نے ان کی خیر و عافیت دریافت کی تھی۔ مگر آج تک کوئی جواب نہیں آیا۔ آخر آپ تحریر تو کریں کہ کیا وجہ ہے۔ آیا میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ ابھی بدستور بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی خیریت سے مطلع کرنے میں توقف کیا ہے۔ یا کہ کوئی اور وجہ ہے۔ مفصل تحریر کریں۔ کیا میرے والد صاحب ابھی تک وہاں پر مقیم ہیں یا کہ گھر چلے گئے ہیں۔ بخار وغیرہ کا اس طرف بھی بڑا زور ہے۔ گرمی آج کل سخت پڑ رہی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ باقی خیریت ہے۔ منشی دریام الدین کو السلام علیکم۔

بندہ غلام محمد از ملتان ۲۴۔۷۔۴

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(51)

برادرم صاحب لالہ بوٹا رام جی دعا باشد

السلام علیکم! مزاج شریف خیریت انجام آنکہ

بدیدن کارڈ ہذا برائے مہربانی ضرور بضرور میاں کرم دین زرگر حکیم ساکن فتح پور شریف سے آنکھ کا دوا سفید اور سبز دونوں لیکر بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں۔ کیونکہ یہ سفید دوا ختم ہو گیا ہے۔ اور ساوا گم ہو گیا ہے۔ اور آنکھ کو بوجہ رونے کے زیادہ تکلیف ہو گئی ہے۔ اس لیے خود تکلیف فرما کر فتح پور شریف جا کر یا جس طرح ہو سکے ضرور بضرور ہر دو دوا مذکورہ لیکر بذریعہ ڈاک جلدی ارسال

فرمادیں۔نہایت تاکید ہے۔عین نوازش ہوگی۔از حد انتظار ہے۔باقی دوا صرف شاید دو دن کا موجود ہے۔ایسا نہ ہو کہ دوا کے بغیر زیادہ نقصان ہو۔اس بندہ ناچیز کی جانب سے جناب قبلۂ عالمیان دامت برکاتہٗ کی خدمتِ اقدس میں قدم بوسی ہائے قبول باد۔بخدمت صاحبزادہ صاحب قدم بوسی قبول باد۔اندرون درِ دولت آداب بے حساب قبول باد۔جمیع درویشان کی خدمت میں السلام علیکم۔زیادہ سلام فقط

میاں کرم دین زرگر حکیم کو السلام علیکم

الراقم خادم الفقراء غلام محمد از پیر محل شریف 13 اپریل 1928ء

..........☆☆..........☆☆..........

(52)

مکرمی جناب بھائی صاحب سلامت باشد

آپ تیار ہو کر دربار شریف پر آجاویں۔کیونکہ کل آپ نے حضور پاک کا حکم نامہ بنام منشی اللہ بخش صاحب پیر محل شریف لے جانا ہے۔میں کل یہیں آپ کے ہمراہ واپس ہونگا۔زیادہ سلام

بندہ غلام محمد بقلم خود از دربار شریف

..........☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆..........

حضرت مولینا پیر محمد عظیم صاحب قادری

(کھر پیڑ شریف)

آپ کا شمار حضرت شیرِ یزدانی فتحپوری کے معروف خلفاء میں ہوتا ہے۔ مدرسہ سہارن پور کے فارغ التحصیل تھے۔ بچپن سے اولیاء اللہ سے عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ خواب میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت ہوئی اور آپنے ایک تختی پر ''اسمِ اعظم'' آپکو لکھ کر دیا۔ حکمت بھی کرتے تھے۔ مرید ہونے کا واقعہ کچھ اسطرح ہے کہ آپ کے گاؤں میں حضور شیرِ یزدانی کے بعض مرید رہتے تھے۔ انہی کی زبانی آپ کا مشہور پنجابی کلام ''سی حرفی ڈھولا'' سُنا تو ایک کشش پیدا ہوئی۔ فتحپور شریف حاضر ہوئے تو قدم بوسی پر معترض ہوئے۔ حضور نے خاص الطاف فرمایا۔ سلسلۂ گفتگو شروع ہوا تو حضور نہ صرف ان کی تشفی کیلئے جوابات ارشاد فرماتے بلکہ وقفہ وقفہ سے دلجوئی بھی فرماتے کہ مولوی صاحب کی خدمت کرو، ان کیلئے پانی لے آؤ، لسّی لے آؤ۔ حضور نے قدم بوسی کے بارے مثال دیتے ہوئے فرمایا ''ہم آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں جنکی تعظیم وتکریم بحکم خداوند کریم فرشتوں نے بھی فرمائی۔ اگر کوئی بیٹا اپنے والد کا صحیح معنوں میں جانشین ثابت ہوا اور اسکی علمی وراثت کا بھی حامل ہو تو اسکا احترام کرنا چاہیے۔ کوئی اسکی تعظیم کیلئے پاؤں چوم لے تو اس میں حرج ہی کیا ہے''۔ مزید فرمایا دو ماہ سے میرے پاؤں پر زخم ہے جو دُرویش ٹھیک ہی نہیں ہونے دیتے (یعنی قدم بوسی کی وجہ سے زخم ابھی ویسا ہے)۔ حضور کی باتیں آپکے دل پر اثر کر گئیں گویا تیر نشانہ پر لگ چکا تھا۔ مزید فرمایا ''مولوی صاحب! تین مرتبہ ہمارے پاس آنا اگر خُدا نہ ملا تو پھر نہ آنا''۔ مگر پہلی حاضری میں ہی آپکا کام ہو چکا تھا۔ قدموں میں بیٹھ گئے اور بیعت کیلئے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا ابھی ٹھہرو، جلدی ہی کیا ہے؟ عرض کی اگر راستے میں مَر گیا تو پھر روزِ قیامت میرا جواب دہ کون ہوگا؟ حضور ہنس پڑے اور فرمایا آخر مولوی صاحب نے ہمیں لاجواب کر دیا اور فوراً

دستِ بیعت سے مشرف فرمایا آپ 1930ء میں حضور کے مرید ہوئے۔ چونکہ بلند ہمت رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد خرقۂ خلافت واجازت اور فتوحاتِ روحانیہ سے سرفراز ہوئے۔ حالانکہ آپنے حضور کا عرصہ حیات بہت کم پایا جو بمشکل دو سال بنتا ہے۔

آپ بقیہ ساری زندگی وجد و حال میں سرشار رہے۔ ہر وقت عشق و مستی کی کیفیت رہتی مثنوی مولینا روم پر آپکو بڑا عبور حاصل تھا۔ اس کتاب سے شغف ہمیشہ برقرار رہا جب درسِ مثنوی دیتے تو اکثر اہلِ مجلس پر وجد طاری ہو جاتا۔ سینکڑوں لوگ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ آپکی تصانیف میں (۱)۔ آفتابِ قادری (۲)۔ سی حرفیاں پنجابی، یادگار کتابیں ہیں۔ آپنے ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ بمطابق ۴ جنوری 1961ء وصال فرمایا۔ آپکا روضہ مبارک کھرپڑ شریف نزد اڈا حبیب آباد (لاہور، اوکاڑہ روڈ) پر مرجعٔ خلائق ہے۔

(نوٹ): مندرجہ بالا تمام واقعات مجھے آپکے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین علامہ پیر سردار احمد صاحب نے خود سُنائے۔

خطوط حضرت خواجہ مولانا محمد عظیم صاحب

(مسند آرائے کھر یپڑ شریف)

(53)

شیرِ یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی کی خدمت میں

مخدوم مہربان دام اعظمکم اللہ

از طرف فقیر محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ برائے قدم بوسی کے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو ضرور حاضر خدمت ہونگا۔ اور بندہ کو تاخیر ملاقات سے اس لیے ہوگئی ہے کہ برخوردار غلام زہرہ بہت عرصہ سے بیمار تھی۔ لیکن آج تقدیر الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ اور لوگ اکثر گردونواحی کے برائے فاتحہ خوانی کے آتے جاتے ہیں۔ برائے مہربانی معافی فرماویں اور بندہ کے حق میں دُعا کریں اور والدہ محمد اشرف کے طرف سے دست بستہ سلام قبول ہو و دیگر مولوی محمد الیاس کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو و میاں بشیر احمد کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو۔ ۶ ماہ رمضان المبارک۔

جناب میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ و میاں فتح الدین و پیر کرم شاہ و میاں متعلی و بوٹا رام کو درجہ بدرجہ السلام علیکم قبول باد و دیگر کل مجلس والوں کے السلام علیکم قبول و اندرون ڈیوڑھی مبارک نیاز بے انداز و السلام علیکم قبول باد۔

محمد عظیم بقلم خود

۲۸ جنوری ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(54)

جناب ہادی دین، قبلۂ کونین

از طرف محمد عظیم بعد دست بستہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ باخیریت خانہ خود پہنچ گیا ہے۔ بندہ شام بروز جمعرات کے گھر پہنچا اور گاؤں والے لوگوں میں سے تین آدمیوں نے چاند دیکھا اور عید الفطر ہمارے گاؤں میں بروز جمعرات ہوئی اور گردونواحی کے گاؤں میں بھی جو لوگ حنفی مذہب تھے۔ انہوں نے کر لی تھی اور وہابیوں نے نہیں کی تھی کہ چاند حنفی آدمیوں نے دیکھا ہے۔ دیگر بندہ کے گھر ہر طرح سے آپ کی دُعا سے خیریت اور جب آپ محل شریف تشریف لے جائیں تو بندہ کو پہلے ۶ روز خبر کریں تا کہ لوگ کچھ ملنے کے لیے آنے ہیں۔ تا کہ وہ مل کر واپس آجائیں گے۔ اور بندہ آپ کے ہمراہ جاوے۔ بندہ کی طرف سے اہل مجلس کو سلام۔

2 مارچ 1931ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(55)

جناب قبلۂ کونین وکعبۂ دارین دام فیوضکم

از طرف بندہ محمد عظیم بعد قدم بوسی و نیاز بے انداز کے دست بستہ گزارش ہے کہ مدت مدید کے بعد نامہ ارسال کرتا ہوں۔ مہربانی ونوازش فرماویں۔ عرض ہے کہ بندہ ہمیشہ اسی قیل وقال میں رہتا ہے کہ قبلہ حضور پُر نور کی خود جا کر زیارت فیض بشارت حاصل کروں۔ خطِ اغیار روئے قبلہ یار دیکھے اور محمد عظیم سگ دربار عالی کا کھر پڑوں میں رہے۔ اس لیے معافی کا خواستگار ہوں۔ ۱۷ ماہ بھادوں کو انشاء اللہ خود آ کر قدم بوسی کروں گا۔ کُل طلباء دست بستہ نیاز کرتے ہیں۔ ہر وقت محبت حضور کی شراب نوش کرتے رہتے ہیں۔

میاں سلطان محمود واحمد شاہ وفتح دین وبوٹا رام وکل اہل مجلس کو السلام علیکم قبول باد۔ خاصکر برادر محمد دین وبرکت علی ومحمد اسماعیل کی طرف سے السلام علیکم قبول باد۔

۲۵ اگست ۱۹۳۱ء

(56)

جناب حضرت صاحب قبلہ دو جہان

ازطرف غلامان غلام محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ بخریت اہل خانہ میں پہنچ گیا ہے۔اور گھر میں ہر طرح کی خیریت ہے۔دیگر عرض ہے جس روز بندہ آپ سے رخصت لیکر گھر آیا تو دوسرے دن ایک مرید حضور کا بنام عبداللہ نومسلم ریاست سید پور کا بندہ کو آ کر حضور پرنور کا اسم مبارک لے کر کہتا کہ مجھ کو حضور نے تمھارے پاس روانہ کیا ہے کہ مبلغ ۱۲ روپیہ لے آؤ۔اور لینے بھی صرف مولوی محمد عظیم سے۔سوعرض ہے بندہ کا مال جان حاضر ہے لیکن یہ لکھ دیں کہ یہ بندہ ٹھگ نہ ہو۔برادرم بوٹا رام کو بعد دست بستہ نیاز کے عرض ہے۔جواب میں دیری نہ فرماویں باقی میاں صاحب نورالصمد و دیگر احباب کو دست بستہ السلام علیکم۔اندر عصمت پناہ نیاز بے انداز۔

الراقم محمد عظیم

موضع کھر پیڑ چک نمبر ۱۰ ڈاکخانہ پتوکی ضلع لاہور

۳-۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(57)

جناب منبع الجود والکرم، فیض مآب قبلہ دو جہان

ازطرف غلامان غلام محمد عظیم بعد دست بستہ وقدم بوسی کے واضح ہو کہ عافیت نامہ لکھنے میں اس لیے دیری ہوئی ہے کہ جناب قبلۂ عالم پیرمحل تشریف لے گئے ہوئے تھے۔اسلیے اب امید قوی ہے کہ قدم رنجہ وتشریف مبارک فتح پور شریف ہوں گے۔سوعرض ہے اگر قبلۂ عالم تشریف آور ہوئے تو بندہ کی طرف سے دست بستہ السلام علیکم عرض حضور کریں۔باقی برخورداراں بمعہ اہل خانہ سب کی طرف سے نیاز بے انداز عرض فرماویں۔دیگر کل درویشوں کی طرف سے خاص کر جناب

میاں صاحب و برادر محمد دین و حاجی عبدالمجید و برکت علی و اسمٰعیل وغیرہ کی طرف سے السلام علیکم و نیاز بے انداز قبول ہو۔ جلدی جواب دیں تا کہ حاضر خدمت ہو کر زیارت فیض بشارت حاصل کروں۔ خاص کر جناب صاحبزادہ صاحب حضرت غلام رسول کے دست بستہ نیاز سلام ۔کُل عصمت پناہ والوں کو والدہ محمد اشرف کا دست بستہ سلام نیاز قبول فرماویں۔ وکُل اخوانان کو خاص کر میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ و کرم شاہ و بوٹا رام و فتح الدین وگڑانگو کو السلام علیکم ۔کُل مجلس کو السلام علیکم۔

محمد عظیم

کھرپڑ چک نمبر ۱۰، ۲ نومبر ۱۹۳۱ء

..................☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆..................

(58)

جناب قبلۂ کونین

از طرف احقر محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ کا دل از حد بے چین رہتا ہے۔ آپ کے دیدار عالی کو عرصہ مزید گزرا ہے۔ عرض ہے آپ کی خادمہ کے گھر لڑکی ۲۸ ماہ رجب کو ہوئی ہے۔ انشاء اللہ بڑے دنوں میں حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کرونگا۔ حضور کی دُعا کا خواستگار ہوں۔ باقی سب اہل ساقی وحدت دست بستہ نیاز و سلام۔ جلدی جواب۔ خاصکر میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ و برادر بوٹا رام و میاں فتح الدین کو السلام علیکم۔

۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء

الراقم محمد عظیم موضع کھرپڑ چک نمبر ۱۰

..................☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆..................

(59)

جناب قبلۂ کونین وکعبۂ دارین

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد دست بستہ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ دستی نامہ فیض عمامہ مشرف باد ہوا۔ از حد فرحت وراحت قلبی ہوئی۔ کئی دفعہ دن میں آپ کی غلام دیکھ کر آتش فرقت بات کرتی ہے۔ حضور آپ کی خیر خبر سُن کر کُل غم پیش وپس رفع ہو گئے ہیں۔ اللہ حضور کا سایہ ازل ابد میں قائم ودائم رکھے اور بندہ کو آپ کی دہلیز کی خاک کا سُرمہ ہمیشہ نصیب رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ آپ کو ہر دو فرزندان یعنی حضرت غلام رسول صاحب وحضرت فضل حسین صاحب کو ثمر شیریں حیات مقیمی عطا فرماوے آمین ثم آمین۔ حضور اس خط کو اچھی طرح سنکر دعائے خیر فرماویں تا کہ خیر گردد، دیگر عرض ہے کہ بندہ بمعہ اہل وعیال موضع قادر آباد ضلع امرتسر میں محمد اشرف کے ننھیال ہیں۔ عید الفطر کے دوسرے روز جانا ہے کیونکہ گھر میں زوجہ از حد وچھوڑا موت محمد افضل سے گھبرا رہے ہیں۔ اس لیے صرف ۱۲ یوم کے لیے اُس جگہ جانے ہیں۔ دعا خیر فرماویں۔ تا کہ جلدی آ کر آپ کی زیارت فیض بشارت حاصل کریں۔ باقی حضرت غلام رسول صاحب کو سلام وعصمت پناہ میں نیاز بے انداز، والدہ محمد اشرف کا دست بستہ سلام۔ جناب اخوانصاحب بوٹا رام کو ومیاں سلطان محمود کو ومیاں متعلی کو وپیر احمد شاہ وکرم شاہ وکُل مجلس کو السلام علیکم قبول باد۔

۲۸ ماہ رمضان المبارک

محمد عظیم موضع کھرپڑ ۷ فروری ۱۹۳۲ء

.........☆☆☆.........☆☆☆.........☆☆☆.........

حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی کی خدمت میں

(60)

جناب ہادیٔ گمراہان قبلۂ عالم

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و نیاز بے انداز کے حضور انور کا گرامی نامہ مشرف ہوا۔ احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ صورت احوال یہ ہے آپ ہر بات کے نگہبان بر سرِ تابعداراں ہو۔ عرض ہے فدوی کی یہ عرض قلبی وحقیقی ہے۔ کیونکہ آپ کے در بغیر کوئی در نہیں۔ کہ جس پر بندہ عرض کرے۔ واضح ہو کہ بندہ کے قریب جو گاؤں ہیں وہ اکثر رافضی شیعہ ہیں۔ اور شیعہ بھی وہ کہ متعصب وگمراہوں نے ایک ایسا جعلی رقعہ بندہ کے نام پر لکھا جس میں پیر امیر علی شاہ کا نام خود رقم کر کے ایک آدمی کے ہاتھ بھیجا اور اُس آدمی نے بھی یہ قسم کھا کر کہا کہ امیر علی شاہ آپ کو بلاتا ہے۔ صرف وعظ کے لیے ۲۵ چک گھر فارم میں تو بندہ یہ رقعہ دیکھ کر چلا گیا۔ آگے اس گاؤں میں ایک عالم شیعہ وعظ کل اہل علاقہ شیعہ کو مجلس کے طور پر سُنا رہا تھا اور خاص کر ایک سید جو پیر امیر علی شاہ کا چچازاد بھائی ہے اور اصل شیعہ ہے اُس نے بندہ کی از حد بے عزتی کرنی چاہی۔ لیکن حضور پُرنور کا بندہ کے سر پر سایہ ہے۔ اُس سے کچھ بن نہ آئی۔ لیکن یہ بات اس جگہ ہوئی کہ ہم سے مناظرہ کرو۔ اور مناظرہ کا ایک بہانہ تھا۔ دراصل وہ لڑائی کرنی چاہتے تھے۔ اور بندہ نے یہ کہا کہ مناظرہ معین کر لو۔ خیر انہوں نے مناظرہ تاریخ مقرر کی ربیع الاول کی ۹، ۱۰ کو تو حضور عرض ہے یہ مناظرہ بندہ نے ضرور کرنا ہے۔ کیونکہ جو مولوی صاحب درویش محمد آپ حضور کے مرید ہیں اور اس کے خورد بھائی مولوی دوست محمد جو حضور قبلۂ عالم پُرنور کے مُرید ہیں اور بھی کئی لوگ غریب جو ان شیعوں کی بستیاں ہیں ان میں رہتے ہیں تو ان شیعہ لوگوں نے ان آپ کے تابعداروں کو اپنی بستیوں سے نکال دینا شروع کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں یا تو ہمارے ساتھ ماتم ونوحہ کرو یا بسترے گول کرو۔ اور کئی غریب تو نکال بھی دیئے۔ اور کئی ابھی تک نہیں نکلے۔ خیر آپ دعا کرو اور ان کے حال پر مہربانی کرو۔ کہ ان کے حال پر رحم ہو۔ کیونکہ فصلوں کا موقع ہے اور اکثر غریب لوگ ہی آپ کے

مرید ہیں۔اوران لوگوں نے ان کی چھماہیاں ضبط کر لی ہیں۔اور کہتے ہیں کہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بھلا کیا کر سکتے ہیں۔یہ اولیاء بنے پھرتے ہیں۔تو آپ لجپال ہواور ڈوبے بیڑے آپ نے ہی تارے تھے۔اوران غریبوں کا جہاز بھی پار لاؤ۔اور خاص کر حضرت صاحب میاں نور الصمد خان وحضرت صاحب مولانا مولوی صاحب غلام محمد کو مناظرہ منعقدہ میں شمولیت کا حکم دو۔اور ہم بے کسوں کے ساتھ شامل کرو۔یہ علاقہ سب جو حنفی المذہب ہیں واہل حدیث ہیں سب مناظرہ کیلئے معاون وتیار ہیں۔کیونکہ کئی بے سمجھ اور غریب لوگ شیعہ ہورہے ہیں اور پیرا میر علی شاہ ان سے پیش نہیں آتے کیونکہ وہاں اکیلے ہیں۔تو جنگ تین قسم کا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ہاتھوں کا یا زبان کا یا مال کا۔اور ہاتھوں کا جنگ تو نہیں بنتا اور زبانی جنگ جو ہے وہ اس وقت ہوگا۔کیونکہ قبلۂ عالم حضور پیر محل شریف والے مروّج کر گئے ہیں۔اور بندہ کی یہ آرزو ضرور منظور فرمادیں۔اور دعا بھی کریں کہ اللہ کام اچھا کرے۔اور جناب میاں صاحب کو ضرور اُمر کریں کہ اس کام کا صدر بنیں۔یہ کام سرانجام کریں۔کیونکہ رسول ﷺ کی امت کی بہت بُری حالت ہورہی ہے۔اور سب حال کے محرم ہیں۔مجھے قسمیہ بات ہے اس مناظرہ کا ہم کو خیال بھی نہ تھا۔اور نہ ہی میری طبیعت گوارا یہ بات کرتی ہے۔اور خبر نہیں یہ کام کیوں ہورہا ہے۔لیکن گردونواح کے لوگ بہت اس کام میں راضی ہیں۔دیگر دست بستہ عرض ہے کہ آپ کی خادمہ اکثر بیمار رہتی ہے۔اور آپ کی دُعا کی خواستگاری کرتی ہیں۔آپ برائے مہربانی ان کے حق میں دعا فرمادیں۔فقط

برکت علی وعطا محمد وبرادر محمد دین واحباب والد صاحب ومولوی اسماعیل ومولوی دوست محمد درویش محمد کیطرف سے دست بستہ عرض ونیاز۔قبلۂ عالم کے دربار شریف پر نیاز بے انداز۔پیر اقبال حسین وبوٹا رام کو السلام علیکم۔

(61)

۷۸۶

قدوۂ حق شناسان، مظہر رحمت الٰہی و کرامت نامتناہی دام اقبالہٗ

بعد از آداب مریدانہ وغلامانہ عرض خدمت آستان فیض نشان یہ ہے کہ جو تعویز گلے میں ڈالنے والا مرحمت ہوا تھا۔ وہ سوتکیا گیا اور نوش کرنے والے تھے۔ وہ اب ختم ہو گئے ہیں۔ آپ نہایت نظر مہربانی فرما کر تعویز ہر دو روانہ فرما کر بندہ کو سرفراز فرماویں۔ اور دعائے بحق من غریب بدرگاہِ ایزد متعال سے ضرور دست فیض اٹھا کر مانگیں۔ بیماری کا بالکل آرام ہو گیا تھا۔ مگر بوجہ تعویز سو تکے جانے کے بندہ کو دورہ بیماری پھر شروع ہو گیا ہے۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک عصمت پناہ کی خدمت میں بعد نیاز بے انداز عرض ہے کہ دعائے خیر بندہ کی بابت بدرگاہِ قاضی الحاجات دست بابرکات اُٹھا کر مانگیں۔ دیگر عرض یہ ہے کہ بندہ اب موضع قادر آباد میں چند روز سے آئے ہوئے ہیں۔ اور بموجب حکم حضور ماموں صاحب دوائی تھوڑی کر رہے ہیں۔ باقی والسلام دعائے خیر ضرور فرماویں۔ بخدمت اخوانصاحب جناب بوٹا رام صاحب واضح ہو کہ یہ الفاظ بگوش حضور انور ریک بیک کر کے سُنا دیویں۔ اور اسی وقت تعویز گلے میں ڈالنے والا اور نوش کرنے والے یہاں قادر آباد روانہ فرمادیویں۔ حضرت اقبال حسین ومیاں سلطان محمود کو السلام علیکم وتمام درویشان آستانہ حضور والوں کو السلام علیکم۔

غلام دستگیر ومیاں غلام جیلانی ومحمد الدین السلام علیکم قبول۔ بدست تمام درویشان قادر آباد والوں کا السلام علیکم۔

راقم نیازمند فقیر مولوی محمد عظیم عفی عنہٗ

...........☆☆☆...........☆☆☆...........☆☆☆...........

(62)

جناب قدوۃ السالکین وہادی گمراہان وکعبہ وقبلہ عالمیان منبع الجود والکرم

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد نیاز بے انداز کے واضح باد۔ اور بندہ بمع اہل خانہ باخیریت خانہ خود پہنچ گیا ہے۔ ہر طرح سے حضور کے فضل وکرم سے خیریت ہے آپ کی نگاہِ کرم سے دنیا وعقبیٰ کی دام سے خلاص ہو گئے ہیں۔ اور سب کچھ حضور کی عفو ورحمت سے ظہور میں آیا ہے۔ براہِ کرم اسی حال وقال میں رکھیں۔ صرف آپ کے در کا جیسا کیا ہے۔ ویسا ہی تا ابد رکھیں۔ بس آپ ہی کے در کا سگ بنائی رکھیں۔ سگ گو پلید بھی ہے لیکن سائیں تو پاک ومطہر ہے۔ اگر کوئی پوچھتا ہے کہ یہ سگ کس کا ہے؟ تو خود سائیں فرما دیا کرتا ہے کہ یہ ہمارا سگ ہے، سگ تو زبان سے کچھ نہیں کہتا صرف مالک کے دروازے پر بیٹھا رہتا ہے۔ اگر اظہار کرنا منظور ہو تو کچھ آپ کی بیماری کا حال لکھ چھوڑیں۔ بندہ بھی انشاء اللہ ماہ اسوج میں حاضر خدمت ہوگا۔ آپ کی غلامہ کا نیاز منظور فرماویں۔ برخورداران محمد اشرف ومحمد فاضل ومحمد افضل وفقیرنی کا نیاز دربار معلیٰ میں نیاز بے انداز۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک بھی نیاز منظور فرماویں۔ حضرت اقبال حسین کو نیاز دیگر حاشیہ نشینوں کو السلام علیکم۔ اگر جناب میاں صاحب میاں نور الصمد خاں صاحب حاضر ہوں تو السلام علیکم باد۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(63)

جناب ہادی گمراہان وقبلہء عالمیان

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد نیاز بے انداز وسلام دست بستہ کے واضح ہو کہ بندہ موضع قادر آباد میں ہے۔ اور اس جگہ بندہ کے جد آباء کی رشتہ داری ہے اور محمد اشرف کے ننھیال بھی یہیں ہیں۔ اور ہر طرف سے بندہ بمعہ اہل وعیال راضی وخوشی ہیں۔ محمد اشرف ووالدہ محمد اشرف کی طرف سے و خالہ محمد اشرف کی طرف سے حضور کو دست بستہ سلام۔ انشاء اللہ بندہ بروز جمعرات ۲۴ شوال کو قادر آباد سے رخصت ہو کر موضع کھر پڑ میں آپ کی دُعا برکت سے پہنچ جائیں گے اور بشرطِ زندگی بندہ گھر میں صرف چار یوم ٹھہر کر ۲۸، ۲۹ شوال کو درگاہ لاابالی میں بمعہ اہل وعیال زیارت عالی جناب کر

یکے اور موضع قادر آباد سے بھی چند اشخاص حضور کی بیعت حاصل کرنے کو آئیں گے۔باقی وسلام نانی محمد اشرف وںانا محمد اشرف کا غلامانہ سلام، حضور کا مرید غلام دستگیر کا سلام اور بندہ کا ماموں صاحب ،میاں فیروز الدین کا سلام اور وہ بندہ کے ہمراہ ہوگا۔میاں سلطان محمود و میاں فتح الدین و پیر احمد شاہ و پیر کرم شاہ و برادر بوٹا رام کو السلام علیکم و دیگر کل پرسان حال کو سلام۔

محمد عظیم

۲۲ شوال، ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء

............☆☆............☆☆............

(64)

جناب ہادی گمراہان

از طرف غلامان غلام محمد عظیم بعد دست بستہ السلام علیکم و نیاز بے انداز کے واضح ہو کہ بندہ جبکہ عرس مبارک سے گھر واپس آیا تھا تو آتے ہی بندہ بمعہ اہلخانہ موضع قادر آباد یعنی پیکے آپکے مریدہ خوش و نیک عقیدہ والدہ محمد اشرف گئے گیا تھا۔آج ۲۲ روز کے بعد بندہ واپس آیا ہے۔لیکن سخت نادم ہوں۔بندہ نے بوجہ کاہل وتساہل کے عریضہ خدمت مبارک میں ارسال نہیں کر سکا۔ آپ برائے مہربانی قصور ظاہر و باطن کے معاف فرماویں۔دیگر جناب مائی صاحبہ بغداد شریف والے بیمار تھے۔انکی حالت ماضیہ واستقبالیہ تحریر فرماویں کیا حال ہے۔دیگر اگر بندہ پرگندہ کے لائق کار ہو تو حکم فرماویں۔بندہ دل و جان سے حاضر ہے۔دیگر عاجز ایک کتاب لکھ رہا ہے۔آپ دعا فرماویں تا آنکہ قبول ہدیہ درگاہ مقبول ہو اور اس میں اول مسئلہ صرف حیات النبی کا ہے اور حق کی بات ظاہر ہو اور ملمع سے بری و پاک ہو۔دیگر آپکی مریدہ نیک عقیدہ والدہ محمد اشرف کی طرف سے ہزار ہا نیاز بے انداز و آپ کی فقیرنی فیض بتول آپ کی خدمت عالیہ میں سلام و محمد اشرف کی طرف سے السلام علیکم اور خاص دعا برائے محمد اشرف فرماویں کہ آپ کے آستانہ کا قدم بوس رہے۔ عصمت پناہ والوں کو والدہ محمد اشرف کا نیاز بے انداز۔دیگر بندہ کی طرف سے دربار معلےٰ و روضہ

مبارک والوں کو از حد قدم بوسی وانکے عشق ومحبت میں اللہ خیر کرے۔ بوٹا رام کو بندگی و پیر بالہ شاہ کو السلام علیکم۔ حاضر مجلس والوں کو السلام علیکم۔ جواب سے سرفراز کریں۔

۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(65)

جناب حضرت قبلۂ کونین وکعبۂ دارین

از طرف تابعدار سگ دربار محمد عظیم بعد از نیاز بے انداز کے واضح ہو اس جگہ غریب خانہ میں ہر طرح سے خیریت ہے خیریت حضور والا شان کی شب وروز نیک خواہاں ہوں۔ صورت احوال یہ ہے حضور کا غلام برخوردار محمد اشرف آج برائے علم عربی پڑھنے کے حضرت میاں صاحب نور الصمد خانصاحب کے گاؤں میں مولوی عبدالجبار صاحب کی خدمت میں چلا گیا ہے۔ موضع بنگہ صالح شریف میں اور بالکل عمر چھوٹی ہے۔ باعث دل کو از حد بے چینی ہے۔ حضور کے سپرد ہے۔ دعا فرماویں کہ خداوند کریم اسکی دلی مراد پوری کرے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابے کم وبیش را

اگر حضرت صاحب میاں صاحب اس جگہ حضور کی خدمت عالیہ میں تشریف آور ہوں تو یاد کرادیں کہ آپ کے غلام محمد اشرف کا خیال مبارک رکھیں۔ آپ ہی کے دربار شریف کا سگ ہے، آپ حضور جب کنوئیں پر تشریف مبارک لاویں تو بندہ کو خبر کریں تا نکہ بندہ بمعہ آپ حضور کی غلامہ کے آکر قدم بوسی حاصل کریں۔ آپ کی غلامہ کو نامہ میں تسلی بخشیں کہ برخودار محمد اشرف کا فکر نہ کرے۔ وہ حضور کے درِ دولت میں علم حاصل کرتا ہے۔ ڈیوڑھی مبارک میں اور دربارِ معلےٰ میں نیاز بے انداز۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(66)

منشی بوٹا رام کے نام

جناب اخوانصاحب دام فیاضکم اللہ

الراجی العبد محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ ایک عریضہ پیش ازیں روانہ کر چکا ہوں لیکن جواب سے محروم رہا ہوں۔ عرض ہے حضور پُر نور کا چالیسواں کس تاریخ و وار ہونا ہے برائے نوازش مطلع فرماویں کیونکہ کاروبار کے دن ہیں اور اکثر لوگ حضور کے غلام بندہ کے ساتھ آویں گے۔ برائے مہربانی جناب حضرت میاں صاحب نور الصمد صاحب ادب سے السلام علیکم کے بعد دریافت کر کے خط جلدی روانہ کر دیں۔ تا آنکہ اطمینان ہو جائے۔ باقی حضرت صاحبزادہ صاحب کو دست بستہ السلام علیکم قبول باد۔ اور بندہ کی طرف سے حضور کے مزار شریف پر بندہ کے دست بستہ السلام علیکم وقدم بوسی کریں اور میاں سلطان محمود و دیگر احباب کو السلام علیکم قبول باد۔ اندرون ڈیوڑھی مبارک پر نیاز بے انداز۔ باقی برکت علی و مولوی اسماعیل و محمد دین کی طرف سے حضرت صاحب وکل درویش معرکہ کو السلام علیکم۔

۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء

☆☆ ☆☆

(67)

جناب اخوانصاحب مدشرف کم اللہ

از طرف خادم الفقراء محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ اس جگہ ہر طرح سے خیریت ہے۔ خیریت جناب کی نیک خواہاں ہوں۔ صورت احوال ہے کہ حضور پُر نور حضرت سجادہ نشین غلام رسول صاحب مد فیاضہ' اللہ پیر محل شریف سے تشریف آور ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر حضور تشریف لے آئے ہیں تو فی الفور راحت نامہ مرقومہ فرماویں۔ اگر نہیں تشریف لائے تو جب حضرت صاحب تشریف لاویں اُسی وقت خط لکھیں تا نکہ بندہ بمعہ اہل خانہ آ کر قدم بوسی حاصل کریں۔ اور حضور قبلۂ دو جہان کے روضہ مطہرہ پر جا کر قدم بوسی بندہ کی طرف سے عنایت

فرماویں اور دربان درگاہ حضور کو السلام علیکم قبول باد۔ میاں سلطان محمود و دیگر حال پرسان را السلام علیکم۔ اگر کوئی ظاہر باطن کی خطا بندہ سے سرزد ہوئی ہو تو معاف فرماویں۔ اندرون عصمت پناہ دست بستہ سلام وقدم بوسی عرض کریں، اگر ہو سکے تو حضور صاحبزادہ صاحب کی خدمتِ اقدس میں یاد فرما کر دستِ بستہ سلام عرض غریبانہ پیش کریں۔ باقی میاں روشن الدین ومیاں فتح الدین ومحمد خان ومیاں قاسم وغیرہ کو السلام علیکم قبول باد۔ جناب والد صاحب ومحمد الدین وبرکت ودیگر درویش معرکہ کی طرف سے دست بستہ بندگی وسلام قبول باد۔

خاکسار محمد عظیم

موضع کھر پیڑ چک نمبر ۱۰ ڈاکخانہ پتوکی ضلع لاہور

۱۳-نومبر ۱۹۳۲ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

(68)

جناب اخوانصاحب بوٹا رام سلمہ اللہ

الراجی العبد تابعدار قدیم محمد عظیم بعد دست بستہ سلام ونیاز کے التماس ہے آپ کا شفقت نامہ وہدایت نامہ پہنچا۔ نصیحات وادایات مرقومہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کی تعلیمات سے بندہ کو از حد خوشی حاصل ہوئی، مصرح ''عیب کہ من گفت یار من اوست'' جناب اخوانصاحب جو کچھ آپ نے سچ لکھا ہے۔ لیکن عرض ہے بندہ جب کا بیمار ہوا ہے طبیعت ناگوار رہتی ہے۔ کیونکہ کبھی مسہل کبھی کوئی اور دوشاندہ وغیرہ۔ تو بندہ نے تین یا چار خط حضور پُرنور کو از دستِ خود رقم نہیں کیے۔ بوجہ عذر کے۔ بندہ حضور کے دربار کا طالب علم ہے۔ بندہ آپ کو منتہی نہیں سمجھتا بلکہ مقتدی وسگِ دربار سے بھی کم سمجھتا ہے۔ کیونکہ میں نے زمانہ ظاہری حضور پُرنور کا بہت کم دیکھا ہے۔ بندہ آپ کو متقدمین واولین ویاران حضور سے وخاص ندیم وزیر اعظم ورکن اعلیٰ مجلس حضور کا تصور کرتا ہے۔ آپ جیسی عقل وادراک کہاں۔ لیکن یہ بھی عرض ہے کہ انانیت وتکبر کو بندہ نے کبھی دل میں نہیں

آنے دیا۔اور نہ میں نے اپنے آپ کو کبھی کچھ ہونا تصور کیا ہے۔یہ سب حضور کی مہربانی ہے بخشش وعطا ہے۔بندہ میں کوئی لیاقت وعلم نہیں۔آپ برائے مہربانی یہ الفاظ معاف فرماویں۔اور حضور کی مجلس میں بھی بندہ کی طرف سے عذر کریں۔اور معاف کراویں۔بندہ کچھ بیمار ہے جلدی حاضر ہوگا۔حضور کے روضہ مطاہرہ پر بھی معافی طلب کریں۔اگر بندہ کے عیوب کی ستاری حضور سے کراویں۔تو از حد مہربانی ہوگی۔

۲۴-اگست ۱۹۳۴ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

خلیفہ میاں سلطان محمود و پیر احمد شاہ لانگری کے نام

(69)

جناب اخوانصاحب دام اقبالکم اللہ

از طرف احقر محمد عظیم بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے واضح ہو کہ بندہ ہر طرح سے خیریت سے ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک خواہاں ہوں۔صورت احوال ہے بندہ کا دل حضور کے دیکھنے و دیدار کے لیے از حد بے چین ہے۔اور صبح شام از حد بے قرار ہوں۔دیگر پیر محل شریف و روضہ شریف و دیگر حضور کی نشست گاہ دیکھنے کو از حد دل چاہتا ہے۔تو واضح ہو کہ آپ کس روز پیر محل تشریف لے جاؤ گے جلدی لکھو۔تا نکہ منٹگمری گاڑی پر میل ہو جائے۔یا موضع میست والہ میں میل ہو جائے۔وہ کون سے صاحب ہیں جن کے گھر ہم رہیں گے۔اگر بندہ آگے، پیچھے ہو جائے تو پوچھ کر آن ملے۔جسوقت خط پہنچے اسوقت جواب لکھو اور گاڑی بھی لکھو اور دن و تاریخ سب لکھنا کہ کس دن عرس شروع ہونا ہے۔پیر احمد شاہ صاحب و دیگر جو صاحب حاضر ہو سب کو السلام علیکم قبول۔ ۸ مئی ۱۹۳۱ء

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

روزنامہ نوائے وقت لاہور

19 اکتوبر 1965ء

مشائخ اور علمائے کرام کی امدادی سرگرمیاں

یحییٰ جاوید چوہدری (نمائندہ)

مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی میں مشائخ کرام نے جس تندہی، سرگرمی اور خلوص نیت سے حصہ لیا وہ تاریخ میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ تحریک آزادی کے دوران مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ اپنے گھر کے بعض دشمنوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں کی بعض جماعتیں انگریز سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں تو مصروف تھیں لیکن وہ قائداعظم سے مسلم لیگ کے پروگرام پر اتفاق نہ کرتی تھیں۔ اسی طرح یونینسٹ پارٹی انگریزوں کی حامی تھی۔ اسی جماعت میں جاگیرداروں کی اکثریت تھی اور رائے عامہ پر کانگرس کا خاصا اثر تھا، اس موقع پر مشائخ کرام نے نعرۂ حق بلند کیا اور پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا سید ابوالحسنات صاحب اور قریباً ساڑھے تین سو دوسرے اعلیٰ پایہ بزرگانِ دین نے پاکستان کے حق میں فتوے جاری کر کے وہ کارنامہ سرانجام دیا جسے اسلام کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

یقین کیجئے اب 18 سال کے بعد بھارت جیسے مکار اور بزدل دشمن نے ہمارے اوپر اچانک حملہ کیا تو ابتلا کے اس دور میں پاکستان کے دوسرے عوام کی طرح مشائخ کرام نے بھی ملک کے دفاع کے لیے تندہی اور سرگرمی سے اپنا فرض ادا کیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں خود ہی دفاعی فنڈ میں چندہ نہیں دیا بلکہ اب بہت سے پیرانِ کرام اپنے اپنے حلقۂ اثر کے دورہ پر نکل پڑے ہیں اور وہ اپنے مریدوں سے دفاعی فنڈ اور جنگ سے بے گھر لوگوں کی امداد کیلئے روپیہ پیسہ، اناج، کپڑے، بستر اور دوسری اشیاء جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سلسلہ میں دلچسپ امر یہ ہے کہ بعض مشائخ کرام کے درمیان امدادی اشیاء جمع کرنے کے سلسلہ میں مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔

اوکاڑہ کے نواحی موضع فتح پور شریف کے دربارِ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت سید غلام رسول شاہ نے اس سلسلہ میں مثالی کردار ادا کیا۔ آپ نے ریڈیو پر مجاہدین کی سرگرمیوں کا ذکر سننے کے فوراً بعد ان کے لیے چندہ کی مہم شروع کر دی تھی۔ 6 ستمبر کو جب آپ نے لاہور اور مغربی پاکستان کے بعض دوسرے علاقوں پر بھارتی حملہ اور جنگ سے بے گھر ہونے والے لوگوں کی خبریں سنیں تو آپ نے اپنے مریدوں اور ملنے والے احباب کو ہدایت کی کہ وہ دفاعی فنڈ کے لیے رقم اور

بے گھر لوگوں کے لیے اسباب جمع کریں چنانچہ آپ نے ایک ماہ کے عرصہ میں دفاعی فنڈ میں ساڑھے ستائیس ہزار روپے نقد کے علاوہ بے گھر لوگوں کے لیے ساڑھے آٹھ سو من گندم، گیارہ من چاول، دو من کھانڈ، ڈیڑھ من تیل سرسوں، اڑھائی سو رضائیاں، اڑھائی سو دوہرے کھیس، چونسٹھ گدے، ایک سو ستاون سنگل کھیس، ساڑھے تین سو تکیے، سگریٹ کے پانچ سو پیکٹ، پونے چھ سو ٹکیاں صابن عمدہ اور بہت سے دوسری اشیاء خادم سید محمد کی معرفت ریڈ کراس میں جمع کرائیں۔ ان کے ہاں امدادی اشیاء جمع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

روزنامہ کوہستان لاہور

29 نومبر 1965ء

قومی دفاعی فنڈ اور بے خانماں افراد کے لیے لاکھوں روپے کے عطیات

یتیم مہاجر بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے

منٹگمری 28 نومبر کشمیری مہاجرین اور بھارتی حملے سے بے گھر ہونے والے افراد کے لیے عوام کی طرف سے عطیات اور ضروری سامان فراہم کرنے کا سلسلہ بڑے جوش و خروش سے جاری ہے۔ سید غلام رسول شاہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ فتح پور شریف تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری نے حسب ذیل سامان ریڈ کراس سوسائٹی کو دیا ہے۔ شاہ صاحب نے اپنے مریدین اور طالبان کو خوشنودی حق سے تلقین کی ہے کہ وہ یتیم بچوں کی پرورش کا بھی اہتمام کریں اور انہیں تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کر کے ملک کا مفید شہری بنائیں۔ سامان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہ سامان آپ کے مریدین کے توسط سے جمع کرایا گیا ہے۔

مکمل بستر ے 302، دُہراں 303، تکیے 303، گدے 64، پلنگ پوش 64، مزید پلنگ 25، مزید کھیس 37، مزید دریاں 8، مزید تکیے 30، برتن ہائے، پلیٹ 66، پیالے 49، چائے دانی 2، پرچ پیالی 6، گڈویاں 9، گلاس 156، چمچے کلاں 2، چمچے خورد 2، چھنے 68، تھالیاں 74، پرات 13، رکابی 83، کولی 3، پرون 3، تاش (ٹرے) 3، دیگچے جگ 12، ڈوئی 2، کروے 6، سرپوش 7، تمالو اخالی ڈبے 4، پارچات، کوٹ 4، واسکٹ 2، ڈوپٹے 7، ٹوپیاں 2، پتلون 1، قمیض 10، کندورے 8، پگڑیاں پاجامہ 1، شلوار 3، چادر 3، تولیے 3، کھدر دیسی 25 گز، کورالٹھا 1 تھان، 38 گز ملیشیا، 24 گز کپڑا قمیض، 8 گز کپڑا ریشمی شلوار، 4 گز برانڈی کوٹ، 1 گرم چادر، 1 گرم سویٹر، 2 ازار بند، 1 پراندہ، چاول ایک بوری دو من۔

وابستگانِ سلسلہ قادریہ غوثیہ سے اپیل

ہم نے جس دن قادریہ آرگنائزیشن کی بنیاد رکھی اسکے مقاصد میں ایک عظیم مقصد اپنے سلسلہ طریقت کی علمی، ادبی، روحانی خدمات کے حوالے سے ایک جامع تاریخ مرتب کرنا بھی شامل تھا۔ تاکہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ قادریہ کی مرکزی شاخ کے متعلق ایسا انسائیکلو پیڈیا ترتیب دے دیا جائے جو آنے والی نسلوں کیلئے بطور روحانی ورثہ یادگار رہے۔ ہم انشاء اللہ اس تاریخی کام کو چار جلدوں میں تقسیم کر کے مرتب کر رہے ہیں۔

جلداول: مشائخِ سلسلہ طریقت

جلددوم: خانوادۂ غوثیہ گیلانیہ کے معروف بزرگ

جلدسوم: سلسلہ شریف سے وابستہ خانقاہیں اور خلفائے کرام

جلد چہارم: سلسلہ قادریہ کی علمی وادبی خدمات

الحمدللہ اس کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہم نے اپنے شب وروز اس خدمت کیلئے وقف کر رکھے ہیں۔ سلسلہ قادریہ سے وابستہ تمام خانقاہوں کے محترم سجادہ نشینان، صاحبزادگان، خلفاء، علماء اور وابستگان کی خدمت میں گزارش ہے کہ سلسلہ شریف کے بارے میں اگر آپ کے پاس مطبوعہ، غیر مطبوعہ کوئی مواد خطوط، تصاویر اور کتب موجود ہوں تو ہمیں ان کی نقول ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آپ کے قیمتی ہیرے بھی اس مالا میں پروئے جاسکیں۔ آپ جس قدر تعاون فرمائیں گے یہ تاریخی دستاویز اسی قدر جامع اور مستند ہوگی۔

حرص و ہوس اور مادیت پرستی کے اس دور میں اخلاقی اور علمی قدریں دن بدن زوال پذیر ہیں آپ کے اخلاقِ فاضلہ، سلسلہ سے وابستگی اور علم دوستی سے قوی امید ہے کہ آپ اپنی معلومات تک ہمیں رسائی دے کر ہماری حوصلہ افزائی اور معاونت فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں ہے کہ المومن کثیر باخیہ (ایک مومن اپنے بھائی کے ساتھ مل کر کثیر ہو جاتا ہے)۔ جس گروہ میں اجتماعی اوصاف نہ پائے جائیں ان کا ہر شخص تنہا ہو جاتا ہے اور جہاں اجتماعی اوصاف ہوں وہاں ان کا ہر فرد نہ صرف دوسروں کے لیے طاقت بن جاتا ہے بلکہ خود بھی دوسروں سے قوت لیتا رہتا ہے۔ اپنے سلسلہ طریقت کی خدمت ہم سب پر یکساں فرض ہے لہٰذا اپنی بساط کے مطابق اس علمی خدمت میں ہمارے دست و بازو بنیں۔

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسنِ جمالِ یار کے آثار ہی سہی

رابطہ کے لیے فون نمبرز اور ایڈریس

قادریہ آرگنائزیشن دربارِ کرم طاہر آباد منگانی شریف ڈاکخانہ چک نمبر 214 تحصیل و ضلع جھنگ

0300-6504030/0346-7249750

www.manganishareef.webnode.com

Eail: ainaekaram@yahoo.com

مکان نمبر DK-319-A ڈھوک کشمیریاں نزد گورنمنٹ حشمت علی کالج فار بوائز راولپنڈی

0300-9548082/0333-5121200

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

کچھ مناظر، کچھ یادیں

﴿تصاویر، دستاویز، خطوط، کتب اور اخبارات﴾

پیران پیر دستگیر حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز

حضرت سید قطب علی شاہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت قطب عالم پیر محلوی

حضرت سید امان اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضور سلطان ہاتھیوان

المعروف حضرت قطب عالم پیر محلوی علیہ رحمۃ اللہ

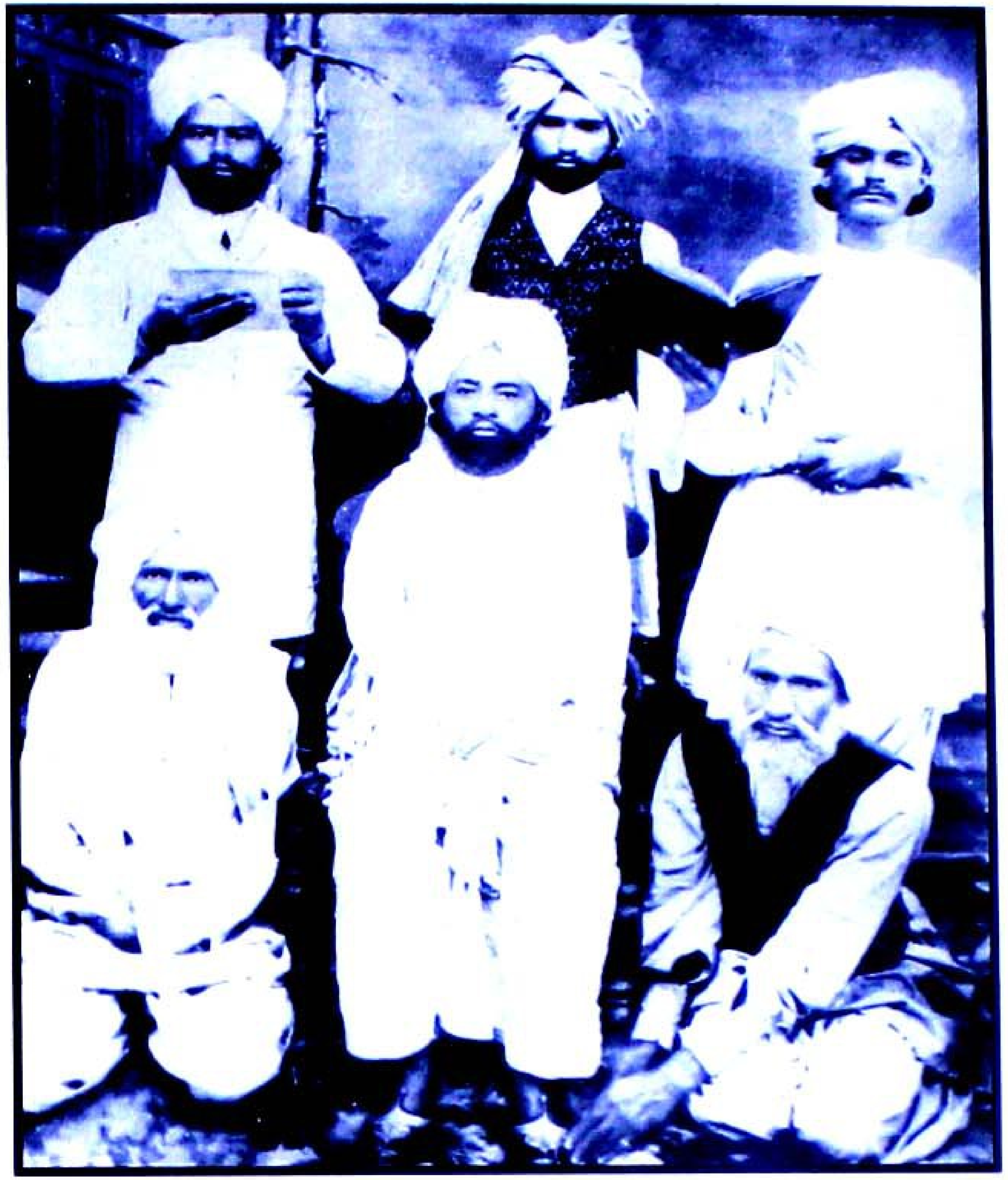

حضرت قطب عالم کے بائیں طرف بابا مولا بخش لانگری اور دائیں میاں الٰہی بخش ہراج بیٹھے ہیں
پیچھے بائیں طرف سے پیر غلام محمد جلوآنوی اور سید سلطان شاہ بخاری کھڑے ہیں

حضور شیر یزدانی اپنے اکلوتے فرزند پیر سید غلام رسول شاہ کے ہمراہ

حضور شیر یزدانی فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ

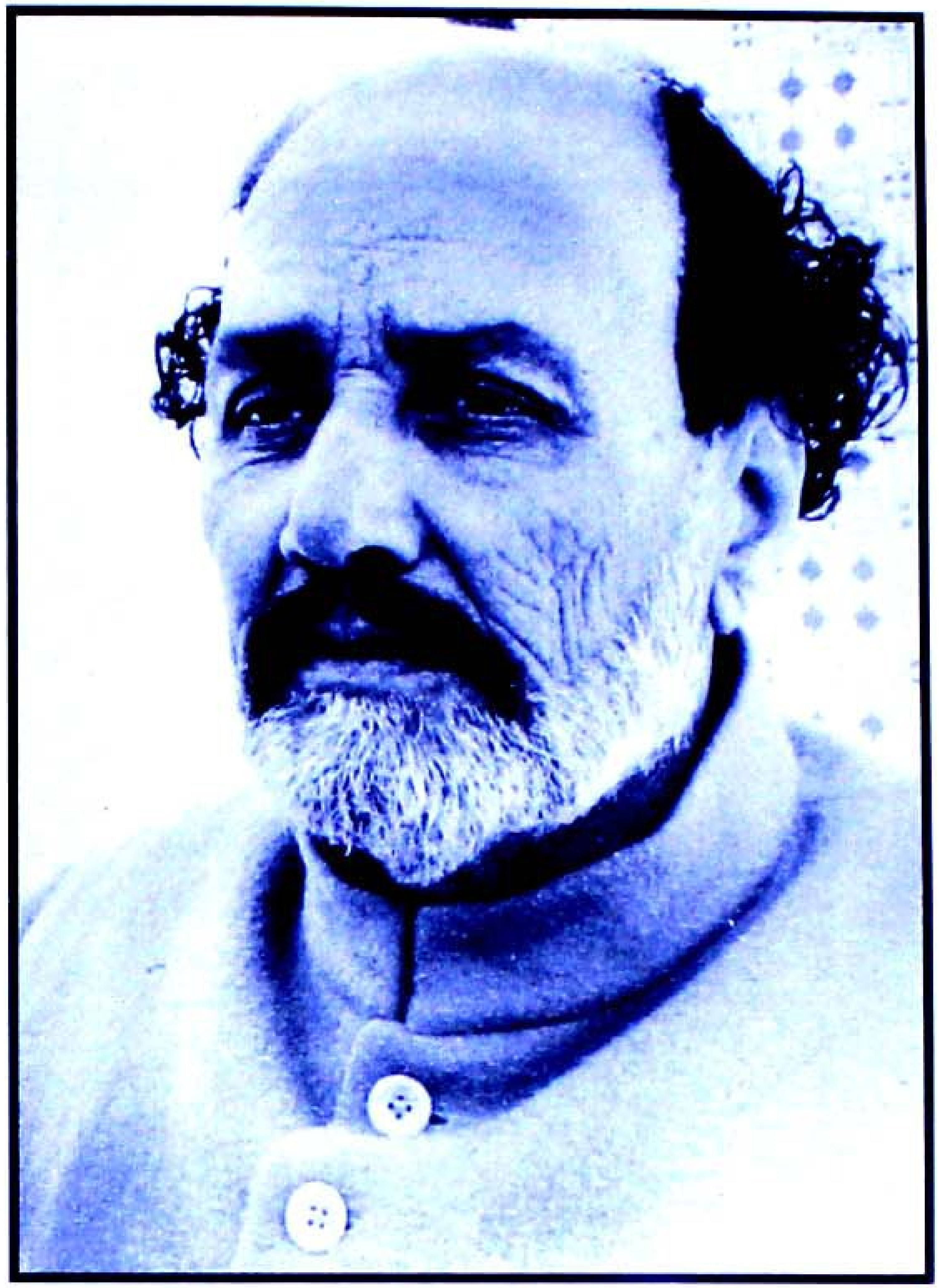

حضرت پیر سیّد غلام رسول شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سیّد فضل حسین شاہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ

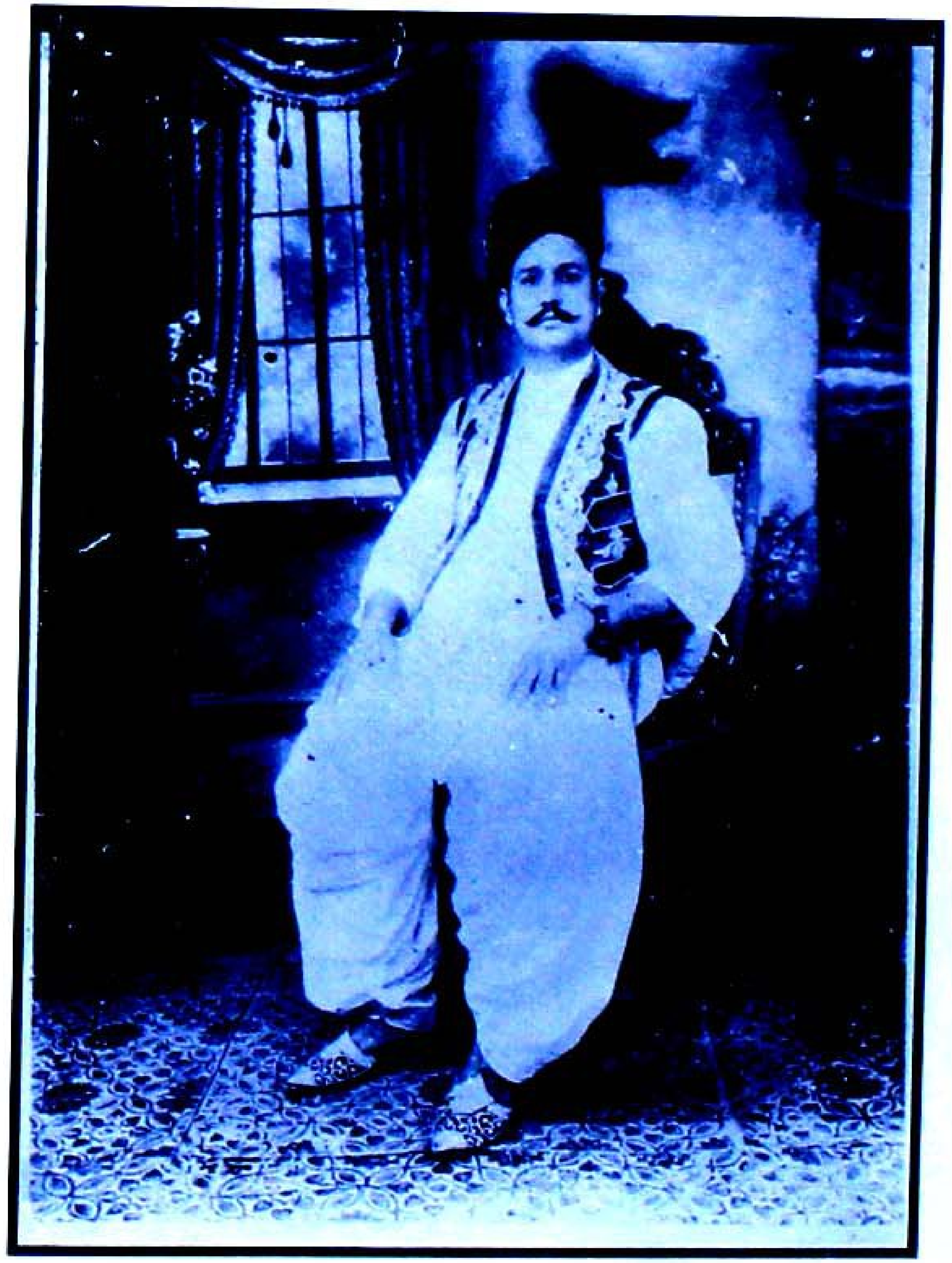

حضرت پیر سیّد غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ عہد جوانی اور بزرگی میں

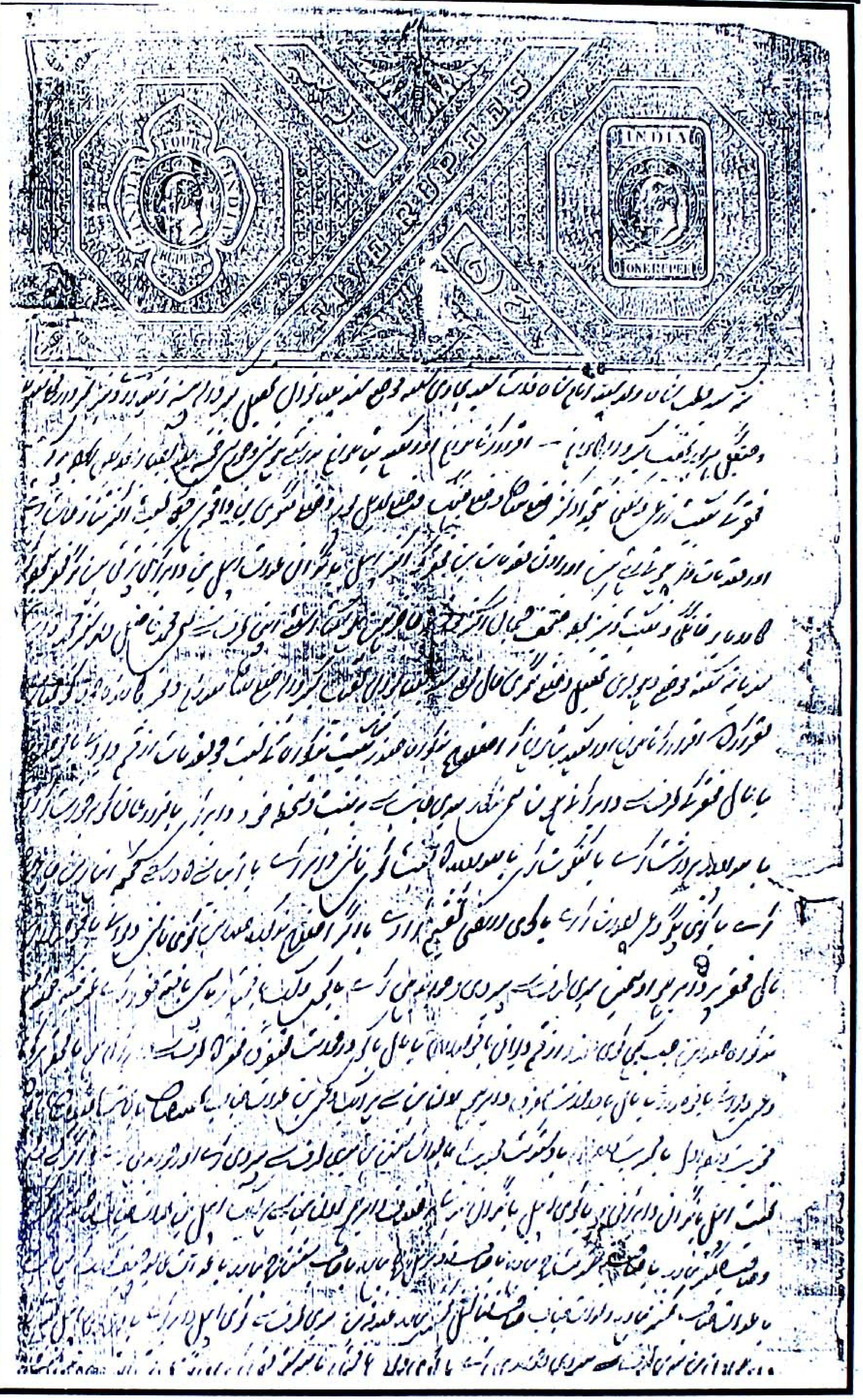

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے مختارِ عام میاں محمد فاضل کے نام ایک اسٹام

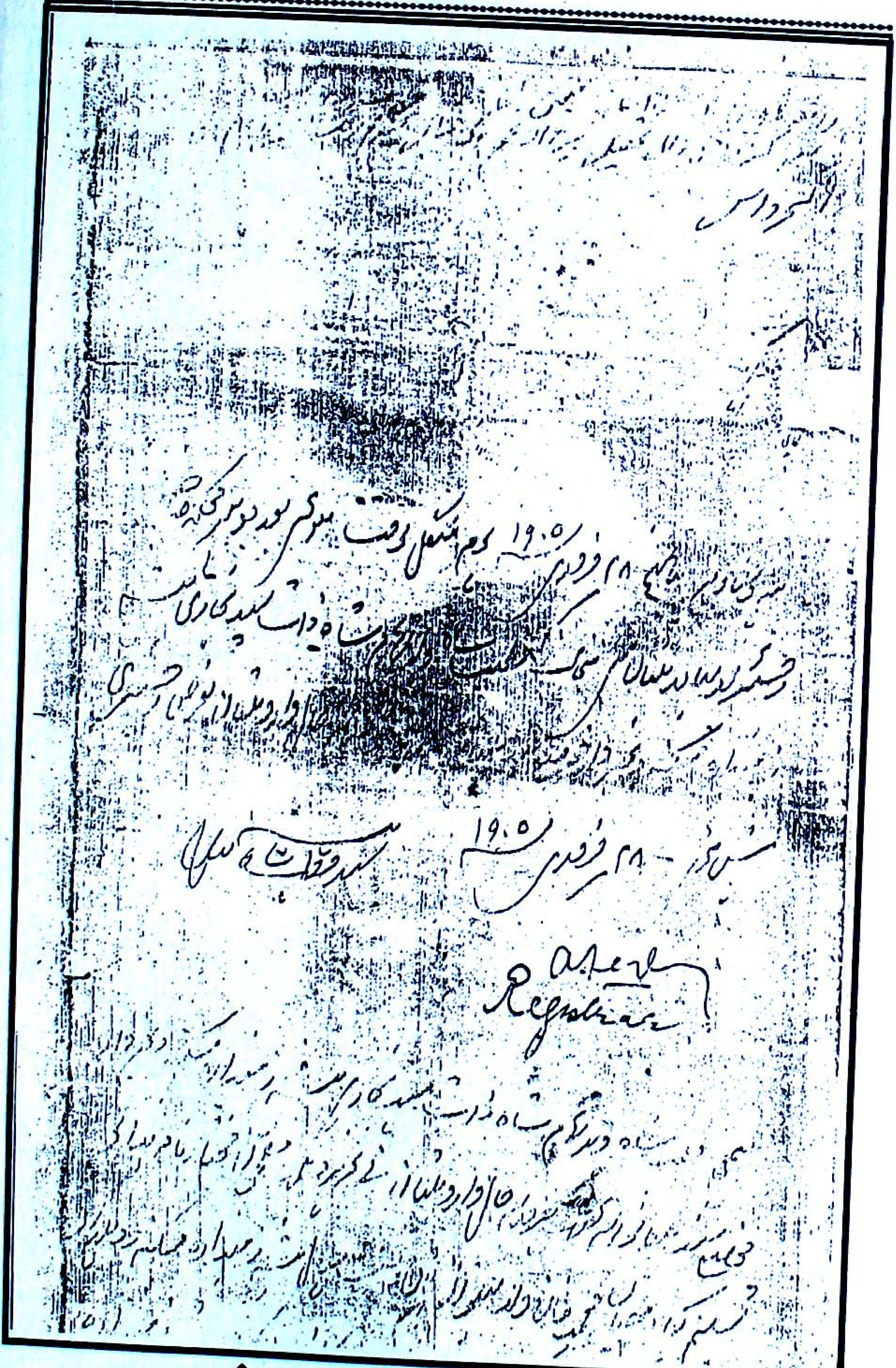

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط نمایاں نظر آرہے ہیں

عزیز القدر برخوردار بابو اللہ دتا دعا باشند

بعد دعا و خیریت طرفین کے واضح ہو کہ مبلغ یکصد روپیہ نقد

حامل کاغذ ہذا کے ہاتھ ارسال کر رہے ہیں زیادہ حد دعا

برخوردار کو پیار فقط۔ الراقم

سید شیر محمد از فتح پور

مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۶ء

﴿حضور شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے منشی کے نام ایک رقعہ﴾

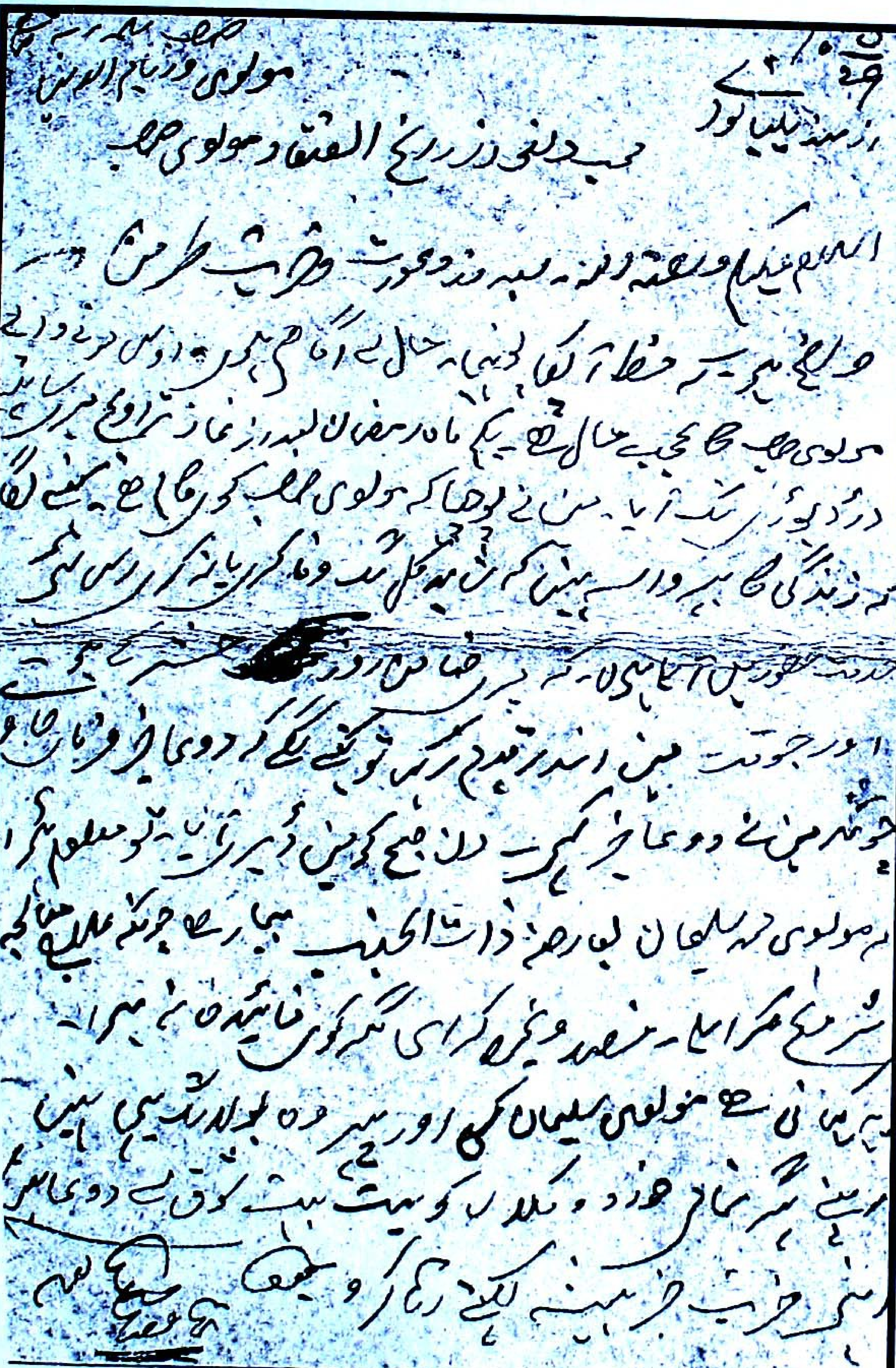

حضرت پیر سید فضل حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خط آپ کے سوادِ تحریر میں

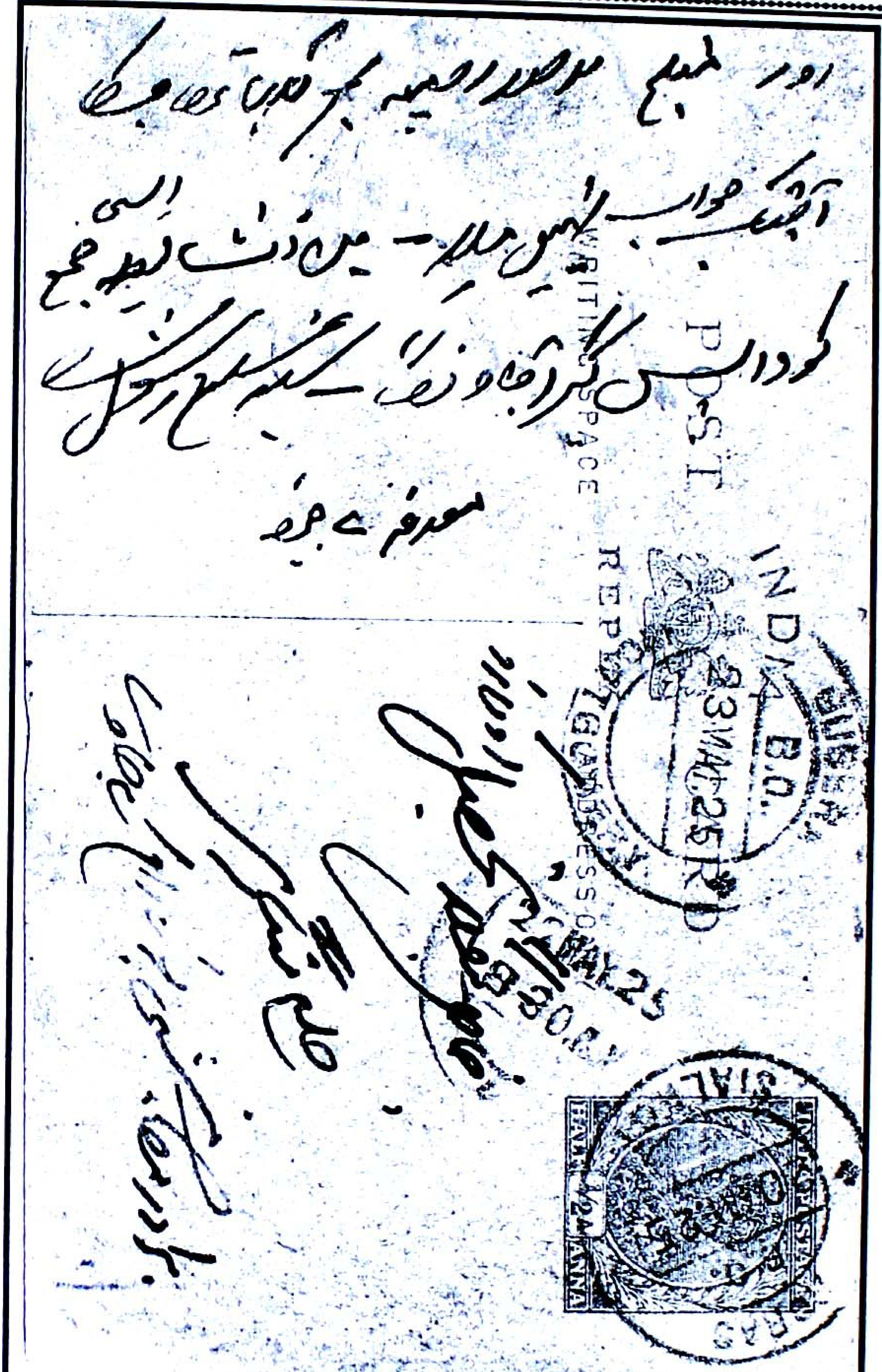

حضرت پیر سید غلام رسول شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا خط آپ کے سوادِ تحریر میں

۷۸٦

محمد داد فضل علی [illegible]

[illegible]

بنام حضرت [illegible] سائیں [illegible]

السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعد خیریت مزاج شریف

دعا [illegible] حضور

غریب [illegible] احمد نور [illegible] عرس [illegible] ۱۵ اور ۱۶ [illegible]

کی [illegible] مطابق ۲۸ و ۲۹ مئی ماہ حال مقرر ہے -

براہ کرم [illegible] تشریف آوری [illegible]

اعزاز بخشیں [illegible]

[illegible] حضور [illegible] ہے - اللہ کریم [illegible]

کو سلامت با کرامت رکھے - آمین -

حضرت میاں اللہ یار کملانہ رحمۃ اللہ علیہ کا خط

حضرت پیر سخی محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خط

حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خط

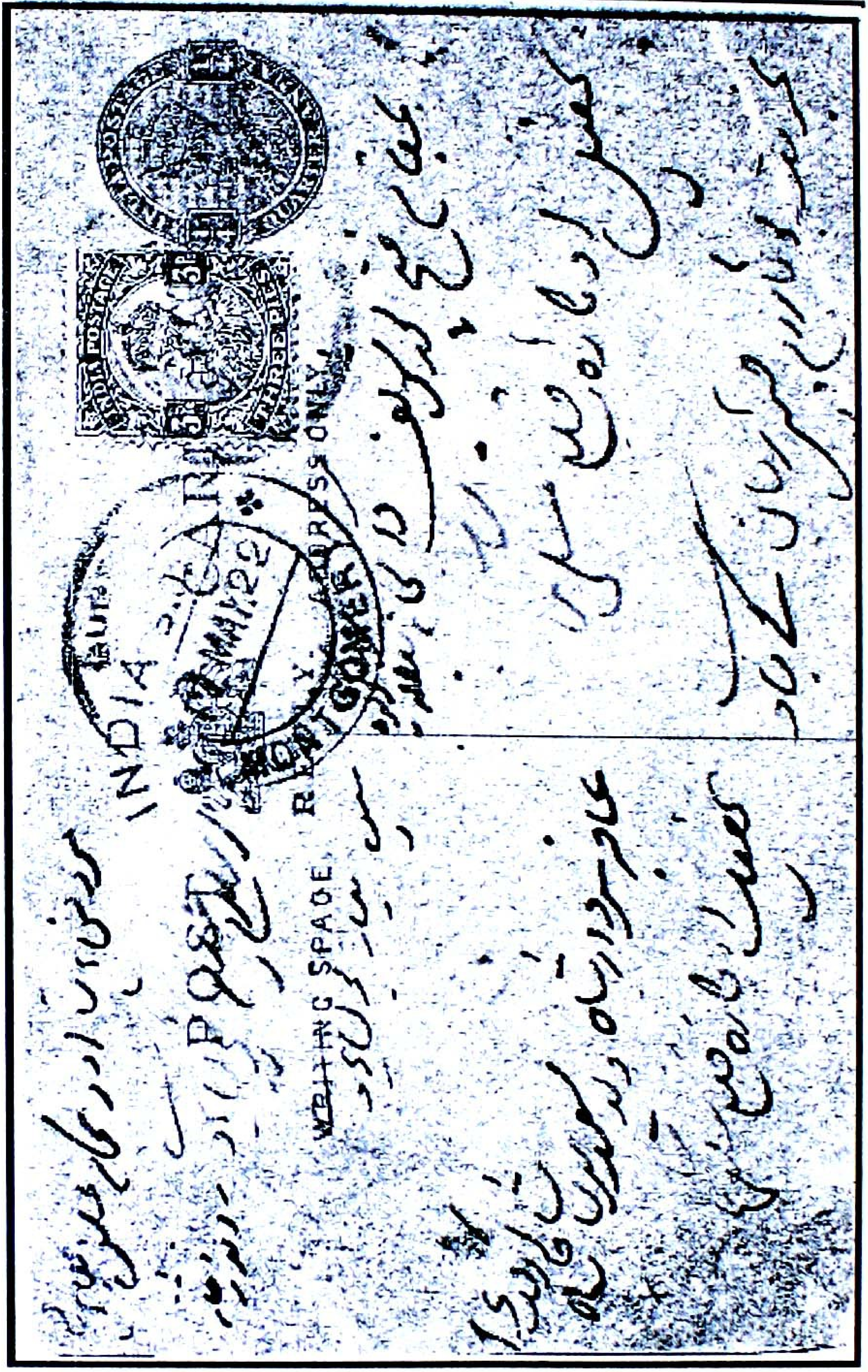

﴾حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خط﴿

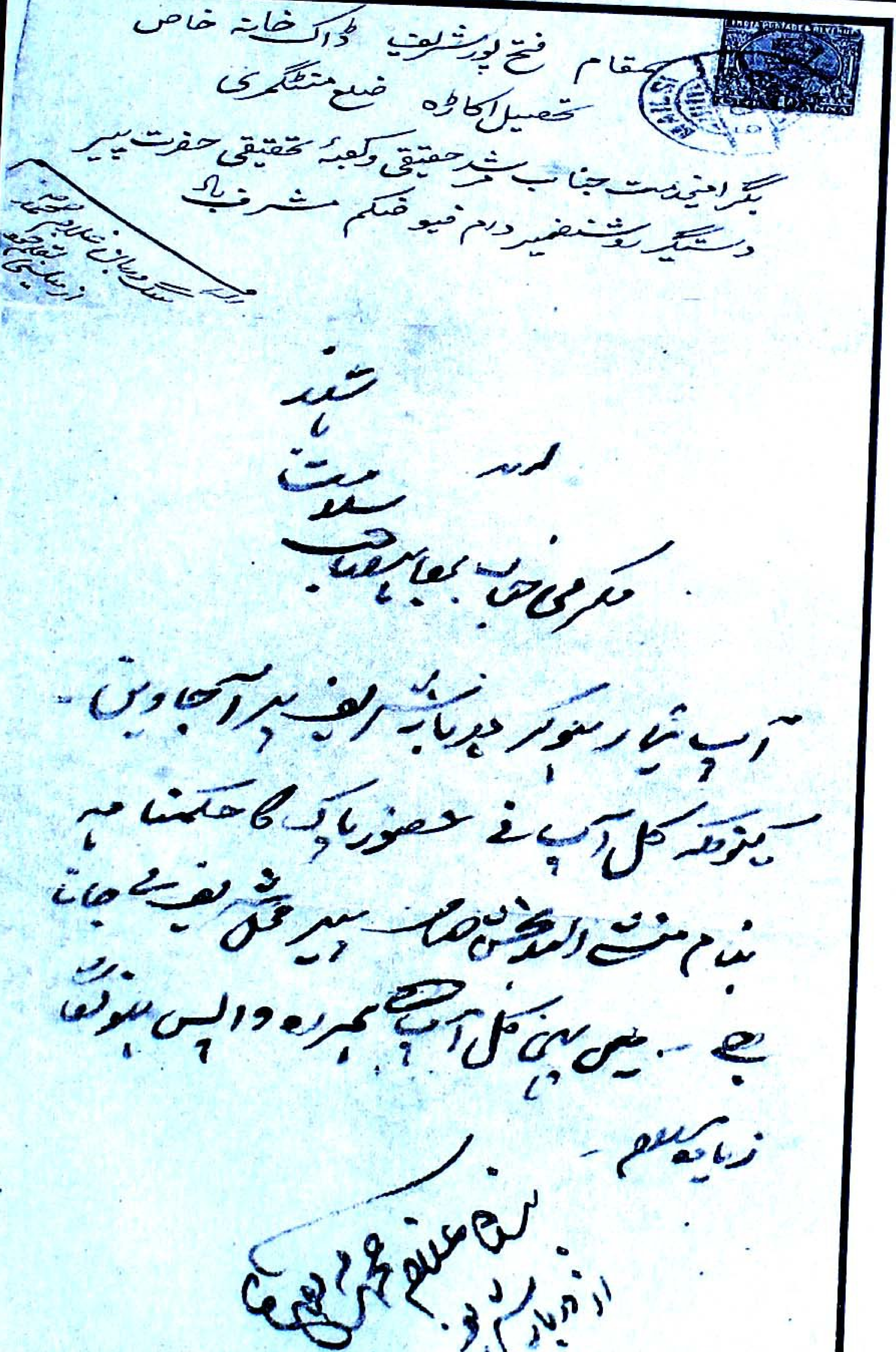

بمقام فتح پور شریف ڈاک خانہ خاص
ضلع منٹگمری
تحصیل اوکاڑہ
بگرامی خدمت جناب مرشد حقیقی و کعبۂ تحقیقی حضرت پیر
دستگیر روشن ضمیر دام فیوضکم مشرف باد

سلامت باشند

مکرمی جناب بمعہ احباب

آپ تیار رہویں جلد با شریف لے آجاویں۔

منزلہ کل آپ نے حضور پاک کا حکمنامہ

بنام منشی اللہ بخش صاحب بھیج دیا تھا

ہے۔ میں بھی کل آپ کے ہمراہ واپس ہو جاؤں گا

زیادہ سلام۔

بندہ غلام محمد

حضرت پیر غلام محمد جلوآنوی رحمۃ اللہ علیہ کا خط اور لفافہ

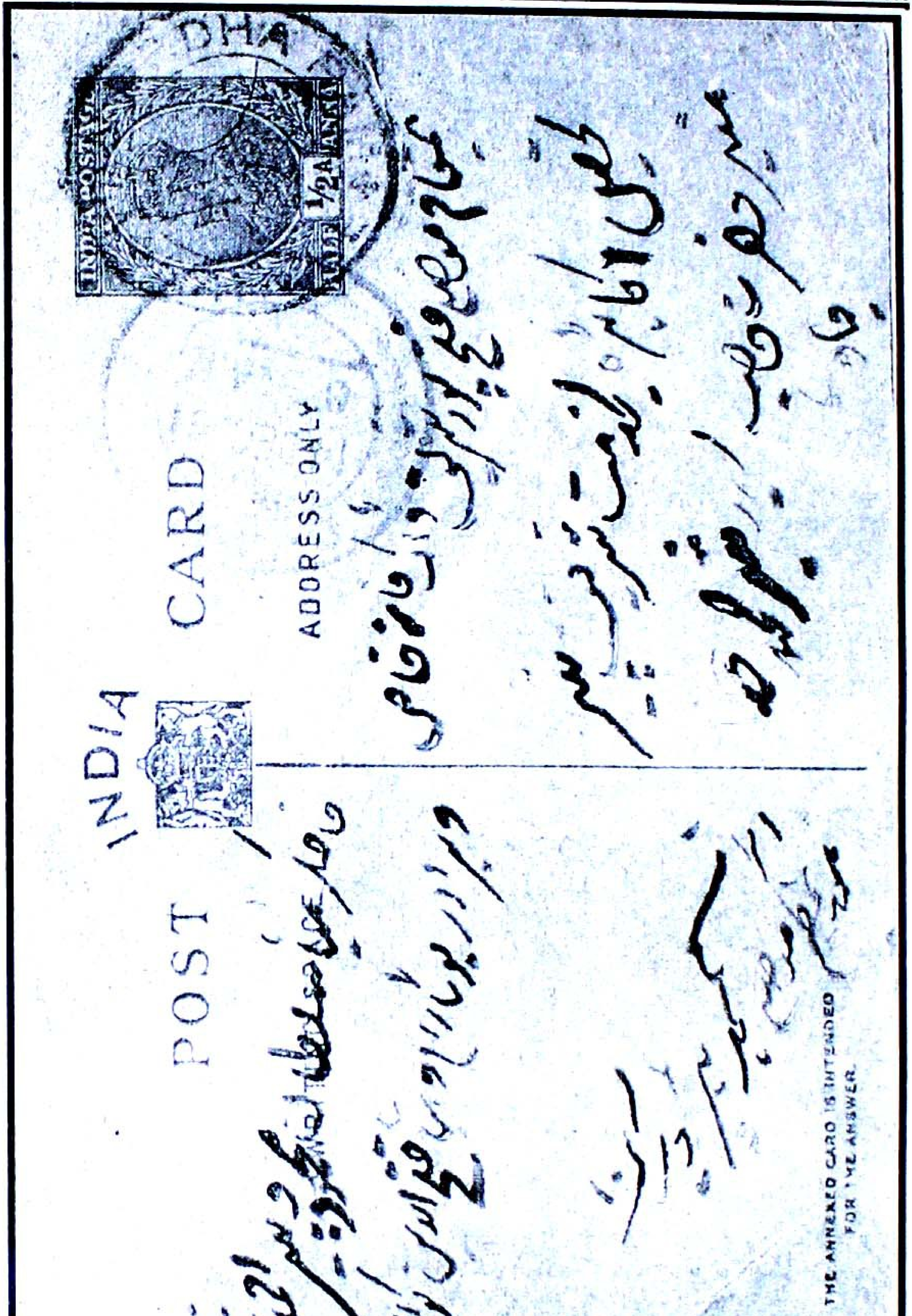

حضرت پیر محمد عظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا خط

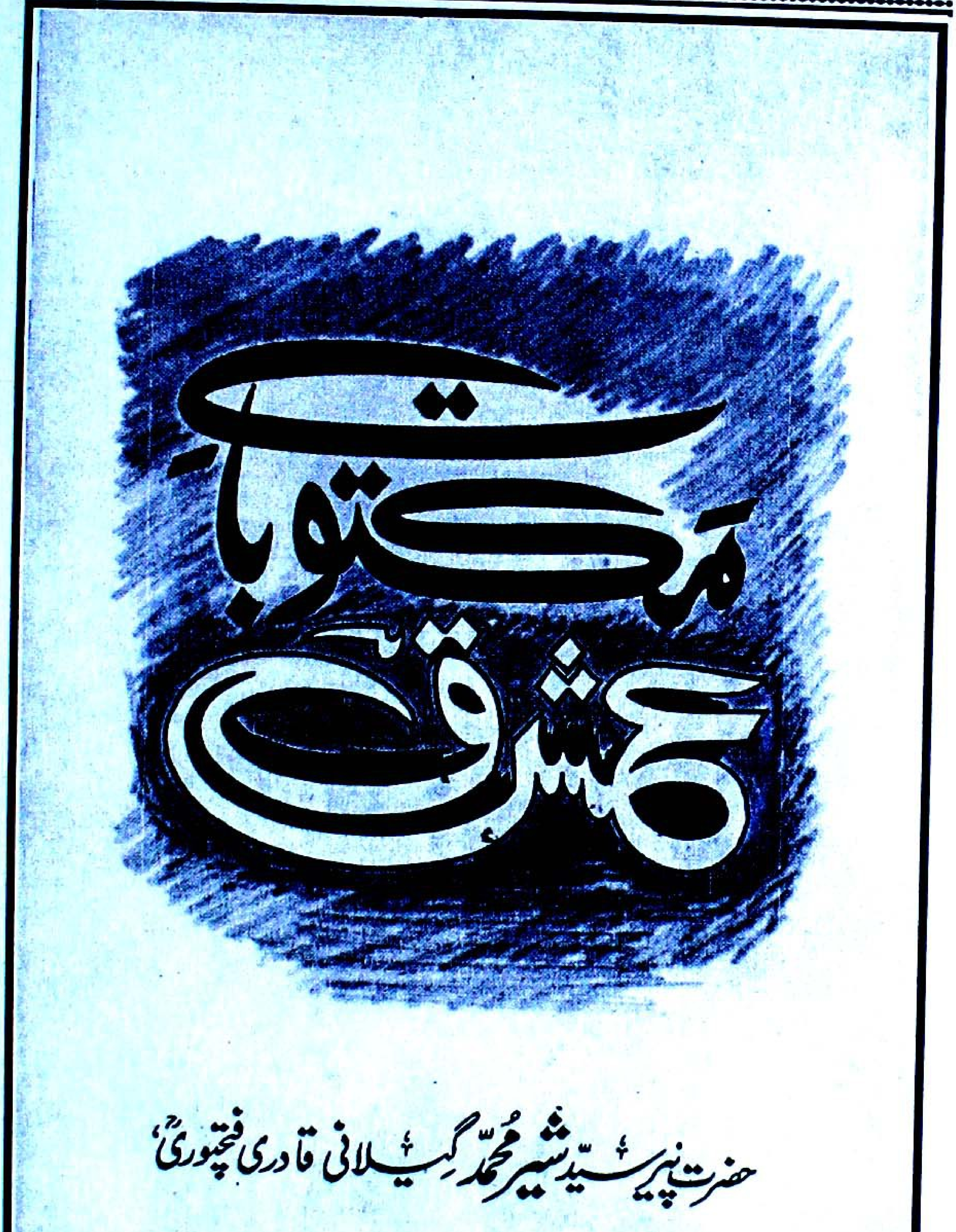

''مکتوبات عشق'' کا انتہائی دیدہ زیب ایڈیشن جس کا سرورق ملک کے مشہور آرٹسٹ ''صادقین'' سے پیر سید اسرار حسین شاہ سجادہ نشین دربارِ قطبیہ نے بنوایا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ملفوظات
غوث المحققین
المعروف
مرآت العاشقین

از

قطب ربانی محبوب سبحانی غوث صمدانی
عالی سرکار سید شیر محمد شاہ صاحب
گیلانی قدس سرہ السامی فتحپور شریف گوگیرہ
والے

رسالہ "مرآت العاشقین" کا سرورق

بدوں اجازت انتظامی کمیٹی کے اور کوئی صاحب قصد طبع نہ کرے

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

ذکرِ حالات وفات حضرت آیات مخزنِ علوم سبحانی معدنِ فیوض یزدانی سرگروہِ اولیاء اللہ

سائیں پاک حضرت سید شبیر محمد شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ النورانی قبلہ فتحپوری

المسمّٰی بہ

وصال باکمال

من تصنیف لطیف

خاتم الاولیاء عالی سرکار غوث الاعظم پاک ثانی ولا ثانی اعلیٰ حضرت مولانا غلام محمد صاحب

قبلہ جلوآنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منگوانے کا پتہ

محمد یار ولو عفی اللہ عنہ جلوی کتب خانہ ڈھڈیوالہ کلاں ڈاکخانہ کرہ نور نگر

لائل پور شہر

بار اوّل | تعداد ایک ہزار | ہدیہ ایک روپیہ

تاریخ اشاعت ذی الحجہ شریف سنہ ۱۳۸۲ ہجری

رسالہ "وصال باکمال" کا سرورق

پاکستان میں سب سے زیادہ چھپنے والا

لاہور، راولپنڈی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہونے والا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۵۹۹

ٹیلیفون نمبر ۶۵۲۶۶

روزنامہ نوائے وقت

لاہور پاکستان

۱۶ نئے پیسے

جلد ۲۱ | منگل ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ ۳ کاتک ۲۰۲۲ ب | شمارہ ۲۶۲

حضرت پیر غلام رسول صاحب کے خادم خاص سید محمد رضا [illegible] نے امدادی سامان ریڈ کراس کی چیئرمین بیگم [illegible] کے حوالے کیا

مشائخ اور علمائے کرام کی امدادی سرگرمیاں

جاوید چوہدری

مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں مشائخ کرام نے جس تندہی، سرگرمی اور خلوص نیت سے حصہ لیا وہ تاریخ میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ تحریک آزادی کے دوران مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ اپنے گھر کے بعض دشمنوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں کی بعض جماعتیں انگریز سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں تو مصروف تھیں لیکن وہ قائداعظم کے مسلم لیگ کے پروگرام پر اتفاق نہ کرتی تھیں۔ اسی طرح یونینسٹ پارٹی انگریزوں کی حامی تھی اسی جماعت میں جاگیرداروں کی اکثریت تھی۔ اور رائے عامہ پر کانگرس کا خاصا اثر تھا۔ اس موقع پر مشائخ کرام نے نعرہ حق بلند کیا اور پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا سید ابوالحسنات صاحب اور تقریباً ساڑھے تین سو دوسرے اعلیٰ پایہ بزرگان دین نے پاکستان کے حق میں فتوے جاری کرکے وہ کارنامہ انجام دیا، جسے اسلام کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

یقین کیجئے اب اٹھارہ سال کے بعد بھارت جیسے مکار اور بزدل دشمن نے ہمارے اوپر اچانک حملہ کیا، تو ابتلا کے اس دور میں پاکستان کے دوسرے عوام کی طرح مشائخ کرام نے بھی ملک کے دفاع کے لیے تندہی اور سرگرمی سے اپنا فرض ادا کیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں خود ہی دفاعی فنڈ میں چندہ نہیں دیا بلکہ اب بہت سے پیران کرام اپنے اپنے حلقہ اثر کے دورہ پر نکل پڑے ہیں اور وہ اپنے مریدوں سے دفاعی فنڈ اور جنگ سے بے گھر لوگوں کی امداد کے لیے روپیہ پیسہ، اناج، کپڑے، بستر اور دوسری اشیا جمع کرنے میں مصروف ہیں اس سلسلہ میں دلچسپ امر یہ ہے کہ بعض مشائخ کرام کے درمیان امدادی اشیا جمع کرنے کے سلسلہ میں مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔

اوکاڑہ کے نواحی موضع فتح پور شریف کے دربار عالیہ کے سجادہ نشین حضرت سید غلام رسول شاہ نے اس سلسلہ میں مثالی کردار ادا کیا۔ آپ نے ریڈیو پر مجاہدین کی سرگرمیوں کا ذکر سننے کے فوراً بعد ان کے لیے چندہ کی مہم شروع کر دی تھی، ۱۷ ستمبر کو جب آپ نے لاہور اور مغربی پاکستان کے بعض دوسرے علاقوں پر بھارتی حملہ اور جنگ سے بے گھر ہونے والے لوگوں کی خبریں سنیں تو آپ نے اپنے تمام مریدوں اور ملنے والے احباب کو ہدایت کی کہ وہ دفاعی فنڈ کے لیے رقم اور بے گھر لوگوں کے لیے سامان جمع کریں چنانچہ آپ نے ایک ماہ کے عرصہ میں دفاعی فنڈ میں ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ نقد کے علاوہ بے گھر لوگوں کے لیے ساڑھے آٹھ سو من گندم، گیارہ من چاول، دو من کھانڈ، ڈیڑھ من تیل سرسوں، اڑھائی سو رضائیاں، اڑھائی سو مردانہ کمیس، چھ [illegible] گدے، ایک سو ستاون سنگل کمیس، ساڑھے تین سو تکیے، سگریٹ کے پانچ سو پیکٹ، پونے چھ سو ٹکیہ صابن عمدہ اور بہت سی دوسری اشیا، خادم سید محمد کی معرفت ریڈ کراس میں جمع کرائیں۔ ان کے ہاں امدادی اشیا جمع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۰۵
چیف ایڈیٹر
نسیم حجازی

روزنامہ
کوہستان
لاہور

ٹیلیفون ۶۴۱۸۶ / ۲۱۱۶
قیمت ۱۶ پیسے

لاہور پاکستان، جلد ۱۰، شمارہ ۲۴۶، پیر ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء، بمطابق ۵ شعبان ۱۳۸۵ ہجری، ۱۴ مگھر ۲۰۲۲ بکرمی

قومی دفاعی فنڈ اور بے خانماں افراد کے لئے لاکھوں روپے کے عطیات

یتیم مہاجر بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے

منٹگمری، ۲۸ نومبر۔ کشمیری مہاجرین اور بھارتی حملے سے بے گھر ہونے والے افراد کے لئے عوام کی طرف سے عطیات اور ضروری سامان فراہم کرنے کا سلسلہ بڑے جوش و خروش سے جاری ہے۔ سید غلام رسول شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ فتح پور شریف تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری نے حسب ذیل سامان ریڈ کراس سوسائٹی کو دیا ہے۔ شاہ صاحب نے اپنے مریدین اور طالبان خوشنودی حق سے تلقین کی ہے کہ وہ یتیم بچوں کی پرورش کا بھی اہتمام کریں اور انہیں تعلیم و تربیت سے بہرہ ور کر کے ملک کا مفید شہری بنائیں۔ سامان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہ سامان آپ کے مریدین کے توسط سے جمع کیا گیا ہے۔

مکمل بسترے ۴۴، دریاں ۳۰، تکیے ۳۰۳، گدے ۴۴، پلنگ [illegible]، صندوق [illegible]، بکس ۴، [illegible]، بستر [illegible]، پلیٹیں [illegible]، پیالے ۴۹، چائے دانی ۲، [illegible]، گلاس [illegible]، چمچے [illegible]، چارپائیاں [illegible]، پرات [illegible]، رکابی [illegible]، کڑاہی ۲، [illegible]، سرپوش ۷، [illegible]، چادریں [illegible]، قمیصیں [illegible]، شلوار [illegible]، کھدر دیسی ۷۵ گز، [illegible]، اور [illegible]۔

دربار عالیہ فتح پور شریف تحصیل اوکاڑہ کے سجادہ نشین سید غلام رسول شاہ کی طرف سے بے خانماں افراد کے لئے یہ سامان ان کے مریدوں کے توسط سے ریڈ کراس کے سپرد کر دیا گیا۔